ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

جلد دوم نور الہدایہ

اردو شرح وقایہ

در مطبع نظامی واقع کانپور محلہ پٹکاپور ۱۳۰۲ھ مطبوع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب النکاح

نکاح ایک عقد ہی کہ بنایا گیا[1] ہی واسطے حلال ہونے اوس نفع کے جو مرد کو عورت سے حاصل ہوتا ہی اور نکاح منعقد ہوتا ہی ایجاب و قبول سے کہ دونون ماضی کے صیغے[2] سے ہون جیسے نکاح کر دیا مینے[3] اور نکاح کیا مینے یا ایک ماضی کے صیغے سے اور دوسرا مستقبل یعنی امر کے صیغے سے جیسے نکاح کر دے میرا تو دوسرے نے کہا نکاح کر دیا مینے اگرچہ وہ دونون اسکے معنی کو سمجھتا نہین اور اگر بیع مین کہا کہ بیچ میرے ہاتھ اس شی کو تو کہا دوسرے نے بیچا مینے تو جائز نہوگی یہان تک کہ پھر مشتری کہے خریدا مینے

ف اور وجہ اسکی شرح عربی مین مذکور ہی **ص** اگر عورت سے کہا کہ تمنے فلانے کو جورو ہونے مین اپنے تئین دیا سو کہا عورت نے کہ دیا پھر دوسرے سے کہا کہ قبول کیا تو نے اوسنے کہا کہ قبول کیا[4] نکاح جائز ہو جاویگا اور اسیطرح بیع مین اگر بائع سے کہا بیچا تو نے سو کہا اوسنے بیچا پھر مشتری سے کہا خریدا تو نے اوسنے کہا خریدا صحیح ہو جاویگا اور اگر مرد عورت نے کہا کہ ہم جورو خاوند ہین گواہون کے سامنے تو نکاح جائز نہوگا اور نکاح صحیح ہو جاتا ہی ساتھ لفظ نکاح اور تزویج اور ہبہ اور تملیک اور صدقہ اور بیع اور شرا کے **ف** نکاح و تزویج کی صورت اوپر بیان ہو چکی اور ہبہ مین اسطرح پر کہین کہ ہبہ کیا مینے اپنے نفس کو[5] وغیرہا کو تجکو اور تملیک مین مالک کیا مینے تجکو اور صدقے مین صدقہ کیا مینے اپنے تئین تجپر اور بیع اور شرا مین بیچا مینے یا خریدا مینے تجکو خواہ یہ الفاظ جورو کی طرف سے ہون یا خاوند کی طرف سے یا دونون کی طرف سے **ص** نہ ساتھ لفظ اجارہ اور اعارہ اور وصیت کے **ف** یعنی اگر کسی نے کہا کہ اجارہ دیا مینے تجکو یا عاریت دیا تو نکاح جائز نہوگا اور اسیطرح وصیت مین تو حاصل یہ ہی کہ جو الفاظ اوسیوقت چیز کے مالک کر دینے کے لیے بنائے گئے ہین مثل بیع اور ہبہ وغیرہا کے اونسے درست ہوگا اور ساتھ اجارہ اور اعارہ اور وصیت کے درست نہوگا کیونکہ اجارہ اور عاریت واسطے مالک کر دینے کے نہین بنا بلکہ نفع کے مالک کر دینے کے لیے اور وصیت اوسی وقت چیز کی ملکیت کے لیے نہین ہی بلکہ بعد موت کے مالک کر دینے کو بنی ہی اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک

---

[1] اس قید سے عقد بیع و ہبہ خارج ہو گئے اسلیے کہ اونمین اگرچہ نفع مشتری اور موہوب لہ کو حلال ہو جاتا ہی لیکن وہ عقد اسواسطے موضوع یعنی بنائے نہین گئے بلکہ اسلیے بنائے گئے کہ [illegible] ہو اوس کے نفع حلال نہین ہوتا مثل خریدنا [illegible] وغیرہا کے بخلاف نکاح کے [illegible]

[2] [illegible] یعنی ایسے الفاظ [illegible]

[3] [illegible] بالغہ [illegible]

[4] قول او نکاح کر [illegible] یعنی اپنی بیٹی [illegible] یا اپنی نفس [illegible]

[5] یعنی دونون [illegible] معتقد [illegible] قبول کیا [illegible] صحیح [illegible]

نکاح نہین جائز ہوتا مگر لفظ نکاح اور تزویج سے فقط اور بلفظ ہبہ نکاح صحیح ہونا خاص آنحضرت کے لیے تھا اور ہمارے نزدیک یہ حکم عام ہی لذاتی الاصل **ص** اور شرط نکاح کے جائز ہونے کی یہ ہی کہ ہر ایک دوسرے کے کلام کو سنے اور دو مرد آزاد یا ایک مرد آزاد اور دو عورتین آزاد حاضر ہووین **ف** کشف الغمہ مین ہی کہ حضرت عمرؓ جائز رکھتے تھے شہادت عورتون کی ساتھ ایک مرد کے نکاح مین اور نکاح بغیر شہود یعنی گواہ ہونے کے جائز نہین کیونکہ روایت کی بیہقی نے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لَا نِكَاحَ اِلَّا بِالشُّهُوْدِ یعنی نہین ہی نکاح مگر گواہ ہونے سے اور غریب کہا اوسکو زیلعی نے اور فتح القدیر مین ہی کہ اخراج کیا اوسکا دارقطنی نے اور روایت کی ترمذی نے ابن عباسؓ سے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ زانیہ وہ عورتین ہین جو نکاح کر لیتی ہین اپنا بغیر گواہون کے اور کہا کہ صحیح وقف اوسکا ہی ابن عباسؓ پر اور روایت کیا اوسکو عبد الرزاق نے موقوفًا اور اسی پر اتفاق کیا ہمارے علما نے اور یہی صحیح ہی نزدیک امام شافعیؒ کے اور امام مالکؒ کے نزدیک اعلان نکاح مین شرط ہی اور شہادت شرط نہین اور یہ حدیث اونپر حجت ہی **ص** اور امام شافعیؒ کے نزدیک بغیر شہادت دو مردون کے جائز نہوگا اور وہ گواہ بالغ ہون عاقل ہون **ف** اسواسطے کہ شہادت نابالغ اور مجنون کی معتبر نہین **ص** مسلمان ہون **ف** اسواسطے کہ گواہی کافر کی مسلمان پر قبول نکی جاوے گی **ص** اور دونون نے متعاقدین کی لفظ کو سنا ہو تو اگر ہر ایک نے متفرق سنا اسطرح پر کہ پہلے ایک کے سامنے دونون نے الفاظ نکاح ادا کیے اور وہ چلا گیا اور پھر دوسرے کے سامنے تو نکاح جائز نہوگا **ف** اسواسطے کہ جس عقد کو جائز فرض کرین تو فساد لازم آتا ہی کیونکہ ایک کی گواہی مقبول نہین **ص** اگرچہ وہ دونون فاسق ہون **ف** اور امام شافعیؒ کے نزدیک جبکہ وہ گواہ فاسق معلن ہون تو نکاح جائز نہوگا کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہین نکاح ہی بغیر ولی اور دو گواہ عادل کے روایت کیا اوسکو دارقطنی نے عایشہؓ سے اور اسناد مین اوسکی یزید بن سنان اور باپ اوسکا ہی کہا دارقطنی نے دونون ضعیف ہین اور کہا نسائی نے متروک الحدیث ہی اور ضعیف کیا اوسکو احمد وغیرہ نے اور روایت کی دارقطنی نے عائشہؓ سے کہ ضرور ہین نکاح مین چار چیزین ولی اور خاوند اور دو گواہ اور اوسکی اسناد مین نافع بن میسرہ ابو الخطیب مجہول ہی اور اس باب مین مروی ہی عبد اللہ بن مسعود اور ابن عمر اور جابر رضی اللہ عنہم سے اور اسناد سب روایتون کی واہی ہی یعنی ضعیف ہی **ص** یا اونپر حد قذف پڑی ہو **ف** یعنی کسی مسلمان کو تہمت زنا کی لگائی ہو اور وہ شروط معتبرہ سے ثابت نہوا اور اونپر حد شرعی تہمت زنا کی لگی ہو اور اسکا بیان کتاب الحدود مین انشاء اللہ آویگا **ص** یا وہ اندھے ہون **ف** کیونکہ شرط نکاح مین عاقدین کے لفظ کو سننا ہی اور یہ امر اندھون سے حاصل ہی **ص** یا وہ دونون بیٹے ہون عاقدین کے یا فقط خاوند کے یا فقط جورو کے **ف** اول صورت کی مثال یہ ہی کہ زید نے زینب سے نکاح کیا اور بعد اسکے اوسکے دو یا تین بیٹے زینب سے پیدا ہوے اور پھر زید نے زینب کو طلاق دیا پھر بعد گذرنے عدت کے ارادہ نکاح کا کیا تو اون بیٹون کی گواہی سے نکاح درست ہی اور دوسری صورت کی مثال یہ ہی کہ زید نے زینب سے نکاح کا ارادہ کیا اور دوسری بیوی سے زید کے بیٹے تھے تو اب اونکی گواہی سے نکاح زینب کے ساتھ درست ہی اور تیسری صورت کی مثال یہ ہی کہ زید نے زینب سے ارادہ نکاح کا کیا اور زینب کے پہلے خاوند سے بیٹے تھے تو اب زینب کا نکاح ساتھ گواہی اوسکے بیٹون کے زید سے درست ہی **ص** لیکن جسکے بیٹے ہین اگر وہ دعوی کریگا تو اوسکے واسطے شہادت اوسکے بیٹون کی مقبول نہوگی یعنی اگر خاوند کے بیٹون کے سامنے نکاح ہوا اور خاوند نے دعوی کیا تو شہادت اوسکے بیٹون کی مقبول نہوگی اور عورت اگر دعوی کریگی تو شہادت خاوند کے بیٹون کی اوسکے واسطے مقبول ہو جاویگی

اور اگر بیوی کے بیٹون کے سامنے نکاح ہوا تو درصورت دعوی کرنے بیوی کے شہادت اونکی مقبول نہو گی اور درصورت دعوی کرنے خاوند کے شہادت اونکی مقبول ہو گی **ف** تو اس جگہ چار صورتین ہو گئین **ص** اگر مسلمان نکاح کرے ایک ذمیہ عورت سے اور دو ذمیون کو گواہ کرے نکاح صحیح ہو جاویگا لیکن اگر مسلمان انکار کرے نکاح کا تو اون دو ذمیون کی گواہی سے نکاح ثابت نہو گا اسواسطے کہ گواہی کافر کی مسلمان پر مقبول نہین اور اگر مسلمان دعوی کرے نکاح کا تو گواہی اونکی مقبول ہو جاویگی اسواسطے کہ گواہی ذمی کی واسطے نفع مسلمان کے مقبول ہی **ف** اور اسواسطے کہ اس صورت مین گواہی ذمی کی اوپر ذمیہ کے ہو جاوے گی اور وہ مقبول ہی **ص** اگر کسی شخص نے دوسرے کو حکم کیا کہ میری دختر نابالغ کا کسی سے نکاح کردے سو اوسنے نکاح کیا اوس لڑکی کا ایک شخص کے سامنے تو اگر اوسکا باپ بھی حاضر ہی تو نکاح جائز ہو گا **ف** اسواسطے کہ اس صورت مین گویا باپ عاقد رہے گا اور وکیل اور وہ ایک شخص دونون ملکے گواہ ہو جاوینگے کذا فی الاصل **ص** اور اگر باپ حاضر نہین جائز نہو گا **ف** اسواسطے کہ اس صورت مین فقط وہ ایک ہی شخص گواہ رہے گا اور ایک شخص کی گواہی سے نکاح جائز نہین **ص** اسیطرح اگر باپ اپنی بالغہ لڑکی کا نکاح کرے ایک شخص کے سامنے اگر وہ لڑکی حاضر ہی تو نکاح جائز ہو جاوے گا **ف** کیونکہ اس صورت مین گویا وہ بالغہ عاقدہ ہو جاوے گی اور باپ اور وہ شخص ملکے گواہ ہو جاوینگے کذا فی الاصل اور امام شافعی رح کے نزدیک اس صورت مین نکاح درست نہو گا کیونکہ بالغہ کا بھی نکاح بغیر ولی کے اونکے نزدیک جائز نہین **ص** اور اگر وہ لڑکی حاضر نہین تو نکاح جائز نہو گا **ف** اسواسطے کہ اس صورت مین عاقد باپ ہو جاوے گا اور فقط وہ ایک شخص گواہ رہے گا اور ایک شخص کی شہادت سے نکاح جائز نہین

فصل بیان مین اون عورتونکے جنسے نکاح حرام ہی

اور اونکو محرمات کہتے ہین **ص** حرام ہی مرد پر اصل اوسکی **ف** یعنی مان اور دادی اور نانی اور پردادی اور پرنانی اسی طرح جہانتک سلسلہ جاوے کیونکہ فرمایا اللہ تعالے نے حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ یعنی حرام کی گئین تمھارے اوپر مائین تمھاری اور بیٹیان تمھاری اور پوتی بھی بیٹی ہی اور اسیطرح نواسی یعنی بیٹی کی بیٹی اور نانی یعنی مان کی مان اور دادی بھی مان ہی اسواسطے کہ ام کہتے ہین لغت مین اصل کو اور نانی اور دادی بھی اصل ہین اور پوتے اور نواسے کی یا یہ کہ انکی حرمت پر اجماع ہوا ہی اور اجماع حجت قاطع ہی **ص** اور فرع اوسکی **ف** یعنی بیٹی اور پوتی اگرچہ چلی جاوین بے نہایت اور دلیل اسکی اوپر گذری **ص** اور حرام ہی مرد پر بہن اوسکی اور بھانجی اور بھتیجی اور پھوپھی اور خالہ **ف** اسواسطے کہ قرآن شریف مین انکی حرمت منصوص ہی فرمایا اللہ تعالی نے وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ یعنی حرام ہین تمپر بہنین تمھاری اور پھوپھیان تمھاری اور خالائین تمھاری اور بھتیجیان اور بھانجیان **ص** اور اپنی بیوی کی بیٹی اگر اوس بیوی سے صحبت کی ہو **ف** اور اگر صحبت نہ کی ہو تو نکاح کرنا اوسکی بیٹی سے درست ہی کیونکہ فرمایا اللہ تعالے نے وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ مِنْ نِسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ یعنی حرام ہین تمھارے اوپر ربائب تمھاری جو گودون مین ہین تمھاری اون عورتون سے

جن سے صحبت کی تمنے اور اگر نہین کی صحبت تمنے اونسے تو نہین گناہ ہی تمپر آور ربائب جمع ربیبہ کی ہی ربیبہ کہتے ہین
اپنی عورت کی بیٹی کو جو غیر سے ہو آ روایت ہی عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے کہ جو مرد نکاح کرے کسی عورت سے اور اوس سے صحبت کرے تو نہین حلال اوسکو نکاح کرنا اوسکی بیٹی سے
آور اگر نہین کی صحبت اوس سے تو چاہے نکاح کرلے اوسکی بیٹی سے آور جو شخص کہ نکاح کرے کسی عورت سے تو
حرام ہی اوسپر مان اوس عورت کی برابر ہی کہ اوس عورت سے صحبت کی ہو یا نکی ہو آ روایت کیا اوسکو ترمذی
نے اور کہا کہ یہ حدیث صحیح نہین اسناد اوسکی اور ابن لہیعہ اور مثنی بن الصباح دونون ضعیف گنے جاتے ہین
حدیث مین آور اس باب مین مروی ہوا ابن عباس رضی سے بھی اور اوسپر اتفاق ہی ائمہ اربعہ کا ص اور اپنی
بیوی کی مان برابر ہی کہ اوس سے صحبت کی ہو یا نکی ہو ف کیونکہ فرمایا اللہ تعالے نے وَاُمَّهَاتُ نِسَآئِكُمْ
یعنی حرام ہین تمھارے اوپر مائین تمھاری بیویون کی اور اسمین قید صحبت کی نہین اور اوپر دلیل اسکی
حدیث بھی گذری ص اور اپنی اصل کی بیوی ف یعنی باپ دادا کی بیوی یا نانا کی بیوی جہان تک بلند ہوین
کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ یعنی نہ نکاح کرو اون عورتون سے کہ نکاح کیا اون سے
باپون تمھارے نے ص اور اپنی فرع کی بیوی ف یعنی بیٹے کی بیوی یا پوتے کی بیوی جہان تک نیچے اوترین
کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ اور حرام ہین تمپر بیبیان تمھارے
بیٹون کی جو تمھارے نطفے سے ہین آور اس سے نکل گیئن بیویان متبنی کی یعنی اوس شخص کی جسکو بیٹا بنا لیا
ہو آور اوسکو ہندی مین لے پالک کہتے ہین ص اور بھی حرام ہین یہ سب اگر رضاعی[له] ہون ف کیونکہ فرمایا
اللہ تعالی نے وَاُمَّهَاتُكُمُ الّٰتِيْۤ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ یعنی حرام ہین تمھارے اوپر
مائین تمھاری جنھون نے دودھ پلایا تمکو اور بہنین تمھاری رضاعت سے آور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ یعنی حرام ہوتا ہی رضاع سے جو حرام ہوتا ہی نسب سے
روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے عائشہ رضی سے آور ایک روایت مین مسلم کی ہی تحقیق کہ اللہ نے حرام کیا رضاعت سے
جو حرام کیا نسب سے اور تفصیل رضاع کی کتاب الرضاع مین آویگی ان شاء اللہ تعالی ص اور اسمین بہت سی صورتین ہر ایک
مین نکلینگی مثلاً بہن کی بیٹی شامل ہی بہن نسبی کی رضاعی بیٹی کو اور رضاعی بہن کی نسبی بیٹی کو اور رضاعی بہن کی رضاعی
بیٹی کو ف اور اسیطرح اور اقسام مین مثلاً بھائی کی بیٹی شامل ہی بھائی نسبی کی رضاعی بیٹی کو اور بھائی رضاعی
کی نسبی بیٹی کو اور رضاعی بھائی کی رضاعی بیٹی کو وقس علی ہذا ص اور حرام ہی مرد پر فرع اوس عورت کی
جس سے زنا کی ہو یا چھوا ہو یعنی مس کیا ہو اوسکو شہوت سے یا اوسنے مرد کو مس کیا ہو شہوت سے یا مرد نے
اوسکی فرج داخل پر نظر کی ہو بہ شہوت اور اسیطرح حرام ہی اصل ان عورتون کی ف اور یہی مذہب ہی امام احمد رح کا
آور امام شافعی رح اور مالک رح کے نزدیک زنا سے حرمت ثابت نہوگی دلیل ہماری یہ ہی کہ کہا ایک مرد نے یا رسول اللہ
تحقیق کہ مینے زنا کی تھی ایک عورت سے جاہلیت مین کیا نکاح کرون مین اوسکی بیٹی سے سو فرمایا آپ نے مین نہین

[illegible] ۱۲

له یعنی دودھ کا ناتا رکھتے ہون ۱۲

تجویز کرتا اسکو آخر حدیث تک کہا شیخ ابن الہمام نے کہ یہ حدیث منقطع ہی اور بھی روایت کی ابن جریج سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس شخص مین جو نکاح کرے کسی عورت سے سوا وسکو دباوے اور اس سے زیادہ کچھ نہ کرے تو نہ نکاح کرے اوسکی بیٹی سے اور یہ بھی مرسل ہی منقطع ہی مگر مرسل ہمارے نزدیک حجت ہی جب اوسکے راوی ثقہ ہون اور امام شافعیؒ کی دلیل یہ ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اَلْحَرَامُ لَا یُفْسِدُ الْحَلَالَ یعنی حرام نہین فاسد کرتا حلال کو روایت کیا اوسکو دارقطنی نے عائشہؓ سے اور اوسکی اسناد مین عثمان بن عبد الرحمن وقاصی ہی کہا یحیی بن معین نے لَیْسَ بِشَیْءٍ کَانَ یَکْذِبُ یعنی کچھ نہین جھوٹ بولتا تھا اور ضعیف کیا اوسکو ابن المدینی نے اور ایسا ہی کہا بخاری اور نسائی اور رازی اور ابو داؤد نے اور کہا دارقطنی نے متروک ہی اور کہا ابن حسان نے روایت کرتا تھا ثقات سے موضوعات کو اور نہین جائز ہی احتجاج ساتھ اوسکے اور بھی روایت کیا اوسکو دارقطنی اور ابن ماجہ نے ابن عمرؓ سے اور اوسکی اسناد مین عبد اللہ بن عمر بھائی عبید اللہ کا ہی کہا ابن حبان نے فاحش ہوئی خطا اوسکی سو مستحق ہوا ترک کا اور بھی اوسکی اسناد مین اسحٰق بن محمد عروی ہی کہا یحیی نے کچھ نہین کذاب ہی اور کہا بخاری نے ترک کیا محدثین نے اوسکو **ص** مس بشہوت کے معنی یہ ہین کہ دل سے اوسکی اشتہا کرے اور اوس سے لذت پاوے تو عورتون مین یہی ہوگا اور مردون مین بعضون کے نزدیک یہ ہی کہ آلت منتشر ہو جاوے یا زیادتی انتشار ہووے (یعنی مس وغیرہ سے ۱۲) اور یہ قول صحیح ہی **ف** اور یہی صحیح ہی کذا فی الہدایہ **ص** نو برس سے کم کی عورت مشتہات یعنی شہوت والی نہین ہوتی اور اسی پر فتوی ہی اور جاننا چاہیے کہ کبھی عورت نو برس کی یا زیادہ کی مشتہات ہوتی ہی اور کبھی نہین بھی ہوتی اور یہ اختلاف بسبب صغر و عظم جثہ کے ہی **ف** اور تفصیل اسکی انشاء اللہ تعالی فصل حد البلوغ مین آوے گی **ص** اور حرام ہی جمع کرنا درمیان دو بہنون کے اور درمیان اون دو عورتون کے کہ اگر اونمین سے ایک کو مرد فرض کرین تو دوسری عورت اوسکو درست نہو **ف** اسواسطے کہ اللہ تعالی نے فرمایا وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ یعنی حرام ہی تمپر جمع کرنا درمیان دو بہنون کے اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فیروز دیلمی سے اور اونکے نکاح مین دو بہنین تھین جب وہ اسلام لائے کہ اختیار کرے جسکو چاہے روایت کیا اوسکو ترمذی اور ابو داؤد نے اور ہدایہ مین ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص ایمان لاتا ہی ساتھ اللہ کے اور پچھلے دن کے سو نہ جمع کرے نطفے اپنے کو رحم مین دو بہنون کے کہا زیلعی نے تخریج ہدایہ مین غریب ہی اس لفظ سے **ص** خواہ دونون نکاح مین ہون یا ایک کو طلاق دیوے اگرچہ بائن ہو اور اوسکی عدت مین دوسری سے نکاح کیجیے (تب بھی حرام ہی ۱۲) **ف** اور عدت اور طلاق کا بیان آگے آوے گا **ص** اور بھی حرام ہی وطی کرنا دو بہنون کا جو اپنی لونڈیان ہون اور اسیطرح اگر ایک عورت سے نکاح کیا اور پھر دوسری لونڈی ایسی خریدی کہ اگر وہ مرد فرض کیجاوے تو اونکے درمیان مین نکاح جائز نہو تو اوس لونڈی سے وطی حرام ہی اور اگر ایک لونڈی سے وطی کی تو پھر دوسری ایسی عورت سے کہ اگر وہ مرد فرض کیجاوے تو نکاح اون دونون مین (یعنی لونڈی اور مذکورہ عورت مین ۱۲) حرام ہو وطی خواہ نکاح سے ہو یا ملک یمین سے جائز نہین اور صرف نکاح جائز ہی تو اگر اوس عورت سے نکاح کر لیا تو اب کسی سے وطی نکرے جب تک کہ ایک کو اون مین سے اپنے اوپر حرام نکرے اسطرح پر کہ اوسکو اپنی ملک سے نکالدیوے کل کو یا بعض کو یا کسی دوسرے مرد سے اوسکا نکاح کر دیوے

عثمان بن عبد الرحمن وقاصی
عبد اللہ بن عمر
اسحٰق بن محمد عروی

له اور اسیطرح
[illegible] ہین اور ...
اور حقیقی بہن ۱۲
له اسیطرح
سے دیدے یا بیچ ڈالے
یا بخش دیوے یا
یا اوسکا نکاح کر دیوے
یا اوسکو طلاق
دیوے اور عدت
اوسکی گذر جاوے

ف یہ جو بیان کیا کہ وہ دو عورتین ایسی ہون کہ اونمین سے اگر ایک کو مرد فرض کرین تو دوسری سے اوسکا نکاح حرام ہو مثال اوسکی یہ ہی کہ جیسے ایک شخص نے اول ایک عورت سے نکاح کیا اب اوس عورت کی پھوپھی یا خالہ یا بھتیجی یا بھانجی سے نکاح کرنا چاہے تو یہ نکاح جائز نہین کیونکہ اگر پھوپھی کو مرد فرض کرین تو پہلی عورت اسکی بھتیجی ہوئی اور بھتیجی سے نکاح حرام ہی اور اگر خالہ کو مرد فرض کرین تو وہ عورت اسکی بھانجی ہوئی اور بھانجی سے نکاح حرام ہی اور اگر بھتیجی کو مرد فرض کرین تو وہ عورت اسکی پھوپھی ہوئی اور پھوپھی سے نکاح حرام ہی اور اگر بھانجی کو مرد فرض کرین تو وہ عورت اسکی خالہ ہوئی اور خالہ سے نکاح حرام ہی تو جنس عورت کو مرد فرض کرین تو نکاح پھوپھی یا خالہ یا بھتیجی یا بھانجی سے لازم آتا ہی اور نکاح ان سب سے حرام ہی اور حدیث مین آیا ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ جمع کیا جاوے گا درمیان عورت کے اور اوسکی پھوپھی کے اور نہ درمیان عورت کے اور اوسکی خالہ کے روایت کیا اوسکو بخاری و مسلم نے اور روایت کیا اوسکو ابوداؤد و ترمذی و دارمی نے اور اوسی مین ہی کہ نہ نکاح کیجاوے عورت اپنی پھوپھی پر اور نہ پھوپھی اپنی بھتیجی پر اور نہ عورت اپنی خالہ پر اور نہ خالہ بھانجی پر نہ نکاح کیجاوے بڑی یعنی خالہ اور پھوپھی چھوٹی پر یعنی بھانجی اور بھتیجی پر اور نہ چھوٹی بڑی پر اور خالہ اور پھوپھی کو بڑا اسواسطے ارشاد فرمایا کہ اکثر وہ سن مین بڑی ہوتی ہین اور بھتیجی اور بھانجی چھوٹی ہوتی ہین یا وہ مرتبے مین بڑی ہین اور صحیح کیا اس حدیث کو ترمذی نے اور روایت کی بخاری نے جابرؓ سے مانند اسکے اور اس باب مین روایت ہی ابن عباسؓ سے اخراج کیا اوسکا احمد اور ابوداؤد اور ترمذی اور ابن حبان نے کہ مکروہ رکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمع درمیان پھوپھی اور خالہ کے اور درمیان دو خالہ اور دو پھوپھی کے اور ابوسعید سے روایت کیا اوسکو ابن ماجہ نے اور علیؓ سے روایت کیا اوسکو بزار نے اور ابن عمرؓ سے روایت کیا اوسکو ابن حبان نے اور بہت سے صحابیون سے مروی ہی اس باب مین اور باعث اسکا یہی ہی کہ ان سب عورتون مین آپسمین علاقہ رحم ہی اور یہ بسبب نکاح کے شاید منقطع ہوجاوے کیونکہ اکثر سوتون مین عداوت و حسد و عناد رہا کرتا ہی اور اوسی پر دلالت کرتا ہی قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اِذَا فَعَلْتُمْ ذٰلِكَ قَطَعْتُمْ اَرْحَامَهُنَّ یعنی جسوقت یہ تمنے کیا سو قطع کیا تمنے اونکے رشتون کو روایت کیا اوسکو ابن حبان اور ابن عدی نے حدیث ابن عباس سے اور روایت کی ابوداؤد نے مراسیل مین عیسی بن طلحہ سے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ کہ نکاح کیجاوے عورت اپنے قرابت دار پر بسبب خوف قطع رحم کے

ص اگر نکاح کیا دو بہنون سے ساتھ دو عقدون کے اور بھول گیا کہ اول کس سے عقد کیا تھا تو درمیان خاوند اور اون دو بہنون کے جدائی کرائی جاویگی **ف** یعنی قاضی تفریق کرادیگا **ص** اور اون دونون کو آدھا مہر ملیگا **ف** اسواسطے کہ دوسرا نکاح تو باطل ہی غیر موجب مہر اور پہلا نکاح صحیح ہی اور تفریق قبل وطی و خلوت مین نصف مہر واجب ہوتا ہی اور معلوم نہین کہ کون اول ہی تو نصف اوس مہر کو دونون مین تقسیم کر دینگے ایک ربع ایک کو اور ایک ربع دوسرے کو اور اگر ایک ہی عقد مین دونون کا نکاح کیا تو دونون کا نکاح باطل ہوا اور کچھ مہر واجب نہوگا اور درست ہی جمع کرنا درمیان عورت کے اور اوس کے خاوند کی دختر کے ساتھ درصورتیکہ وہ دختر اوس عورت سے نہو **ف** کیونکہ اگر اوس عورت سے ہوگی تو مرد کی ربیبہ ہوجاویگی اور ربیبہ سے نکاح حرام ہی اور دوسرے یہ کہ پھر جبکو ان دونون مین سے مرد فرض کرینگے اوسکو دوسری عورت حرام ہوگی

اسواسطے کہ اگر دختر کو مرد فرض کرین تو وہ عورت اوسکی مان ہی اور اگر عورت کو مرد فرض کرین تو وہ اوس کی بیٹی ہی **ص**
اسواسطے کہ اگر اوس دختر کو مرد فرض کرو تو نکاح اوسکا عورت سے حرام ہی کیونکہ وہ باپ کی بیوی ہی لیکن اگر اس عورت کو
مرد فرض کرین تو یہ دختر اوسپر حرام نہین اور جائز ہی نکاح کتابیہ سے **ف** یعنی یہودی اور نصرانی عورتون سے اسواسطے
کہ اللہ تعالی فرماتا ہی وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اور کچھ فرق نہین درمیان اس بات کے کہ لونڈی
ہو یا آزاد اور جن لوگون نے حنفیہ سے انکو مشرکین سمجھکے نکاح انسے حرام قرار دیا ہی وہ غافل ہین مسائل کتب فقہیہ سے کیونکہ حنفیون
کی کتابون مین تصریح ہی کہ گو کہ وہ نصاری اور یہود قائل ہین کہ حضرت عیسی اور حضرت عزیر اللہ کے بیٹے ہین لیکن پھر بھی وہ
مشرکین سے جدا ہین کیونکہ اللہ تعالی نے قرآن شریف مین جدا کیا اونکو مشرکین سے اور کفایے مین ہی کہ حذیفہؓ نے نکاح کیا
ایک یہودیہ سے اور کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے بھی **ص** اور صابئیہ سے جب کسی نبی پر ایمان رکھتی ہو اور کسی کتاب کا
اقرار کرتی ہو امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک جائز نہین اور بعضون نے کہا کہ یہ خلاف مبنی ہی تفسیر صابئیہ پر تو
ابو حنیفہ کہتے ہین کہ صابئی اہل کتاب سے ہی اسواسطے نکاح جائز ہی اور صاحبین نے کہا کہ وہ ستارون کی پرستش کرتے ہین
اور اونکی کوئی کتاب نہین اسواسطے اونکے نزدیک نکاح جائز نہین ہی **ف** اور ایسے ہی اختلاف کیا صابئین کی تفسیر مین
اصحاب نے کہا عمرؓ اور ابن عباسؓ نے کہ وہ اہل کتاب مین سے ہین تو عمرؓ نے کہا کہ حلال ہی ذبیحہ اونکا اور کہا ابن عباسؓ نے
کہ نہین درست ہی نکاح اونسے اور کھانا اونکے ذبیحے کا اور کہا مجاہدؒ نے کہ وہ ایک قوم ہی طرف شام کے درمیان یہود اور
مجوس کے اہل کتاب سے اور کہا کلبی نے کہ وہ درمیان یہود اور نصاری کے ہین اور کہا قتادہؒ نے کہ وہ پڑھتے ہین زبور کو
اور عبادت کرتے ہین ملائکہ کی اور نماز پڑھتے ہین کعبے کیطرف اور ہر دین مین سے کچھ کچھ لیا ہی **ص** اور اگر ستارونکی
پرستش کرتی ہو اور اوسکی کوئی کتاب نہو تو اوس سے نکاح جائز نہین **ف** اسواسطے کہ وہ اوس صورت مین مانند مشرکین
کے ہی جیسے مجوس آتش پرست وغیرہ اور اونکی عورتون سے نکاح حرام ہی کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ
حَتّٰى يُؤْمِنَّ اور نہ نکاح کرو مشرک عورتون سے یہان تک کہ ایمان لاوین اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سُنُّوْا
بِهِمْ سُنَّةَ اَهْلِ الْكِتٰبِ غَيْرَ نَاكِحِيْ نِسَآئِهِمْ وَلَا اٰكِلِيْ ذَبَائِحِهِمْ یعنی چلو تم اون سے یعنی مجوس سے طریقہ
اہل کتاب کا مگر یہ کہ نہ نکاح کرنے والے ہو اونکی عورتون سے اور نہ کھانے والے ہو اونکے ذبائح کو اور یہ حدیث ہدایے مین ہی
کہا زیلعی نے تخریج مین اوسکی قلت غریب بھذا اللفظ یعنی اس لفظ سے غریب ہی لیکن روایت کی عبد الرزاق اور ابن
ابی شیبہ نے حسن بن محمد بن علی سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لکھا طرف مجوس ہجر کے پیش کرتے تھے اونپر اسلام کو
کہ جو اسلام لاوے قبول کیا جاوے اوس سے اور جو نہ اسلام لاوے اوسپر جزیہ باندھا جاوے نہ نکاح کرنے والے ہو
اونکی عورتون سے اور نہ کھانے والے ہو ذبیحے اون کے کہا ابن القطان نے کہ یہ حدیث مرسل ہی اور اوسکی اسناد مین
قیس بن مسلم بگڑ گیا حفظ اوسکا اور روایت کی ابن سعد نے طبقات مین عبد اللہ بن عمرو سے تحقیق کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے لکھا طرف مجوس ہجر کے عرض کرتے تھے اون پر اسلام کو تو اگر انکار کرین پیش کیا جاوے اونپر جزیہ اس طور پر
کہ نہ نکاح کی جاوین عورتین اونکی اور نہ کھائے جاوین ذبیحے اون کے اور اوسکی اسناد مین واقدی ہی کلام کیا گیا ہی اوسمین

اور موطا مین اتنا ہی مروی ہو سُنُّوا بِهِمْ سُنَّةَ اَهْلِ الْكِتَابِ انتہی حاصل ما قال الزیلعی **ص** اور درست ہو نکاح اوس شخص کا جو احرام باندھے ہو مرد ہو یا عورت **ف** اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح کیا میمونہ سے اور آپ محرم تھے روایت کیا اوسکو بخاری و مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے ابن عباس سے اور امام شافعی کے نزدیک جائز نہین کیونکہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لَا يَنْكِحُ الْمُحْرِمُ وَلَا يُنْكَحُ اَخْرَجَهُ السِّتَّةُ اِلَّا الْبُخَارِيَّ یعنی نہ نکاح کرے محرم اور نہ نکاح کیا جاوے اخراج کیا اسکا صحاح ستہ والون نے سوا بخاری کے اور جواب یہ ہی کہ نکاح سے مراد اس جگہ وطی ہی اور وہ بالاجماع احرام مین ناجائز ہو جیسا کہ بیان اسکا کتاب الحج مین گذرا **ص** اور جائز ہو نکاح لونڈی سے مسلمان ہو یا کتابی **ف** اور امام شافعی کے نزدیک نکاح لونڈی کتابیہ سے واسطے آزاد مرد کے جائز نہین کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا سورۂ نساء مین وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ تو اللہ نے مقید کیا لونڈیون کو ساتھ مومنات کے پس کافرہ سے جائز نہوگا اسلیے کہ تخصیص بالحکم موجب نفی حکم ماعدا کی ہوتی ہو اور ہم کہتے ہین کہ قید لگا دینا مومنات کی اس بات پر دلالت نہین کرتا تاکہ کافرہ کتابیہ سے نکاح جائز نہو **ص** اگرچہ قدرت رکھتا ہو آزاد سے نکاح کرنے پر یعنی اوسکے مہر اور نفقہ پر قادر ہو اور امام شافعی کے نزدیک جب قدرت نہو حرہ کی تب نکاح لونڈی مسلمان سے جائز ہو ورنہ نہین **ف** اور دلیل اونکی استدلال ہو اوسی آیت سے اور ہمارا وہی جواب ہو جو گذرا **ص** اور جائز ہو نکاح حرہ کا **ف** یعنی آزاد عورت سے **ص** باوصف اسکے کہ اوسکے نکاح مین لونڈی ہو **ف** کیونکہ روایت کی سعید بن منصور نے سنن مین ابن علیہ سے انھون نے سنا اوس شخص سے جسنے سنا حسن سے بتحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا یہ کہ نکاح کی جاے لونڈی اوپر حرہ کے اور کہا کہ نکاح کیجاوے حرہ اوپر لونڈی کے اور روایت کیا اوسکو بیہقی اور طبری نے تفسیر مین ساتھ سند متصل کے حسن سے اور غریب کہا اوسکو روایت عامر احول سے انھون نے حسن سے اور معروف روایت ہو عمرو بن عبید کی حسن سے کہا حافظ نے یہی یعنی عمرو بن عبید مبہم ہو روایت سعید بن منصور مین اور روایت کیا اوسکو عبد الرزاق نے حسن سے مرسل اور اسیطرح روایت کیا اوسکو ابن ابی شیبہ نے اون سے اور مرسل ہمارے نزدیک حجت ہو اور امام شافعی کے نزدیک بھی جب مؤید ہون اوسکے اقوال صحابہ اور اس جگہ مؤید ہوے روایت کی ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حضرت علی سے موقوفاً تحقیق کہ لونڈی نہین لائق ہو کہ نکاح کیجاوے اوپر حرہ کے اور ایک روایت مین ہو لَا تُنْكَحُ الْاَمَةُ عَلَى الْحُرَّةِ اور سند اوسکی حسن ہو اور ابن مسعود سے مانند اسکے اور روایت کی عبد الرزاق نے ابی الزبیر سے کہ انھون نے سنا جابر سے کہ کہتے تھے لَا تُنْكَحُ الْاَمَةُ عَلَى الْحُرَّةِ وَتُنْكَحُ الْحُرَّةُ عَلَى الْاَمَةِ یعنی نہ نکاح کی جاوے لونڈی اوپر حرہ کے اور نکاح کی جاوے حرہ اوپر لونڈی کے اور روایت کی بیہقی نے مانند اسکے اور زیادہ کیا مَنْ وَّجَدَ صَدَاقَ حُرَّةٍ فَلَا يَنْكِحْ اَمَةً اَبَدًا یعنی جو شخص پاوے مہر کو حرہ کے تو نہ نکاح کرے لونڈی سے کبھی اور اسناد اوسکی صحیح ہو اور روایت کیا اوسکو عبد الرزاق نے بغیر اس زیادتی کے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے سعید بن المسیب سے کہا انھون نے نکاح کی جاوے حرہ اوپر لونڈی کے اور نہ نکاح کی جاوے لونڈی اوپر حرہ کے اور روایت کی دارقطنی نے حضرت عائشہ سے حدیث طویل مین مرفوعاً وَيَتَزَوَّجُ

الحُرَّةُ عَلَى الْاَمَةِ وَلَا تَتَزَوَّجُ الْاَمَةُ عَلَى الْحُرَّةِ یعنی نکاح کی جاوے حرہ اوپر لونڈی کے اور نہ نکاح کی جاوے لونڈی اوپر حرہ کے اور اسناد مین اوسکی مظاہر بن اسلم ضعیف ہی **ص** اور جائز ہی نکاح چار عورتون سے فقط آزاد ہون یا لونڈیان اور زیادہ سے درست نہین **ف** اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالے نے فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ یعنی نکاح کرو جو خوش لگے تمکو عورتون سے دو اور تین اور چار اور یہی مذہب ہی ائمہ اربعہ اور جمہور مسلمین کا اور یہی ثابت ہی حدیث صحیح سے روایت ہی حضرت ابن عمرؓ سے کہ تحقیق غیلان بن سلمہ ثقفی اسلام لاے اور اون کی دس عورتین تھین جاہلیت مین سو وہ سب اسلام لائین اون کے ساتھ سو فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روک لے چار عورتون کو اور چھوڑ دے باقی کو روایت کیا اوسکو شافعیؒ اور احمدؒ اور ترمذیؒ اور ابن ماجہؒ نے اور روایت ہی نوفل بن معاویہ سے کہا اسلام لایا مین اور میرے پاس پانچ عورتین تھین سو پوچھا مینے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تو فرمایا آپنے چھوڑ دے ایک کو اور روک لے چار کو سو چھوڑ دیا مینے اون مین سے ایک عورت کو کہ بہت قدیم الصحبۃ تھی ساتھ میرے پانچ تھی ساٹھ برس کی روایت کیا اوسکو شافعیؒ نے اور بغوی نے شرح السنۃ مین **ص** اور غلام کو دو سے زیادہ درست نہین **ف** اور یہی مذہب ہی امام شافعیؒ اور احمدؒ کا اور کہا مالکؒ نے کہ وہ بھی نکاح کرے چار عورتون تک اور دلیل ہماری وہ ہی جو روایت کی ابن الجوزی نے تحقیق مین عمر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا اونھون نے نکاح کرے غلام دو عورتون سے اور طلاق دے دو طلاق اور عدت کرے لونڈی دو حیض سے اور ایسی ہی روایت کی بغوی نے معالم مین کہا ابن الجوزی نے کہا حاکم نے کہ اجماع کیا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ نہ نکاح کرے غلام زیادہ دو عورتون سے اخراج کیا اسکا ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے **ص** اور جائز ہی نکاح اوس عورت سے جو حاملہ ہووے زنا سے **ف** اور اسی پر فتوی ہی اور امام ابی یوسف کے نزدیک نکاح فاسد ہی اور یہ اختلاف او سمین ہی کہ نکاح کرے اوس سے غیر زانی اور جو زانی خود نکاح کرے تو بالاتفاق صحیح ہی جیسا کہ ہدایہ مین ہی **ص** اور وطی نہ کرے اوس سے جب تک وہ وضع حمل نکرے **ف** اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ حنین مین نہین حلال ہی واسطے اوس مرد کے جو ایمان لاتا ہی اللہ پر اور پچھلے دن پر یہ کہ پلاوے پانی اپنا دوسرے کی کھیتی مین روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ترمذی نے رویفع بن ثابت انصاری سے **ص** اور جائز ہی نکاح اوس عورت سے کہ وطی کی ہو ایک شخص نے زنا سے اور اوس لونڈی سے کہ وطی کی ہو اوس سے مالک نے اوسکے اور دونون صورتون مین خاوند پر استبرا واجب نہین **ف** استبرا کہتے ہین طلب برائت رحم کو ولد سے اور مسکا بیان آگے آوے گا **ص** اگر دو عورتون سے نکاح کیا ساتھ ایک ہی عقد کے **ف** مثلا کہا نکاح کیا مینے تم دونون سے اور انھون نے کہا قبول کیا مینے **ص** اور ایک اون دو عورتون مین سے نکاح کرنے والے پر حرام ہی تو دوسری کا نکاح صحیح ہو جاوے گا اور نہین جائز ہی نکاح اپنی لونڈی سے اور نہ غلام کو اپنی مالکہ سے **ف** یعنی وہ عورت جو مالک ہی غلام کی اسواسطے کہ نکاح موضوع ہی واسطے مالک ہونے فوائد کے جو مشترک ہون درمیان زوج اور زوجہ کے اور اس صورت مین احد العاقدین مملوک ہی دوسرے کا اور مملوکیت منافی ہی مالکیت کی تو اب دونون مین مشترک نہون گے **ص** اور نہین جائز ہی نکاح مجوسیہ

اور جو عورت بتون کی پرستش کرتی ہو **ف** اور وجہ اسکی اوپر گذری **ص** اور نہ پانچوین عورت سے اگرچہ چوتھی عورت کی عدت مین ہو **ف** یعنی ایک شخص کی چار عورتین ہین اور اوس نے ایک کو اون مین سے طلاق دیا تو جب تک وہ عدت مین ہی نکاح پانچوین عورت سے جائز نہین **ص** اور یہ حکم واسطے آزاد مرد کے ہی اور غلام کے واسطے تیسری عورت جائز نہین دوسری عورت کی عدت مین اور نہین جائز ہی نکاح لونڈی سے باوصف ہونے حرہ کے نکاح مین **ف** اور دلیل اسکی اوپر گذری **ص** یا حرہ کی عدت مین **ف** صورت مسئلے کی یہ ہی کہ ایک شخص کے نکاح مین ایک آزاد عورت تھی اور اوسنے اوسکو طلاق دیا تو جب تک وہ عدت مین ہی نکاح لونڈی سے جائز نہین اور حرہ سے جائز ہی **ص** اور نہین جائز ہی نکاح اوس عورت حاملہ سے جو مقید ہوکے آئی ہی اور اوس حاملہ سے کہ اوسکا نسب ثابت ہی **ف** یعنی یہ معلوم ہی کہ فلانے شخص کا حمل ہی **ص** اگرچہ وہ حاملہ ام ولد ہو اپنے مالک کی اور اوسی سے حاملہ ہوئی ہووے اور باطل ہی نکاح متعہ کا یعنی اسطرحپر کہے کہ متعہ کرتا ہون مین تجھسے اتنی مدت پر اتنے مال کے **ف** اتفاق کیا ایمہ اربعہ اور علماے امصار نے حرام ہونے متعہ پر اور حجت اوسکی حرمت پر قول اللہ تعالی کا ہی وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝ یعنی نجات پائی اون مسلمانون نے جو اپنی فرجون کے حافظ ہین مگر اپنی بیویون پر یا لونڈیون پر پس تحقیق کہ وہ نہین ملامت کیے گئے ہین سو جو شخص تلاش کرے سوا اسکے پس وہی لوگ ہین زیادتی کرنے والے اسواسطے کہ جس عورت سے متعہ کیا ہو اوسکو زوجہ نہین کہتے ہین اور اسی سبب سے جو لوگ قائلین متعہ ہین اون کے نزدیک بھی ممتوعہ او رمرد مین وراثت نہین برخلاف زوجہ کے روایت کی مسلم نے ربیع بن سبرہ بن معبد جہنی سے تحقیق کہ اون کے باپ نے حدیث بیان کی اوسنے کہ تھے وہ ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سو فرمایا آپ نے اے لوگو اذن دیا تھا مینے تمکو متعے کا عورتون سے اور اب اللہ نے حرام کیا اوسکو دن قیامت تک سو جس شخص کی ایسی عورت ہو تو چھوڑ دے اوسکو اور نہ لیوے اوسنے جو دیا ہی اونکو اور روایت کیا اوسکو مسلم نے دوسرے طریق سے اور بھی روایت کی ابن ماجہ نے باسناد صحیح حضرت عمر رض سے کہ انھون نے خطبہ پڑھا سو کہا کہ تحقیق کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اذن دیا متعے کا تین بار پھر حرام کیا اوسکو اگر کوئی متعہ کریگا اور وہ محصن ہوگا البتہ رجم کرونگا اور ایک روایت مین ہی کہ خطبہ پڑھا حضرت عمر رض نے سو کہا کہ کیا حال ہی اون لوگون کا جو نکاح کرتے ہین متعے کا اور تحقیق کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس سے نہین آویگا میرے پاس کوئی کہ نکاح کیا ہوویگا اوسنے متعے کا مگر رجم کرونگا مین اوسکو اور پوچھے گئے حضرت ابن عمر متعے سے سو کہا حرام ہی سو کہا گیا اونکو کہ ابن عباس رض فتوے دیتے ہین اوسکی حلت کا کہا انھون نے کہ کیون نہ بولے زمانہ حضرت عمر رض مین اور روایت کی مسلم نے سلمہ بن اکوع سے کہا رخصت دی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سال اوطاس کے تین بار پھر منع کیا ہمکو متعے سے اور روایت کی مسلم نے سبرہ بن معبد سے کہ حکم کیا ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سال فتح مین متعے کا جب داخل ہووے ہم مکے مین پھر نہ نکلے تھے سے یہان تک کہ منع کیا ہمکو متعے سے اور روایت کی حازمی نے اپنی سند سے

لہ اور ایسے ہی متوعہ کا حکم لونڈیکا نہین اوسکو بیچنا اور ہبہ کرنا جائز نہین ۱۲ منہ
ع یعنی جس وقت حضرت عمر رض اوسکی حرمت کا اعلان بیان فرمائی تھی اوس وقت کیون نہ جواب دیا اور بحث کی ۱۲ منہ
ع اوطاس ایک مقام ہی طائف کے پاس اور اوسکا قصہ غزوہ اوطاس کا کتابون مین مذکور ہی ۱۲ منہ مد ظلہ

جابرؓ سے ایک حدیث مین کہ خطبہ پڑھا ہمپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ تبوک مین اور ثنا کی اللہ پر اور منع کیا متعے سے اور روایت کی بخاری و مسلم نے حضرت علیؓ سے تحقیق انھون نے سنا ابن عباسؓ سے کہ نرمی کرتے ہین متعے مین سو کہا چھوڑ دے اسے ابن عباسؓ تحقیق کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا اوس سے دن خیبر کے اور گدھون کے گوشت کھانے سے اور ایک روایت مین ہی حضرت علیؓ سے کہ کہا انھون نے واسطے ابن عباسؓ کے تو مرد گمراہ ہی اور بہت سے آثار اور احادیث حرمت متعہ مین وارد ہوئے ہین اور روایت کیا عبد الرزاق نے ابن عباسؓ سے حلت متعہ کو اور فتوی دیا ساتھہ اوس کے بعض تابعین نے مثل ابن جریج اور طاؤس اور عطا کے اور سعید بن جبیر اور فقہاے مکہ نے اور کہا اوزاعی نے کہ ترک کیا جاوے گا قول اہل حجاز سے متعۂ نساء کا اور قول اہل مدینہ سے حلت وطی فی الدبر کی روایت کیا اوسکو حاکم نے علوم الحدیث مین اور اوسنے اور ہدایہ مین ہی کہ ابن عباسؓ نے رجوع کی اوس سے روایت کی بیہقی نے زہری سے کہ انھون نے کہا نہین مرے ابن عباسؓ یہان تک کہ رجوع کی انھون نے فتوے اپنے سے درباب حلت متعہ کے اور ایسا ہی ذکر کیا ابو عوانہ نے صحیح مین اور روایت کی ترمذی نے ابن عباسؓ سے کہ تھا متعہ اول اسلام مین کہ آتا تھا ایک شخص شہر مین اور اوسکو اوس شہر سے معرفت نہوتی تھی تو نکاح کر لیتا تھا عورت سے جب تک جانتا تھا مین کہ مقیم رہونگا تو وہ عورت اوسکے مال کی محافظت کرتی تھی اور اوسکی چیزون کو درست کرتی تھی یہان تک کہ نازل ہوئی یہ آیت اِلَّا عَلیٰٓ اَزْوَاجِھِمْ اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُھُمْ سو اب ہر فرج سوا اونکے حرام ہی اور روایت کی ابو عوانہ نے رجوع ابن جریج کی بھی فتوے سے اور تفصیل اسکی تفسیر مظہری مین ہی ص اور نکاح موقت یعنی اسطرح پر کہے کہ نکاح کرتا ہون مین تجھسے ساتھہ اتنے مہر کے مہینا بھر تک یا دس دن تک ف اسواسطے کہ یہ بھی معنون مین متعے کے ہی اور زفرؒ کے نزدیک درست ہی[۵]

باب ولی اور کفو کے بیان مین

جائز ہی نکاح عورت مکلفہ یعنی عاقلہ بالغہ کا ف بکر ہو یا ثیب ص اگرچہ غیر کفو سے ہو بغیر حاضر ہونے ولی کے اور ولی کو درست ہی کہ قاضی سے کہکر فسخ کراوے جب غیر کفو سے ہو اور روایت کی حسن نے ابو حنیفہؒ سے کہ نکاح ساتھہ غیر کفو کے جائز نہین اور اسی پر فتوی ہی قاضی خان کا اور ایک روایت مین امام ابو یوسفؒ سے نکاح نہین منعقد ہوتا ہی (بدون حضور ولی ۱۲ مطلقا ۱۲) مگر ساتھہ ولی کے اور نزدیک محمدؒ کے منعقد ہوگا اور موقوف رہیگا اجازت ولی پر ف یعنی اگر ولی چاہے روا رکھے اور چاہے فسخ کرے ص اور امام مالکؒ اور شافعیؒ کے نزدیک نکاح نہین منعقد ہوتا ہی ساتھہ عبارت عورتون کے ف برابر ہی کہ اپنا نکاح کرین یا اپنی بیٹی کا یا اپنی لونڈی کا دلیل امام شافعیؒ کی یہ ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو عورت نکاح کرے بغیر اذن ولی کے پس نکاح اوسکا باطل ہی پس نکاح اوسکا باطل ہی پس نکاح اوسکا باطل ہی تو اگر داخل ہوا اوسکے ساتھہ تو اوس عورت کے واسطے مہر ہی بدلہ حلال ہونے اوسکی فرج کا تو اگر اختلاف کیا انھون نے تو بادشاہ ولی ہی اوسکا جسکا کوئی ولی نہین روایت کیا اوسکو اصحاب سنن نے ابن جریج سے انھون نے سلیمان بن موسی سے انھون نے زہری سے انھون نے عروہ سے انھون نے حضرت عائشہؓ

[۵] یعنی نکاح تو صحیح ہوگا اور لازم ہو جائیگا اور توقیت باطل اسلئے کہ نکاح شروط فاسدہ سے باطل نہین ہوتا کذا فی الہدایہ ۱۲ عبدہ

سے اور حسن کہا اُسکو ترمذی نے کہا طحاوی نے حدثنا ابن ابی عمران قال اخبرنا یحیی بن معین عن ابن عیینہ

عن ابن جریج انہ قال لقیت الزہری فاخبرتہ عن ہذا الحدیث فانکرہ یعنی کہا ابن جریج نے کہ ملاقات کی

مین نے زہری سے سو خبر کی مین نے اُنکو اس حدیث کی پس انکار کیا زہری نے اسکا اور روایت کی ترمذی اور ابن

داؤد اور ابن ماجہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے لا نکاح الا بولی

والسلطان ولی من لا ولی لہ یعنی نہین ہی نکاح بغیر ولی کے اور بادشاہ ولی ہی اُسکا جسکا کوئی ولی نہین اور اسناد مین

اُسکی حجاج بن ارطاۃ ضعیف ہی اور روایت کی دارقطنی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے نہین نکاح ہی بغیر ولی کے اور دو گواہ عادل کے اور اسناد مین اُسکی یزید بن سنان اور باپ اُسکے دونون

ضعیف ہین ضعیف کیا انکو نسائی اور احمد وغیرہما نے اور روایت کی دارقطنی نے حضرت عائشہ رض سے کہ فرمایا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے ضرور ہین نکاح مین چار چیزین ولی اور زوج اور دو گواہ اور اسناد مین اُسکی نافع بن میسرہ ابو خطیب

مجہول ہی اور روایت کی احمد نے ابی موسیٰ سے انھون نے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کہ فرمایا آپنے لا نکاح الا بولی نہین نکاح

ہی بغیر ولی کے اور روایت ہی ابن عباس رض سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے نہین نکاح ہی بغیر ولی کے اور بادشاہ

ولی ہی اُسکا جسکا کوئی ولی نہین روایت کیا اُسکو احمد رح نے طریق حجاج بن ارطاۃ سے اور وہ ضعیف ہی اور ایک اور طریقے سے

اور اُسمین عدی بن الفضل اور عبد اللہ بن عثمان دونون ضعیف ہین اور روایت ہی ابن عباس رض سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ

علیہ و آلہ وسلم نے زانیہ وہ عورتین ہین کہ نکاح کر لیتی ہین اپنا آپ نہین جائز ہی نکاح مگر ساتھ ولی کے اور دو گواہون کے اور مہر کے

تھوڑا ہو یا بہت روایت کیا اُسکو ابن الجوزی نے اور اسناد مین اُسکی نہاس ضعیف ہی ضعیف کیا اُسکو یحیی نے اور کہا ابن عدی نے

لا تساوی شیئا اور روایت ہی ابن مسعود رض اور ابن عمر سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے نہین نکاح ہی مگر ساتھ

ولی کے اور دو گواہ عادل کے اور حدیث ابن مسعود مین بکر بن بکار ہی کہا یحیی نے کچھ نہین اور عبد اللہ بن محرز ہی کہا دارقطنی نے

متروک ہی اور حدیث ابن عمر مین ثابت بن زہیر منکر الحدیث ہی ایسا ہی کہا ابو حاتم نے اور کہا ابن حبان نے لا یحتج بہ نہین

حجت پکڑی جاویگی ساتھ اُسکے اور روایت ہی ابو ہریرہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے لا تزوج المرأۃ المرأۃ

ولا تزوج المرأۃ نفسہا فان الزانیۃ ہی التی تزوج نفسہا یعنی نہ نکاح کرے عورت عورت کا اور نہ نکاح کرے عورت

اپنا پس تحقیق کہ زانیہ وہ عورت ہی جو نکاح کر لے اپنا روایت کیا اُسکو دارقطنی نے دو طریقون سے ایک کی اسناد مین جمیل بن حسن ہی

اور دوسری کی اسناد مین مسلم بن ابی مسلم ہی اور دونون نہین پہچانے جاتے اور روایت ہی جابر رض سے مرفوعاً نہین نکاح ہی

مگر ساتھ ولی مرشد کے اور دو گواہ عادل کے روایت کیا اُسکو ابن الجوزی نے اور اُسکی اسناد مین محمد بن عبید اللہ عرزمی ہی

کہا نسائی اور یحیی نے متروک ہی نہین لکھی جاویگی حدیث اُسکی اور اُسکی اسناد مین قطر بن بسیر ضعیف ہی اور روایت ہی معاذ

ابن جبل رض سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جس عورت نے نکاح کیا اپنا آپ بغیر ولی کے سو وہ زانیہ ہی

اخراج کیا اُسکا دارقطنی نے اور اُسکی اسناد مین ابو عصمۃ اسم بن ابی مریم ہی کہا یحیی نے کچھ نہین اور کہا دارقطنی نے متروک ہی

پس یہ دلیلین شافعی مذہب کی تھین اور حنفیہ حجت پکڑتے ہین ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے حتی تنکح زوجا غیرہ کیونکہ نسبت نکاح

کی اسمین طرف عورت کے ہی اور حدیث ابن عباس رض سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو عورت بے خاوند کے ہی وہ زیادہ حقدار ہی اپنی ذات پر ولی اپنے سے اور بکر سے اذن لیا جاویگا اور اذن اسکا سکوت ہی روایت کیا اسکو مسلم اور مالک اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی نے اور یہ حدیث نہایت صحیح ہی اور حدیث ابی سلمہ بن عبد الرحمن سے کہا کہ آئی ایک عورت طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سو کہا تحقیق کہ میرے باپ نے نکاح کیا میرا ایک شخص سے اور میں ناراض ہون سو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکے باپ کو نہین نکاح ہی واسطے تیرے جا نکاح کر جس سے چاہے تو روایت کیا اسکو ابن الجوزی نے اور یہ حدیث اگرچہ مرسل ہی لیکن مرسل نزدیک ہمارے حجت ہی اور حدیث حضرت عائشہ رض سے تحقیق کہ فتاوہ داخل ہوئین انپر سو کہا کہ میرے باپ نے نکاح کیا میرا اپنے بھتیجے سے تاکہ بڑھے حسب اسکا اور مین مکروہ رکھتی ہون سو کہا حضرت عائشہ رض نے بیٹھ اور آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سو خبر کی حضرت عائشہ رض نے آپکو سو آپ نے کہلا بھیجا طرف اسکے باپ کے اور دیا اختیار فتاوہ کو سو کہا فتاوہ نے اے رسول اللہ تحقیق کہ اجازت دی مین نے اسکی جو میرے باپ نے کیا اور نہین ارادہ کیا مین نے مگر یہ کہ آگاہ کردون مین عورتون کو کہ نہین ہی انپر انکے باپون کا اختیار روایت کیا اسکو نسائی نے اور وجہ استدلال کی اس حدیث سے یہ ہی کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سکوت کیا فتاوہ کے اس قول پر کہ باپون کا کچھ اختیار نہین تو یہ حدیثین معارض ہین حدیث حضرت عائشہ رض کو جو پہلے مذکور ہوئی اور حدیث لا نکاح الا بولی پر تو ترجیح حدیث ابن عباس کو ہوگی کیونکہ روایت کیا اسکو مسلم نے اور وہ اصح ہی اور اقوی ہی از روے سند کے برخلاف ان احادیث کے جنسے تمسک کیا شافعی نے کہ وہ سب خالی نہین ضعف سے جیسا کہ بیان کیا ہمنے اسکو اور تاویل حدیث لا نکاح الا بولی کی یہ ہی کہ نہین ہی نکاح بطور سنت کے بغیر ولی کے اور حدیث حضرت عائشہ رض کو حمل کرتے ہین اوپر اس نکاح کے جو بغیر کفو کے ہووے واللہ اعلم زیادہ تفصیل کی اس کتاب مین گنجایش نہین **ص** جو عورت بکر ہی اور نابالغہ ہی تو اسپر ولی جبر کرسکتا ہی واسطے نکاح کے اتفاقاً **ف** اور اسپر اجماع کیا مجتہدین نے **ص** اور بکر بالغہ پر ولی کو جبر نہین پہونچتا ہمارے نزدیک ہر ولی کے لیے ولایت اجبار ہی اور امام شافعی رح کے نزدیک فقط باپ و دادا کو جبر پہونچتا ہی **ف** امام شافعی رح دلیل لاتے ہین اس سے جو روایت کی گئی حسن سے مرسلاً کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاہیے کہ اذن لی جاوین بکر عورتین اپنے نفسون مین پس اگر انکار کرین تو جبر کی جاوین اخراج کیا اسکا ابن الجوزی نے اور یہ حدیث ساقط ہی از روے متن اور سند کے لیکن از روے متن کے سو اسواسطے کہ درمیان اذن لینے اور جبر کے تناقض ہی کیونکہ اسوقت مین اذن لینے سے کچھ فائدہ نہین اور لیکن از روے سند کے سو اسواسطے کہ اسکی سند مین عبد الکریم ہی کہا ابن الجوزی نے اجماع کیا محدثین نے اسکی طعن پر علاوہ اسکے یہ حدیث مرسل ہی اور مرسل امام شافعی رح کے نزدیک مقبول نہین اور دلیل ہماری حدیث ابن عباس رض کی ہی کہ ایک عورت بکر آئی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سو بیان کیا کہ اسکے باپ نے نکاح کردیا اسکا اور وہ ناراض تھی سو اختیار دیا اسکو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روایت کیا اسکو احمد اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے ساتھ سند متصل کے اور رجال اسکے رجال حدیث صحیح کے ہین اور وہ جو کہا بیہقی نے کہ یہ مرسل ہی کچھ مضر نہین اسواسطے کہ وہ مرسل ہی بعض طریقون سے اور مرسل حجت ہی اور بعض طریقون صحیحہ سے متصل ہی کہا ابن القطان نے حدیث ابن عباس رض کی صحیح ہی اور نہین ہی یہ عورت خنساء بنت خدام کہ نکاح کردیا تھا اسکا

ف ۱ یعنی ثیبہ پر ولی کو جبر نہین پہونچتا ۱۲

ف ۲ ہمارے نزدیک ولایت اجبار کی صغیرہ یعنی غیر بالغہ پر ہے خواہ ثیبہ ہو یا بکر اور امام شافعی کے نزدیک بکر پر خواہ بالغہ ہو یا غیر بالغہ پس صغیرہ بکر پر اجبار ہوگا بالاتفاق اور بالغہ ثیبہ پر اجبار نہ ہوگا بالاتفاق اور صغیرہ ثیبہ پر اجبار ... [illegible]

[illegible]

اُسکے باپ نے اور وہ ثیب تھی اور ناراض تھی تو رد کیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح اُسکا روایت کیا اُسکو بخاری نے اور کہا شیخ ابن الہمام نے ایک روایت مین ہے کہ خنساء بھی بکر تھی اخراج کیا اُسکا نسائی نے لیکن روایت بخاری کی راجح ہے اور روایت کی دارقطنی نے حدیث ابن عباسؓ کو تحقیق کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رد کیا نکاح ایک بکر اور ثیب کا نکاح کر دیا تھا اُن دونون کا اُنکے باپ نے اور وہ دونون ناراض تھین اور روایت کی دارقطنی نے ابن عمرؓ سے تحقیق کہ ایک شخص نے نکاح کیا اپنی بیٹی کا سو وہ ناراض ہوئی تب رد کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح اُسکا اور ایک روایت مین ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے تحقیق کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چھین لیتے تھے عورتین اُنکے خاوندون سے ثیب اور بکر کو بعد اسکے کہ نکاح کر دیتے تھے اُنکا باپ اُنکے جب وہ ناراض ہوتی تھین اُس سے اور روایت کی دارقطنی نے جابرؓ سے تحقیق ایک شخص نے نکاح کر دیا اپنی بیٹی کا اور وہ بکر تھی بغیر حکم اُسکے کے تو وہ آئی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس اور جدائی کر دی آپ نے درمیان اُسکے اور اُسکے خاوند کے **ص** اور اسی طرح ثیب نابالغہ پر ولی کو جبر پہونچتا ہے ہمارے نزدیک اور امام شافعیؒ کے نزدیک اُسپر جبر نہین پہونچتا اور ثیب بالغہ پر سب کے نزدیک ولی کو جبر نہین پہونچتا اور ہمارے نزدیک ہر ولی کو جبر پہونچتا ہے **ف** اسواسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح طرف عصبات کے ہے اور کچھ تعیین نہین کی اور زیلعی نے نہین پایا اس حدیث کو اور کہا شیخ ابن الہمام نے کہ مروی ہے حضرت علیؓ سے موقوفاً اور مرفوعاً اور ذکر کیا اُسکو سبط ابن الجوزی نے اور نکاح کر دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچا حمزہ کی بیٹی کو ساتھ عمر بن ابی سلمہ کے اور وہ صغیرہ تھین اور ولی کہتے ہین عصبہ بنفسہ کو اور اُسکا بیان آگے آویگا **ص** اگر ولی نے بکر بالغہ سے اذن لیا اور وہ چپ ہی یا ہنسی تو اذن ہو گیا **ف** کیونکہ روایت ابی ہریرہؓ مین ہے کہ پوچھا صحابہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسطرح ہے اذن بکر کا سو فرمایا آپ نے اذن اُسکا یہ ہے کہ چپ رہے اخراج کیا اُسکا بخاری و مسلم نے اور ایک روایت مین مسلم کی یہ ہے اَلْبِکْرُ تُسْتَأْمَرُ وَ اِذْنُهَا سُكُوتُهَا یعنی بکر اذن لی جاویگی اور اذن اُسکا سکوت ہے اور ایک روایت مین ابن ماجہ کی ہے وَالْبِكْرُ رِضَاهَا صُمَاتُهَا یعنی بکر رضا اُسکی چپ رہنا اُسکا ہے **ص** اور اسیطرح اگر روئے بغیر آواز کے اور اگر روئے آواز سے تو وہ رد ہو گا نکاح کا اور اگر اُسکو خبر پہونچی نکاح کی اور وہ چپ ہی تو راضی ہوئی لیکن شرط ہے کہ خاوند کا نام لیا ہووے دونون صورتون مین اور اگر خاوند کا نام نہ لیا تو سکوت اُسکا رضا نہوگا اور مہر کا ذکر کچھ شرط نہین **ف** اسواسطے کہ نکاح صحیح ہو جاتا ہے بغیر ذکر مہر کے اور اسکا بیان آگے آتا ہے **ص** اور اگر اذن لیا اُس سے ولی کے سوا اور کسی شخص نے یا ایسے ولی نے کہ دوسرا ولی اُس سے زیادہ قریب موجود ہے **ف** جیسے اذن لیا بھائی نے باوجود ہونے باپ کے کذا فی العنایۃ **ص** تو نہوگی رضا اُسکی یہانتک کہ زبان سے کلام کرے جیسا کہ ثیب کی رضا بدون کہے نہین ہوتی **ف** اسواسطے کہ ہدایہ مین ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اَلثَّیِّبُ تُشَاوَرُ یعنی ثیب مشورہ لیجاوے کہا زیلعی نے تخریج ہدایہ مین غریب بہذا اللفظ اور مشاورہ دونون طرف سے ہوتا ہے اور اسواسطے کہ ثیب کا بولنا کچھ عیب شمار نہین کیا جاتا اور نسبت بکر کے اُسکو حیا بھی کم ہے **ص** جو عورت کہ اُسکی بکارت کودنے سے یا حیض سے یا جراحت سے یا کلان سالی سے یا زنا سے زائل ہو جاوے تو حکم اُسکا حکم بکر کا ہے اس باب مین کہ سکوت اُسکا رضا ہے **ف** اور اسیطرح رونا

حاشیہ: ... یا ہونی کی رضامندی نکاح پر یا اور آواز سے رونا اور ذیل کرنا دلالت کرتا ہے ... کذا فی الدر المختار و الرد المحتار ۱۲ منہ

اُسکا بغیر آواز کے اور ہنسنا یا رضا ہی **ص** اگر کسی مرد نے بکر عورت پر جو بالغ ہو دعوی کیا کہ جب تجکو میرے نکاح کی خبر
پونہچی تھی تو تو چپ ہی تھی اور اُس عورت نے اُسکا انکار کیا اور کہا مین نے رد کیا تھا تو معتبر قول عورت کا ہی مگر جب
مرد اُسکے سکوت پر گواہ قائم کرے اور اگر مرد نے گواہ پیش نہ کیے تو اُس عورت کو حلف نہ دلاوینگے **ف** اور بیان اسکا
کتاب الدعوی مین آویگا **ص** ہر ولی کو جائز ہی نکاح کر دینا اپنے غیر بالغ لڑکے اور غیر بالغہ لڑکی کا اگرچہ ثیب ہو **ف**
اور شافعی کے نزدیک ثیب کا جائز نہین **ص** اور اگر نکاح کر دیا باپ یا دادا نے اپنے نابالغ لڑکے یا لڑکی کا اگرچہ ثیب
ہو تو یہ نکاح لازم ہو گیا **ف** یعنی وقت بالغ ہونے کے انکو اختیار نکاح کے فسخ کا نہین **ص** اور اگر سوا باپ دادا
کے اور کسی ولی نے نکاح کر دیا تو اُس لڑکے اور دختر کو جائز ہی کہ جب بالغ ہون نکاح کو فسخ کرین اگر وہ نکاح کو پہلے سے
جانتے تھے اور اگر نکاح کی انکو خبر نتھی اور بعد بلوغ کے خبر ہوئی تو جسوقت خبر ہوئی اُسوقت بھی جائز ہی کہ نکاح فسخ کرین
اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک قبل بلوغ کے سوا باپ اور دادا کے کسیکو نکاح کر دینا درست نہین اور جب لڑکی بالغ ہوئی
اور وہ بکر تھی اور اُسکو نکاح کی خبر تھی اور چپ ہی تو سکوت اُسکا رضا ہو جاویگا اور اگر نکاح کی اُسکو خبر نتھی اور جب خبر پونہچی
بعد بلوغ کے اور وہ چپ ہی تو سکوت اُسکا رضا ہو گیا اور اس خیار کا نام خیار البلوغ ہی **ف** اور اگر وہ عورت ثیب
تھی اور بالغہ ہوئی تو سکوت اُسکا رضا نہوگا **ص** اور اختیار بکر کا جب بالغ ہو گئی اُسکی آخر بیٹھک تک باقی نرہیگا خواہ
(یعنی مجلس تک ۱۲)
پہلے سے نکاح کی اُسکو خبر ہو یا بعد بلوغ کے خبردار ہو **ف** صورت مسئلے کی یہ ہی کہ اگر ولی نے نکاح عورت نابالغہ کا
کر دیا اور وہ بالغ ہوئی اور اُسکو خبر تھی نکاح کی یا بعد بلوغ کے خبر پونہچی اور وہ ساکت رہی تو رضا ہو جاویگی اور جب تک
یکسان بیٹھی رہی اختیار باقی نرہیگا بلکہ بمجرد خبر اور بلوغ کے اختیار ہی قبول اور رد کا اور بعد اُسکے سکوت رضا ہی اور پھر
اختیار باقی نہین رہیگا **ص** اگرچہ وہ بکر اس بات کو نجانتی ہو کہ مجکو بعد بلوغ کے یا خبر پہونچنے کے اختیار ہی فسخ نکاح کا
برخلاف لونڈی شوہر دار کے کہ اُسکو اگر مالک نے آزاد کر دیا اور اُسکو معلوم نتھا کہ بروقت آزادی کے عورت کو
اپنے خاوند سے اختیار نکاح کے فسخ کا ہی تو یہ عذر شمار کیا جاویگا **ف** یعنی پھر بروقت معلوم ہونے اس مسئلے کے
اُسکو نکاح کا فسخ پہونچتا ہی اگرچہ وہ لونڈی وقت آزادی کے چپ ہی ہو بخلاف بکر حُرّہ کے کہ پھر وقت معلوم ہونے
مسئلے کے بعد اس بات کے کہ وقت بلوغ یا خبردار ہونیکے چپ ہی ہوا اُسکو اختیار فسخ کا باقی نہین ہی **ص** اور لونڈی کا
جہل اسواسطے مقبول ہی کہ اُسکو خدمت مولی وغیرہ سے فراغت نہین ہوتی کہ علم سیکھے برخلاف اُن عورتون کے جو
حرة الاصل مین یا پہلے کسیکی لونڈی تھین پھر آزاد ہو گئین کیونکہ طلب علم فرض ہی ہر مسلمان مرد اور عورت پر **ف** کیونکہ
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طلب کرو علم کو اگرچہ چین مین ہو اسواسطے کہ طلب علم کی فرض ہی ہر مسلمان پر اور
کہا ملا علی قاری نے کہ ایک روایت مین ہی کہ ہر مسلمان مرد پر اور مسلمان عورت پر انتہی اور اخراج کیا اس حدیث کا
عقیلی نے اور ابن عدی نے انسؓ سے مرفوعًا اور یہ حدیث مروی ہی سنن ابن ماجہ مین ساتھ اس لفظ کے طَلَبُ الْعِلْمِ
فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَوَاضِعُ الْعِلْمِ عِنْدَ غَيْرِ اَهْلِهٖ كَمُقَلِّدِ الْخَنَازِيْرِ الْجَوْهَرَ وَاللُّؤْلُؤَ وَالذَّهَبَ یعنی طلب علم
فرض ہی ہر مسلمان پر اور رکھنے والا علم کا اُس شخص کے پاس جو اُسکے لائق نہین ہی مانند اُس شخص کے ہی کہ سؤرون کو

ف کہ نکاح مین حلف نہین امام صاحب کے نزدیک ۱۲

ف اسلیے کہ ولی بجز سوا باپ دادا کے اور کوئی نہین انکے نزدیک ۱۲

ف [illegible]

جواہراور موتی اور سونا پہناوے اور روایت کیا اسکو بیہقی نے شعب الایمان مین مسلم تک اور کہا کہ متن اس حدیث کا مشہور ہی اور اسناد اسکی ضعیف ہی اور بہت سے طریقون سے مروی ہی اور وہ سب طریقے ضعیف ہین انتہی اور کہا فیروزآبادی نے کہ روایت کیا اسکو احمد نے بھی اور شمار کیا اسکو ابن الجوزی نے موضوعات مین انتہی اور کہا ابن حبان نے باطل لا اصل لہ اور اسناد مین اسکی ابو عاتکہ ہی اور حدیث اسکی منکر ہی اور جواب اسکا یہ ہی کہ اخراج کیا ہی اسکو ترمذی نے اور اور اہل علم نے الحاصل یہ حدیث ضعیف ہی موضوع نہین جیسا کہ گمان کیا اسکو ابن حبان اور ابن الجوزی نے اور اختلاف کیا ہی اس بات مین کہ مقدار اس علم کی جو فرض ہی کیا ہی ملا علی قاری نے لکھا ہی کہ فرض وہ علم ہی کہ جس سے بندے کو چارہ نہین جیسے پہچاننا خداوند عالم کا اور علم اسکی وحدانیت کا اور اسکے رسول کی نبوت کا اور اسیطرح ضروری مسائل نماز کے کہ سیکھنا انکا فرض عین ہی بخلاف تحصیل رتبہ اجتہاد اور درجہ افتا یعنی فتوی دینے کے کہ سیکھنا اسکا فرض کفایہ ہی اور یہ مقام اس بحث کی تفصیل کا نہین جس شخص کو تحقیق اسکی منظور ہووے تو وہ احیاء علوم الدین تصنیف امام غزالی رح کی ملاحظہ کرے ص تو اگر آزاد عورت جاہل رہیگی تو جہل اسکا عذر نہوگا اگر کوئی کہے کہ تحصیل علم فرض ہی جب عورت بالغ ہو اور کلام ہمارا عورت نابالغہ مین ہی جب بالغ ہوا اور وہ عورت قبل بلوغ کے مکلف نہین ہی تو جواب اسکا یہ ہی کہ عورت یا مرد جب مراہق یعنی قریب بلوغ کے ہون تو واجب ہی انپر سیکھنا ایمان کا اور احکام ایمان کا اور انکے ولی پر واجب ہی تعلیم انکی اور یہ نہین چاہیے کہ انکو بے مصرف چھوڑ دے کیونکہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم کرو تم اپنے لڑکون کو نماز کا جب پہونچ جاوین سات برس کو اور مارو انکو جب پہونچ جاوین دس برس کو ف اور نماز نہ پڑھین روایت کیا اس حدیث کو ابوداؤد نے عبداللہ بن عمرو بن العاص رض سے اور بغوی نے شرح السنہ مین ص اور ثیبہ عورت اور لڑکے کا خیار باطل نہین ہوتا وقت بلوغ کے جب تک وہ راضی نہو جاوین تصریح سے یعنی یہ کہین کہ راضی ہوا مین یا اشارے سے یعنی ایسا فعل کرین کہ جس سے انکی رضا معلوم ہووے مثلا بوسہ لے یا لمس کرے کوئی کسیکا یا لڑکا مہر دیوے سکوت سے یا خبر نکاح سے اور عورت قبول کرے اور اسیطرح اختیار انکا باطل نہین ہوتا اگرچہ کھڑے ہو جاوین مجلس سے اور جب لڑکا لڑکی بالغ ہووین اور وہ ناراض ہون تو نکاح کے فسخ کرنے کے واسطے قاضی شرط ہی ف یعنی انکو بغیر قاضی کے فسخ نہین پہونچتا اسواسطے کہ اسمین ضرر ہی مرد کا اور لازم کر دینا ضرر کا کسی پر بدون قضاے قاضی کے ممکن نہین ہی ص اور جو لونڈی آزاد ہو تو اسکو نکاح فسخ کرنے کے لیے قاضی شرط نہین ف اسواسطے کہ وہ لونڈی اپنے تئین دوسرے کی زیادتی ملک سے بچاتی ہی اور اسمین کچھ قضاے قاضی شرط نہین اور زیادتی ملک شوہر کو ہی کیونکہ جب وہ لونڈی آزاد نہین تھی تو خاوند اسکا مالک دو طلاق کا تھا کیونکہ لونڈی کو دو طلاق سے زیادہ نہین ہوتے اور جب آزاد ہوئی تو خاوند اسکا مالک تین طلاق کا ہوتا ہی اور یہ زیادتی ملک ہی خاوند کو لونڈی پر ص اور اگر لڑکا یا لڑکی کوئی انمین سے قبل قاضی کے تفریق کرنے کے مر گیا تو دوسرا اسکا وارث ہوگا برابر ہی کہ بالغ ہون یا نہون ف یعنی اگر قبل بلوغ کے کوئی مر گیا تو تو وارث ہونگے کیونکہ نکاح قائم ہی اور اسیطرح بعد بلوغ کے قبل فسخ کرنے قاضی کے کیونکہ فسخ کی شرط نہین پائی گئی تو نکاح قائم رہیگا ص اور ولی وہ شخص ہی جو عصبہ بنفسہ ہی یعنی وہ مرد جو متصل ہووے میت کے ساتھ بغیر واسطہ عورت کے ف یعنی جب اسکو مرد سے کیطرف نسبت کرین تو بیچ مین عورت

واسطہ نہ پڑے جیسے باپ یا بیٹا یا بھائی یا چچا تو نانا ولی نہین کیونکہ وہ مان کا باپ ہے تو مان واسطہ پڑ گئی اور وہ عورت ہے اور
اسیطرح نواسا کیونکہ وہ بیٹی کا بیٹا ہے تو بیچ مین بیٹی پڑ گئی اور اسکا بیان انشاء اللہ تعالے آخر کتاب مین آویگا ص
اور عصبہ بالغیر ف اور وہ چار عورتین ہین ایک بیٹی اور ایک پوتی اور ایک بہن حقیقی اور ایک بہن علاتی یعنی جو سوتیلی ماں سے ہو
ص جیسے بیٹی اسکو ولایت نہین اپنی مجنون مان پر ف مجنون کی قید اسواسطے ہے کہ اگر وہ اچھی ہے ہوشیار ہے تو کسیکو
اُسپر ولایت نہین ص اور عصبہ مع الغیر ف یعنی وہ عورت کہ دوسری عورت سے ملکے عصبہ ہوجاوے ص جیسے
بہن ساتھ بیٹی کے اُسکو ولایت نہین اپنی بہن مجنونہ پر ف یہان بھی قید مجنونہ کی اسی واسطے ہے اگر بہن مجنونہ نہو تو اسپر
کسیکو ولایت نہین کیونکہ بہن ثیب ہے بالغہ ہے اسواسطے کہ اُسکی بیٹی موجود ہے جسکے ساتھ بہن ملکے عصبہ ہوتی ہے ص اور
ولایت عصبات کی بشرطیکہ آزاد مکلف مسلمان ہون ف کیونکہ اگر کافر ہونگے تو اُنکی ولایت مسلمان پر نہین فرمایا
اللہ تعالی نے وَلَن يَجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا یعنی نہین کریگا اللہ کافرون کو مسلمانون پر
راہ ص اور ترتیب وراثت اور حجب کے ہے ف یعنی حاجب مقدم ہے محجوب پر اور اسیطرح وارث غیر وارث پر یعنی
بیٹے کے ہوتے پوتے کو وراثت نہین تو ولایت نکاح بھی نہوگی اور باپ کے ہوتے دادا کو وراثت نہین تو دادا کو باپ کے
ہوتے ولایت نکاح بھی نہوگی اور حاجب اُسکو کہتے ہین جو غیر کو میراث سے روک دیوے اور محجوب جو روکا گیا ہو ونے
جیساکہ بیٹا حاجب ہے پوتے کا اور باپ دادا کا وقس علی ہذا ص تو پہلے جزء ف یعنی فرع جیسے بیٹے اور پوتے ص
اگرچہ بہت نیچے چلے جاوین مقدم ہین ف یعنی بیٹے کا بیٹا اور پوتے کا بیٹا اور پوتے کا پوتا اور پوتے کا پروتا اور پروتے
کا پروتا وقس علی ہذا ص اور پھر اصل ف یعنی باپ اور دادا ص اگرچہ اوپر ہوجاوین ف یعنی باپ کا باپ اور دادا کا
باپ اور دادا کا دادا اور دادا کا پردادا اور پردادا کا پردادا وقس علی ہذا ص پھر اصل قریب کے جزء جیسے بھائی ف
کہ جزء ہے اپنے باپ کا اور وہ قریب ہے ص پھر بیٹے بھائی کے اگرچہ نیچے چلے جاوین ف یعنی بھتیجے کا بیٹا اور بھتیجے کا
پوتا اور بھتیجے کا پروتا اور بھتیجے کے بیٹے کا پروتا وقس علی ہذا ص پھر اصل بعید کے جزء جیسے چچا ف کہ جزء ہے دادا
کا اور وہ اصل بعید ہے ص پھر چچا کے بیٹے اگرچہ نیچے چلے جاوین ف جیسے چچا کا پوتا اور چچا کا پروتا اور چچا کے
بیٹے کا پروتا اور چچا کے پوتے کا پروتا وقس علی ہذا ص پھر باپ کا چچا پھر اُسکے بیٹے اگرچہ نیچے چلے جاوین ف
یعنی باپ کے چچا کا پوتا اور باپ کے چچا کا پروتا اور باپ کے چچا کے بیٹے کا پروتا اور باپ کے چچا کے پوتے کا پروتا اور
باپ کے چچا کے پروتے کا پروتا وقس علی ہذا ص پھر دادا کا چچا پھر اُسکے بیٹے اگرچہ نیچے چلے جاوین ف یعنی دادا کے
چچا کا پوتا اور دادا کے چچا کا پروتا اور دادا کے چچا کے بیٹے کا پروتا اور دادا کے چچا کے پوتے کا پروتا اور دادا کے
چچا کے پروتے کا پروتا وقس علی ہذا ص قریب بعد قریب کے ف یعنی جو قریب ہوگا انمین سے وہ مقدم ہوگا
مثلاً فروع مین بیٹا مقدم ہے پوتے پر اور پوتا پروتے پر اور پروتا پوتے کے پوتے پر اور اصول مین باپ مقدم ہے
دادا پر اور دادا پردادا پر اور بھائیون مین بھائی مقدم ہے بھتیجے پر اور بھتیجا اُسکے بیٹے پر اور اُسکا بیٹا اُسکے پوتے پر اور
چچاؤن مین چچا مقدم ہے اُسکے بیٹے پر اور بیٹا اُسکا پوتے پر اسی طرح پر قیاس کر لینا چاہیے ص پھر ترجیح ہوگی ساتھ

قوت قرابت کے یعنی عینی مقدم ہوگا علاتی پر ف تو بھائی حقیقی یعنی عینی مقدم ہوگا بھائی علاتی پر اور عینی کہتے
ہین حقیقی بھائی کو اور علاتی اُس بھائی کو کہتے ہین کہ اپنے باپ کا بیٹا ہو مگر اپنی مان سے نہو ص اور کافر کی ولایت
مسلمان کو نہین ہی اور نہ مسلمان کی ولایت کافر کو اگرچہ کافر اُسکا عصبہ ہو ف دلیل پہلے مسئلے کی اوپر گذری اور
دلیل اس بات کی کہ مسلمان کو ولایت کافر کی نہین یہ ہی کہ ولایت مسبب ہی میراث کا اور مسلم کو میراث کافر کی نہ پہونچیگی
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ وارث ہوگا مسلمان کافر کا اور نہ کافر مسلمان کا روایت کیا اسکو بخاری اور
مسلم اور اصحاب سنن نے اسامہ بن زیدؓ سے اور یہی حدیث دلیل دونون مسئلون کی ہو سکتی ہی اور کافر کافر کی ولایت
کریگا کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے وَالَّذِينَ كَفَرُوا بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ یعنی جو لوگ کافر ہوے بعض اُنکے ولی ہین
بعض کے اور اسمین فرق نہین کہ ایک نصرانی ہو اور دوسرا یہودی کیونکہ کفر ملت واحدہ ہی اور وہ جو حدیث مین آیا ہی
لَا يَتَوَارَثُ أَهْلُ مِلَّتَيْنِ شَتَّى رواہ احمد والنسائی وابوداؤد وابن ماجہ والدارقطنی یعنی نہین وارث ہونگے
دو ملت والے متفرق کچھ ہمارے منافی نہین ہی اسواسطے کہ ملتین سے مراد اس جگہ کفر و اسلام ہی ص پھر ان سب کے
بعد مان پھر صاحب رحم ف صاحب رحم وہ شخص ہی کہ نہ اُسکا کوئی حصہ کتاب اللہ یا حدیث یا اجماع سے مقرر ہی اور نہ وہ
عصبہ ہی جیسے نواسے اور پوتیون کے بیٹے اور نانا اور پرنانا اور بھانجا اور ماموں وغیرہم ص قریب بعد قریب کے
ف یعنی جو قریب ہوگا اسکو ترجیح ہوگی بعید پر مثلاً نواسا مقدم ہی نواسے کے بیٹے پر اور نانا نانا کے بیٹے پر اور اسی
طرح ص پھر مولی الموالات اور وہ وہ شخص ہی کہ جسکا وارث نہو اور دوسرے کے ساتھ عہد کیا ہی اگر مجھسے جنایت ہو تو
تو دیت دیگا اور اگر مین مرون تو تو وارث ہوگا ف صورت اسکی یہ ہی کہ ایک شخص مجہول النسب نے کہا دوسرے سے
کہ جب مین مرونگا تو تو میرا وارث ہوگا اور تو میری دیت دیگا جب مین جنایت کرونگا اور دوسرے نے اس عقد کو قبول
کیا تو یہ قبول کرنے والا اسکا مولی الموالات ہوا تو اسکو اُس شخص کا عقد پہونچتا ہی جب اُسکا اور کوئی قریب نہوگا اور وجہ
اسکی یہ ہی کہ ولایت مسبب ہی میراث کا اور مولی الموالات کو میراث پہونچتی ہی ص پھر وہ قاضی کہ اُسکے مکتوب مین
یہ لکھا گیا ہی کہ اُسکو ولایت تزویج کی ہی ف یعنی وہ مکتوب کہ اُسکو بادشاہ سے ملا ہی وقت ملنے عہدۂ قضا
کے اور اسمین اشارہ ہی طرف اس بات کے کہ قاضی کو کچھ ولایت اصلی نہین بلکہ بسبب اسکے کہ وہ نائب بادشاہ
کا ہی تو جب نائب بادشاہ کو ولایت ہی تو بادشاہ کو بطریق اولی ہوگی اور ایسا ہی ہی ہدایہ مین کہ وقت نہونے
اولیا کے ولایت امام کو ہی اور دلیل لائے ہین اسپر صاحب ہدایہ ساتھ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اَلسُّلْطَانُ
وَلِيُّ مَنْ لَا وَلِيَّ لَهُ یعنی بادشاہ ولی ہی اُسکا جسکا کوئی ولی نہین روایت کیا اس حدیث کو احمد اور ترمذی
اور ابوداؤد اور ابن ماجہ اور دارمی نے حضرت عایشہؓ سے اور اوپر یہ حدیث گذر چکی اور دوسرے یہ کہ وقت مرنے کے
در صورت نہونے کسی وارث کے مال بیت المال مین جاتا ہی تو حالت حیات مین بھی در صورت نہونے کسی وارث
کے ولایت سلطان کو ہوگی ص اور جو ولی بعید ہی اُسکو درست ہی کہ جبکہ ولی قریب غائب ہو تو نکاح کر دیوے اور غائب
سے مراد یہ ہی کہ اُسکی غیبت منقطعہ ہووے اور غیبت منقطعہ سے مراد اوتنی مدت ہی کہ کفو نکاح کرنے والا اُسکی خبر کا

ـه جو بھائی باپ دونون مین شریک ہون یعنی دونون کے ماں باپ ایک ہی ہون ۱۲
ـه یعنی دونون کا باپ ایک ہو ۱۲
ـه یعنی سلطان ۱۲

انتظار نکرے **ف** یعنی جس شخص کفو سے نکاح ہو رہا ہی وہ اتنی مدت تک اُس ولی قریب کا انتظار نکرے مثلاً بھائی ایک عورت کا ایسے ملک مین ہی کہ وہان سے آدمی ایک مہینے مین آتا ہی اور بھتیجا اُس عورت کا موجود ہی تو جس شخص کفو سے نکاح ہو رہا ہی اگر وہ ایک مہینے تک اُسکے آنے کا انتظار کرتا ہی تو یہ غیبت منقطعہ نہین ہی اب بدون اُسکے بھائی کے آئے ہوے نکاح نکرینگے اور اگر وہ انتظار نہین کرتا تو غیبت منقطعہ ہی بھتیجے کو اُسکا نکاح کر دینا درست ہی **ص** اور بعضون کے نزدیک غیبت منقطعہ یہ ہی کہ مدت سفر کی راہ ہووے **ف** یعنی تین دن اور تین رات کی جیسا کہ بیان اسکا کتاب الصلوٰۃ مین گذرا جامع الرموز مین ہی کہ یہی صحیح ہی **ص** اور یہی مختار ہی بعض متاخرین کا اور اسی پر فتویٰ ہی اگر ایک عورت مجنونہ ہی اور اُسکے باپ اور بیٹے دونون ہین تو ولی اُسکے نکاح مین بیٹا ہوگا اسواسطے کہ اوپر گذرا کہ بیٹا مقدم ہی باپ پر ولایت مین **ف** اور یہی مذہب امام ابو حنیفہ رح اور ابو یوسف رح کا ہی اور امام محمد رح کے نزدیک باپ ہی کیونکہ باپ کو اپنی دختر پر زیادہ شفقت ہوگی

ص فصل کفو کے بیان مین

اور معتبر ہی کفارت نکاح مین اہل عرب کی از روے نسب کے **ف** کفارت کے معنی لغت مین برابری کے ہین اور کفارت شرعی کہتے ہین برابر ہونے کو مرد کے ساتھ عورت کے اُن باتون مین جنکا بیان آگے آتا ہی **ص** سو قریش کفو ہین ایک دوسرے کے اور جو سوا اُنکے عرب ہین وہ کفو ہین ایک دوسرے کے **ف** کفارت نکاح مین معتبر ہی کیونکہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اَلَا لَا يُزَوِّجُ النِّسَاءَ اِلَّا الْاَوْلِيَاءُ وَلَا يُزَوَّجْنَ اِلَّا مِنَ الْاَكْفَاءِ وَلَا مَهْرَ اَقَلُّ مِنْ عَشَرَةِ دَرَاهِمَ رواہ الدارقطنی والبیہقی عن جابر یعنی نہ نکاح کرین عورتون کا مگر ولی اور نہ نکاح کیجاوین مگر اُن مردون سے جو کفو ہین اور نہین مہر کم ہی دس درم سے اور دوسرے یہ کہ عورت فراش ہی مرد کی اور عمدہ فراش خسیس کو لائق نہین اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اختیار کرو تم اپنے نطفون کے واسطے اور نکاح کرو تم اُن عورتون سے جو کفو ہین تمھاری اور نکاح کر دو عورتون کا بھی اُن لوگون سے جو اُنکے کفو ہین روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے اور قریش ایک دوسرے کے کفو ہین اور اُنمین پھر اعتبار نقصان وفضل کا نہین کیونکہ ہدایہ مین ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریش بعض بعض کے کفو ہین ہر بطن دوسرے بطن کا اور عرب بعض اُنکے کفو ہین بعض کے ہر قبیلہ دوسرے قبیلے کا اور موالی کفو ہین بعض بعض کے ہر مرد دوسرے مرد کا اور موالی کہتے ہین اُنکو جو لوگ سوا عرب کے ہین اور اُنکا نام موالی اسواسطے ہوا کہ وہ مددگار ہین عرب کے اور موالی کے معنی مددگار کے بھی آئے ہین اور اسکا بیان آتا ہی اور روایت کی حاکم نے ابن عمر رض سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلْعَرَبُ بَعْضُهُمْ اَكْفَاءُ بَعْضٍ قَبِيْلَةٌ بِقَبِيْلَةٍ وَالْمَوَالِيْ بَعْضُهُمْ اَكْفَاءُ لِبَعْضٍ رَجُلٌ بِرَجُلٍ اِلَّا حَائِكًا اَوْ حَجَّامًا یعنی عرب کفو ہین بعض بعض کے ایک قبیلہ دوسرے قبیلے کا اور موالی کفو ہین بعض بعض کے ایک مرد دوسرے مرد کا مگر جولاہہ اور حجام اور اُسکی اسناد مین ایک راوی ہی کہ اُسکا نام نہین لیا گیا اور منکر جانا اُسکو ابو حاتم نے

کہا شیخ ابن حجر نے اسکا ایک شاہد ہے بزار نے روایت کیا اسکو معاذ بن جبل سے اور سند اسکی منقطع ہے اور ایسا ہی کہا زیلعی نے تخریج ہدایہ میں اور روایت کی دارقطنی نے ابن عمرؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آدمی کفو ہیں ایک قبیلہ دوسرے قبیلے کا اور عربی عربی کا اور مولی مولی کا مگر جولاہہ اور حجام اور اخراج کیا اسکا ابن الجوزی نے علل متناہیہ میں اور اسناد میں اسکی بقیہ مدلس ہے اور محمد بن الفضل طعن کیا گیا ہے اسمیں اور اخراج کیا اسکا ابن عدی نے اور وہ بھی ضعیف ہے اور نکاح کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی دو بیٹیوں کا حضرت عثمانؓ سے اور وہ اموی تھے اور حضرت علیؓ نے نکاح کر دیا اپنی بیٹی کا حضرت عمرؓ سے اور وہ عدوی تھے **ص** اور قریش وہ ہے جو نضر بن کنانہ کی اولاد میں ہے اور لیکن جو لوگ کہ نضر سے اوپر لوگوں کی اولاد میں ہیں وہ قریش نہیں اور کفارت عرب میں اسواسطے خاص ہوئی کہ عجم کے لوگوں نے اپنے نسب ضائع کر دیے **ف** یعنی اپنی غیر قبیلے میں شادیان کر کے **ص** اور اہل عجم میں کفارت باعتبار اسلام کے ہے تو جسکے باپ اور دادا فقط مسلمان تھے وہ کفو ہے اُس عورت کا جسکے باپ اور دادا اور پردادا وغیرہ بھی مسلمان تھے **ف** حاصل یہ ہے کہ اسلام میں نسب تمام ہوتا ہے ساتھ باپ اور دادا کے تو جسکے باپ اور دادا فقط مسلمان تھے وہ کفو ہے اُس عورت کا کہ جسکی دو پشت سے زیادہ اصول مسلمان تھے **ص** اور جو شخص کہ خود اسلام لایا ہے وہ کفو نہیں اُسکا جسکا باپ مسلمان ہے اور جو شخص کہ اُسکا باپ فقط مسلمان تھا وہ کفو نہیں اُسکا جسکے باپ اور دادا بھی مسلمان تھے اور باعتبار آزادی کے تو غلام یا جو پہلے غلام تھا اور آزاد کر دیا گیا کفو نہیں اُس عورت کا جو اصل سے آزاد ہے اور اسیطرح جس شخص کا باپ غلام مُعتَق **ف** یعنی آزاد **ص** تھا کفو نہیں جسکے باپ اور دادا دونوں آزاد تھے اور باعتبار دیانت کے تو مرد فاسق کفو نہیں اُس عورت کا جو نیکبخت شخص کی بیٹی ہے **ف** نیکبخت شخص کی قید اسواسطے لگائی کہ اکثر نیکبختوں کی بیٹیاں بھی نیکبخت ہوتی ہیں اور اگر نیکبخت نہوں فاسق ہوں تو فاسق اُنکا کفو ہے **ص** اگرچہ وہ فاسق اپنے فسق کو ظاہر نہیں کرتا ہے اور یہی مختار ہے شیخ ابی بکر احمد بن فضل کا اور بعض مشائخ کے نزدیک اگرچہ وہ فاسق فسق کے کاموں کو ظاہر نکرتا ہو تو کفو ہو جاویگا نیکبخت مرد کی بیٹی کا اور باعتبار مال کے تو جو شخص عاجز ہے مہر معجل سے **ف** مہر معجل اُس مہر کو کہتے ہیں جو وقت نکاح کے لیا جاوے اور مؤجل جو بعد نکاح کے ہووے **ص** اور نفقے سے تو وہ کفو نہیں اُس عورت کا بھی جو فقیر ہووے اور نہ اُس عورت کا جو غنی ہووے اور جو شخص کہ قادر ہے مہر معجل اور نفقے پر تو وہ کفو ہے اُس عورت کا بھی جو بہت مالدار ہے کیونکہ مال فنا ہونے والا ہے تو جو مال قدر واجب سے زائد ہے اُسکا اعتبار نہیں **ف** اور نفقے کا بیان آگے آویگا **ص** اور باعتبار پیشے کے تو جولاہہ اور حجام اور بھنگی اور چمار کفو نہیں ہے عطار اور بزاز اور صراف کا **ف** اور یہی مذہب صاحبین کا ہے اور امام ابوحنیفہؒ سے دو روایتیں ہیں اور وجہ اسکی یہ ہے کہ اسمیں ہتک ہے عزت اور شرف کی **ص** اور اگر نکاح کیا عورت نے اپنا کم پر مہر مثل سے **ف** یعنی اُتنے مہر سے جسپر بانند اُسکے عورتیں بیاہی جاتی ہیں **ص** تو ولی کو تعرض پہونچتا ہے یہاں تک کہ مہر پورا ہو جاوے یا تفریق ہو جاوے

فصل نکاح فضولی اور وکالت نکاح میں

ص نکاح ایک فضولی یا دو فضولی کا موقوف ہی اوپر اجازت اُس شخص کے جسطرف سے وہ فضولی ہی یعنی اگر کسی شخص نے کسی مرد یا عورت کا بے اذن اُسکے نکاح کر دیا نکاح جائز ہی اور موقوف رہیگا اُنکی اجازت پر ف اگر اجازت دینگے تو نکاح صحیح ہو جاویگا ورنہ نہ اور جاننا چاہیے کہ جو شخص اپنے ساتھ نکاح کرے وہ شرع مین اصیل کہلاتا ہی اور جو کسی دوسرے کا نکاح کر دے پس اگر اُسکے اذن سے نکاح کرتا ہی تو وہ وکیل کہلاتا ہی اور اگر بغیر اذن کے نکاح کرتا ہی پس اگر اُن دونون مین وہ قرابت ہی جو کہ ولایت نکاح مین معتبر ہی تو وہ ولی کہلاتا ہی ورنہ وہ فضولی ہی اور اسیطرح اگر مرد اور عورت دونون کا دو فضولیون نے نکاح کر دیا بغیر اُنکے اذن کے تو نکاح جائز ہوگا اور موقوف رہیگا اُنکے اذن پر تو اگر دونون نے اذن دیا تو نکاح صحیح ہی اور اگر دونون یا ایک نے انکار کیا تو نکاح باطل ہی ص اور مالک ہو جاتا ہی ایک شخص جو فضولی نہو کسی کی طرف سے دونون جانب نکاح کا یعنی ایجاب و قبول کا اور اُن دونون کی زبان سے کہنے کی حاجت نہین ہی تو جب ایک شخص وکیل ہوا مرد اور عورت کیطرف سے اور کہا اُسنے کہ نکاح کر دیا مین نے اُس عورت کا اُس مرد سے کافی ہی ف یعنی پھر یہ کہنا ضرور نہین کہ قبول کیا مین نے ص اور اُسکی کئی صورتین ہین اوّل یہ کہ اصیل اور ولی دونون ہو جیسا کہ چچا کا بیٹا نکاح کرے اپنے چچا کی بیٹی کا جو نابالغہ ہو اپنے ساتھ ف تو چچا کا بیٹا اصیل بھی ہی یعنی اپنا نکاح کر رہا ہی اور ولی بھی ہی اپنے چچا کی بیٹی کا ص دوسری یہ کہ اصیل اور وکیل دونون ہو جیسا کہ کسی عورت نے ایک شخص کو وکیل کیا کہ وہ اُس عورت کو اپنے ساتھ نکاح کرے اور اُسنے اپنے ساتھ نکاح کیا تیسری یہ کہ دونون طرف سے ولی ہووے ف جیسا کہ اپنی دختر کا یا لڑکے کا نکاح اپنے بھتیجے یا بھتیجی سے کرے ص چوتھی یہ کہ دونون طرف سے وکیل ہووے ف جیسے ایک عورت ایک شخص کو اپنے نکاح کے واسطے وکیل کرے اور کوئی مرد بھی اُسی کو اپنے نکاح کے واسطے وکیل کرے ص پانچوین یہ کہ ایک طرف سے ولی اور دوسری طرف سے وکیل ہو ف جیسے ایک شخص کو کسی مرد نے وکیل کیا اپنے نکاح کا اور اُسنے اپنے چچا کی بیٹی کا جو نابالغہ ہی اُس شخص سے نکاح کر دیا ص اور جائز نہین کہ ایک شخص مالک ہو جاوے دونون طرف کو نکاح کے یعنی ایجاب و قبول کو اور وہ فضولی ہو جیسے کہ اصیل اور فضولی ہو ف جیسا کہ کہے نکاح کیا مین نے فلانی عورت سے گواہ رہو تم اور اُس عورت کو خبر پونہچی اور اُسنے اجازت دی تو نکاح باطل ہی ص یا ولی ہو ایک طرف سے اور فضولی ہو دوسری طرف سے ف مثلاً یون کہے کہ نکاح کیا مین نے اپنے چچا کی بیٹی کا فلانے سے اور اُس فلانے کو خبر پونہچی اور اُسنے اجازت دی تب بھی نکاح باطل ہی ص یا ایک طرف سے وکیل ہو اور دوسری طرف سے فضولی ہو ف مثلاً زید نے وکیل کیا عمرو کو کہ میرا نکاح کر دے اور اُسنے گواہون کے سامنے کہا گواہ رہو نکاح کر دیا مین نے زید کا فلانی عورت سے اور جب اُس عورت کو خبر پونہچی تو اُسنے اجازت دی جب بھی نکاح باطل ہی ص یا دونون طرف سے فضولی ہو ف مثلاً یون کہے کہ نکاح کر دیا مین نے فلانے مرد کا فلانی عورت سے گواہون کے سامنے اور وہ دونون شخص غائب ہین اور پھر اُن دونون نے اجازت دی تب بھی نکاح باطل ہی ص اگر کسی نے ایک شخص کو وکیل کیا کہ تو میرا نکاح کر دے کسی عورت سے اور اُسنے اُسکا نکاح کر دیا کسی شخص کی لونڈی سے صحیح ہوا ف کیونکہ اُسنے مطلق

عہ [illegible] ۱۲

عہ [illegible] ۱۲

عورت کہا تھا اجرہ کی قید نہین لگائی تھی ص اور باپ کو اور دادا کو وقت نہونے باپ کے درست ہی نکاح کر دینا ولد نابالغ کا لڑکی ہو یا لڑکا ساتھ غبن فاحش کے مہر مین ف یعنی اسکا مہر مثل مثلاً ہزار روپیہ ہو اور باپ اور دادا نے نکاح کر دیا اسکا پانسو روپیہ پر ص اور غیر کفو سے تو اب ان دونون کو بعد بلوغ کے اختیار فسخ کا نہین اور اگر سوا ان باپ کے اور کسی نے نکاح کیا ہی تو انکو پہونچتا ہی کہ بعد بلوغ کے فسخ کر دین اور اگر کسی شخص نے حکم کیا کہ کسیکو میرے واسطے ایک عورت سے نکاح کر دے اور اسنے نکاح کیا اسکا دو عورتون سے ایک ہی عقد مین دونون کا نکاح جائز نہین اور اگر نکاح کیا دو عورتون سے ساتھ دو عقدون کے تو اول عقد درست ہی اور دوسرا نادرست ہی

باب مہر کے بیان مین

اقل مہر کا دس درہم ہین ہمارے نزدیک اور امام شافعیؒ کے نزدیک جو چیز قیمت دار ہی وہ صالح مہر کی ہی برابر ہی کہ قیمت اسکی دس درہم ہو یا زیادہ یا کم ف کہا صاحب ہدایہ نے دلیل ہماری قول ہی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نہین ہی مہر کم دس درہم سے اور یہ حدیث اوپر گذری روایت کیا اسکو دارقطنی اور بیہقی نے جابرؓ سے کہا ابن الجوزی نے روایت کیا ہمنے اس حدیث کو کتنے طریقون سے اور مدار اس حدیث کا مبشر بن عبید پر ہی کہا احمد بن حنبلؒ نے مبشر کچھ نہین احادیث اسکی موضوع ہین کذب ہین اور وہ بناتا ہی حدیث کو اور کہا دارقطنی نے کاذب ہی اور کہا ابن حبان نے روایت کرتا ہی موضوعات کو ثقات سے کہا شیخ ابن الہمام نے اس حدیث کا ایک شاہد ہی کہ قوی کرتا ہی اسکو وہ جو روایت کی گئی ہی حضرت علیؓ سے موقوفاً نہین قطع کیا جاویگا ہاتھ کم مین دس درہم سے اور نہوگا مہر کم دس درہم سے روایت کیا اسکو دارقطنی نے سنن مین اور بیہقی نے اور کہا محمدؒ نے موطا مین کہ پونہچا ہمکو یہ حضرت علی اور عبید اللہ بن عمر اور عامر اور ابراہیم رضی اللہ عنہم سے اور روایت کیا اسکو اپنی اسناد سے شرح مین اسکی طحاوی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور حدیث علیؓ مین ہی داؤد اودی ہی روایت کی اسنے شعبی سے اسنے حضرت علیؓ سے کہا یحیی بن معین نے داؤد حدیث اسکی کچھ نہین اور شعبی نے نہین سنا ہی حضرت علیؓ سے اور بعض طریقون مین اسکے غیاث بن ابراہیم ہی کہا احمد اور بخاری اور دارقطنی نے غیاث بن ابراہیم متروک ہی اور کہا یحیی نے کذاب ہی اور کہا ابن حبان نے وضع کرتا ہی احادیث کو اور روایت کی بیہقی نے حضرت علیؓ سے کہ کہا انھون نے اقل درجہ اسکا کہ حلال ہو جاوے اس سے عورت دس درہم ہین روایت کیا اسکو ابن عبد البر نے اور روایت کیا حدیث جابر کو بیہقی نے سنن کبیر مین بہت طریقون سے اور ظاہر ہی کہ جب بہت طریقے ضعیف ہوتے ہین تو حدیث حسن ہو جاتی ہی باوجود اسکے کہ مؤید ہون اسکے آثار صحابہ اور تابعین اور امام مالکؒ کے نزدیک اقل درجہ مہر کا پانچ درہم ہین اور یہ بھی مروی ہی حضرت علیؓ سے لیکن اسناد مین اسکی حسن بن دینار متروک ہی اور کذاب کہا اسکو ابو حاتم نے اور امام شافعیؒ کی دلیلین بہت ہین صحاح مین مذکور ہین انمین سے ہی قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واسطے سہل بن سعد کے تلاش کر تو اگرچہ انگوٹھی ہو لوہے کی پھر نکاح کیا انکا بدلے تعلیم قرآن کے اخراج کیا اسکا بخاری و مسلم نے اور جواب اسکا یہ ہی کہ یہ خصائص مین سے تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و

آلہ وسلم کے جیساکہ روایت کی سعید بن منصور نے ابو النعمان ازدی سے کہ نکاح کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک عورت کا اوپر ایک سورت قرآن کے اور فرمایا کہ نہوگا پھر یہ مہر کسی کے واسطے بعد تیرے اور تفصیل کتب مبسوطہ میں ہے **ص** اور اگر دس درہم سے کم مہر باندھا تو دس درہم دینا پڑینگے **ف** اسواسطے کہ وہ عورت راضی ہوگئی دس سے کم میں لیکن حکم شرع کا فاسد کرتا ہے اسکو تو لازم آویگا اقل درجہ مہر کا اور وہ دس درہم ہیں **ص** اور اگر دس درہم سعین کیے یا دس سے زیادہ تو جتنا معین کیا اتنا دینا پڑیگا صحبت کرنے سے (یا خلوت صحیحہ ہونے سے ۱۲) خواہ خاوند جورو ایک کے مرجانے سے **ف** یعنی اگر کوئی خاوند یا جورو میں سے مرگیا تو جتنا مہر سعین ہے وہ لازم ہوگا کیونکہ فرمایا ابن مسعود نے اُس شخص میں کہ نکاح کیا اُسنے ایک عورت سے اور وہ مرگیا بغیر وطی کے اور اُسکا مہر نہین سعین کیا کہ اُسکو مہر ہے کامل اور عورت پر عدت ہے اور اُسکو میراث بھی ہے کہا معقل بن سنان نے کہ سنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسا ہی حکم فرمایا تھا بروع بیٹی واشق میں روایت کیا اُسکو ابو داؤد وغیرہ نے اور روایت کی امام مالک نے مؤطا میں عبد اللہ بن عمر سے کہ نہین ہے مہر واسطے اُسکے اور یہی حکم کیا زید بن ثابت نے اور ہمارے واسطے حدیث مرفوع ہے معقل بن سنان کی کیونکہ جب مہر معین نہوا اور دلایا گیا تو جب معین ہوگا تو بطریق اولی دلایا جاویگا **ص** اور اگر طلاق دے دیا قبل وطی کے یا خلوت صحیحہ کے تو نصف مہر لازم آتا ہے اور خلوت صحیحہ کی تفسیر بعد اسکے بیان ہوگی **ف** کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے

وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ

یعنی اگر طلاق دو تم عورتوں کو قبل اس بات کے کہ مس کرو تم اُنسے یعنی جماع کرو اور تم مقرر کر چکے تھے اُنکے واسطے کچھ حصہ تو واجب ہے تمپر نصف اُسکا جو مقرر کیا تھا تمنے **ص** اور صحیح ہے نکاح بغیر ذکر کرنے مہر کے **ف** اور دلیل اسکی وہی حدیث معقل بن سنان ہے اور اثر ابن مسعود کا **ص** اور اگر نکاح کیا اس شرط سے کہ مہر نہین ہے یا بدلے میں شراب کے یا بدلے میں سور کے یا ایک سرکے کے مٹکے سے اور اُس طرف اشارہ کیا اور وہ شراب نکلی یا ایک غلام سے اور اسکی طرف اشارہ کیا اور وہ آزاد نکلا یا ایک کپڑے یا ایک جانور کے بدلے اور اُسکی صفت بیان نکی یا تعلیم قرآن کے بدلے یا اس بات پر کہ خاوند آزاد اُسکی ایک سال خدمت کرے یا کسی کی بیٹی یا بہن سے اس بات پر کہ وہ بھی اُس سے اپنی بیٹی یا بہن کا نکاح کر دیوے تو ان سب صورتوں مین نکاح صحیح ہوا اور مہر مثل لازم آویگا وقت وطی کے یا خلوت صحیحہ کے یا موت کے **ف** لیکن اول صورت سو اسواسطے کہ نکاح نام ہے اُس عقد کا جس سے اتصال اور انضمام ہو (یعنی ایجاب و قبول ۱۲) تو وہ فقط جورو خاوند سے درست ہوجاویگا اور اسکی شرط ساقط ہوجاویگی اور دوسری اور تیسری صورت میں اسواسطے کہ شراب و سور ہمارے نزدیک مال نہین ہے تو گویا ایسا ہوا کہ نکاح کیا بغیر ذکر مہر کے (یعنی نفی مہر ۱۲) اور اسی طرح چوتھی اور پانچوین صورت مین غلام یا سرکہ مال تھا لیکن وہ آزاد نکلا اور سرکہ شراب نکلا اور شراب اور جو شخص آزاد ہووے مال نہین ہے اور چھٹی صورت مین اسواسطے کہ وہ کپڑا اور جانور مجہول ہے (جنس اُسکی ۱۲) تو نزاع پڑیگی (تو وہ مانع میں مال متقوم نہوا ۱۲) تب مہر مثل لازم آویگا اور ساتوین صورت مین سو اسواسطے کہ تعلیم قرآن کچھ مال نہین ہے کیونکہ اُسپر اجرت لینا جائز نہین جیساکہ آگے آتا ہے اور آٹھوین صورت میں اسلیے کہ خاوند آزاد مالک ہے زوجہ کا اور خدمت مقتضی ہے مملوکیت کی اور اُن دونوں مین تناقض ہے تو مہر مثل لازم آویگا اور لیکن نوین صورت مین تو دونوں عقد

ف ۱ قید آزاد سے معلوم ہوا کہ خدمت غلام مہر ہو سکتی ہے اور ہدایہ میں ہے اگر نکاح کیا ایک غلام نے ایک عورت سے باذن مولی اس مہر پر کہ ایک سال [illegible]

جائز ہین لیکن اُسنے مہر کو وہ بنایا جو صلاحیت مالیت کی نہین رکھتا تو مہر مثل لازم آویگا جیسے شراب یا سور کو مہر کر دیا اور یہ نکاح شغار کہلاتا ہے اور منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس سے روایت کی عبد اللہ بن عمرؓ نے کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے نکاح شغار سے اور شغار یہ ہے کہ نکاح کرے کوئی اپنی بیٹی کا کسی سے اس شرط پر کہ وہ بھی اُس سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دے اور کچھ مہر مقرر نہوا اخراج کیا اسکا بخاری و مسلم نے اور امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک تعلیم قرآن کو مہر باندھنا جائز ہے اور یہ اختلاف مبنی ہے اس بات پر کہ اجرت لینا قرآن کی تعلیم پر جائز ہے یا نہین تو جن لوگون کے نزدیک جائز ہے اُنکے نزدیک اسکو مہر بھی مقرر کرنا درست ہے اور جنکے نزدیک اجرت لینا تعلیم قرآن پر جائز نہین اُنکے نزدیک مہر بھی باندھنا اسکا درست نہین اور امام شافعیؒ اس باب مین دلیل لاتے ہین حدیث سہل بن سعد سے کہ نکاح کر دیا تھا آپ نے اُنکا ایک سورت پر قرآن سے اخراج کیا اُسکا بخاری و مسلم نے اور جواب اسکا یہی ہے جو روایت کی سعید بن منصور نے کہ یہ خصوصیات مین سے تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اور روایت کی ابن الجوزی نے مکحول سے تحقیق کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے نکاح کیا ایک مرد کا تعلیم قرآن پر اور کہتے تھے مکحول کہ یہ خصائص مین سے تھا نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اور اب کسی کے واسطے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے یہ امر جائز نہین اور ذکر کیا طحاوی نے لیث سے کہ نہین جائز ہے یہ کسیکو بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اور دلیل ہماری وہ ہے جو روایت کی احمد اور ابو داؤد نے عبادہ بن صامت سے کہ فرمایا اُنکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جب لے لی تھی انھون نے ایک کمان اصحاب صُفّہ سے اس بات پر کہ اُنکو قرآن سکھایا تھا کہ اگر خوش آوے تجکو کہ طوق پہنایا جاوے آگ کا تو لے اُسکو اور اُسکی اسناد مین مغیرہ ضعیف ہے اور روایت کی ابن الجوزی نے ابی بن کعب سے کہ سکھایا مین نے ایک شخص کو قرآن اور اُسنے ہدیہ بھیجا میرے لیے ایک کمان سو ذکر کیا مین نے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے سو فرمایا آپ نے اگر لے گا تو اُسکو لیویگا ایک کمان آگ کی اور روایت کی طبرانی نے عبد الرحمن بن سہل انصاری سے کہا کہ سنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کہ فرماتے تھے پڑھو قرآن کو اور نہ غلو کرو اُسمین اور نہ باز رہو اُس سے اور نہ کھاؤ اُسکے بدلے اور نہ غرور کرو اُس سے اور فرمایا عثمان بن ابی العاص سے کہ لے تو ایسے مؤذن کو جو نہ لیوے اذان پر بدلا روایت کیا اُسکو احمد نے مطرف بن عبد اللہ سے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ الآیۃ یعنی حلال کی گئین سوا اُنکے تمھارے لیے عورتین یہ کہ طلب کرو تم اُنکو اپنے مالون سے یعنی نکاح کر لو یا خرید لو اور دلیل مہر مثل واجب ہونے کی یہ ہے کہ حکم کیا عبد اللہ بن مسعود نے مہر مثل کا اُس عورت مین کہ خاوند اُسکا مر گیا ہوا اور اُسکا مہر مقرر نہوا ہوا اور شہادت معقل بن سنان کی کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بروع بنت واشق مین ایسا ہی اخراج کیا اُسکا احمد اور اصحاب سنن نے اور صحیح کیا اُسکو ترمذی اور ایک جماعت اہل حدیث نے ص اور موت سے مراد یہ ہے کہ کوئی خاوند یا بیوی سے مر جاوے اور اگر ان سب صورتون مین طلاق دیدیا قبل وطی اور خلوت صحیحہ کے تو متعہ لازم آویگا ف کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً ۖ وَّمَتِّعُوْهُنَّ ۚ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ یعنی نہین گناہ ہے تمپر اگر طلاق دو تم عورتون کو جب تک جماع کرو اُنسے یا نہ مقرر کرو کوئی حصہ اُنکے واسطے مہر کا اور متعہ دو

انکو غنی پر ہو اُسکی مقدار اور مفلس پر ہو اُسکے لائق ص اس مقدار کا کہ زائد نہو نصف مہر مثل پر اور کم نہو پانچ درہم سے
ف اور یہی قول ہی کرخی کا اور یہ متعہ واجب ہی ہمارے نزدیک اور امام مالکؒ کے نزدیک مستحب ہی اور آیت
کلام اللہ کی انپر حجت ہی ص اور وہ تین کپڑے ہین پیراہن اور خمار ف یعنی اوڑھنی جس سے وہ اپنا سر
چھپاوے ص اور چادر ف جس سے تمام بدن چھپاوے ص اور صحیح یہ ہی کہ اعتبار متعہ مین خاوند کے
حال کا ہی کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے عَلَى الْمُوسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ اور نزدیک کرخی کے عورت کا
حال معتبر ہی ف یعنی عورت کی لیاقت کے موافق اُسکو متعہ دیا جاویگا اور صحیح قول ہمارا ہی کیونکہ دینے والا خاوند ہی تو
اُسکی استطاعت اور لیاقت معتبر ہوگی جیسا کہ نفقے کے باب مین ہی کہا شیخ ابن الہمام نے کہ یہ اندازہ مروی ہی حضرت
عائشہؓ اور ابن عباسؓ اور سعیدؒ بن المسیب اور عطاؒ اور شعبیؒ سے ص اور اگر نکاح کیا غلام نے اس امر پر کہ خدمت
کرے بیوی کی تو خدمت واجب ہوگی ف اسواسطے کہ غلام موضوع ہی واسطے خدمت کے اور خدمت غلام کی
عوض مال کے ہوتی ہی ص اور اگر نکاح کیا عورت مفوضہ سے یعنی اُس عورت سے جسنے نکاح کیا اپنا بغیر ذکر مہر کے
یا اس بات پر کہ اُسکو مہر نہین ف خواہ وہ عورت مفوضہ ہو یعنی اُسنے اپنے تئین آپ خاوند کو تفویض کیا ہو یا مفوضہ
ہو یعنی ولی نے اُسکو خاوند کے سپرد کیا ہو ص اور پھر دونون کسی مقدار مہر پر راضی ہو گئے تو بعد وطی کے
یا موت کے یہی مقدار لازم آویگی اور اگر طلاق دے دیا اُسکو قبل وطی کے تو متعہ لازم آویگا اور امام ابو یوسفؒ اور
شافعیؒ کے نزدیک نصف اس مقدار کا ف یعنی جس مقدار پر وہ دونون راضی ہو گئے ہین ص لازم آویگا ف
اور دلیل ہماری وہی آیت ہی ص اگر خاوند نے مہر معین پر کچھ بڑھا دیا خاوند کے ذمے پر واجب ہوگا تو اگر
طلاق دیدیا قبل وطی کے زیادتی ساقط ہو جاویگی ف اسواسطے کہ زیادتی اُسنے بسبب اشتیاق وطی کے کی تھی
تو جب مقصود فوت ہوا یہ زیادتی بھی جاویگی اور صورت مسئلے کی یہ ہی کہ کسی نے نکاح کیا ایک عورت سے اور مہر اُسکے
دس درہم ٹھہرے اور پانچ درہم اُسنے اپنی طرف سے بڑھا دیے اور پھر اُسکو قبل وطی کے طلاق دیدیا تو پانچ درہم لازم
آوینگے نہ ساڑھے سات ص عورت کو جائز ہی کہ بعض مہر یا کل مہر مرد کے ذمے سے ساقط کر دے ف کیونکہ مہر
حق عورت کا ہی اور حقدار کو پہونچتا ہی کہ حق اپنا ساقط کر دے ص یا اُس زیادتی کو جو مرد نے بڑھا دیا تھا اپنی طرف سے
ساقط کر دے ف مثلاً اسی صورت مین پانچ درہم چھوڑ دے ص اور خلوت مرد کی ساتھ عورت کے بغیر مانع
حسی کے جیسے مرض کہ مانع ہو وطی سے اور مانع شرعی کے جیسے روزہ رمضان کا یا احرام حج فرض یا نفل کا اور مانع طبعی
کے جیسے حیض اور نفاس کہ طبیعت مکروہ جانتی ہی جماع کرنے کو حالت حیض و نفاس مین اور اگرچہ مانع شرعی بھی یہان موجود
ہی ف اور وہ قول اللہ تعالی کا ہی فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ یعنی جدا ہو
عورتون سے حیض مین اور نہ قریب ہو اُنکے یہان تک کہ پاک ہو جاوین اور قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو شخص جماع
کرے حائض سے یا کسی عورت سے اُسکی دُبر مین یا کسی کاہن سے خبر پوچھ کے اُسکی تصدیق کی تو اُسنے انکار کیا اُس
چیز کا جو نازل ہوا محمد پر اخراج کیا اُسکا ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی نے ابی ہریرہؓ سے ص اور نہین مضایقہ

اگر مانع شرعی مرد و عورت دونون مین موجود ہو **ف** یعنی مانع شرعی مثل روزۂ رمضان و احرام اگر زوج کو بھی
ہو تو خلوت صحیحہ کو ضرر نہین ہوتا اور اسیطرح مانع حسی **ص** ثابت کردیتی ہی پورے مہر کو **ف** اور اسی کا نام
خلوت صحیحہ ہی اور امام شافعیؒ کے نزدیک مہر بدون جماع کے مستقر نہین ہوتا ہی اور دلیل ہماری اجماع صحابہ کا ہی اور
اس بات کے کہ خلوت موجب ہی پورے مہر کو حکایت کیا اس اجماع کو طحاوی نے اور کہا ابن المنذر نے یہی قول ہی عمرؓ اور
علی اور زید بن ثابت اور عبداللہ بن عمر اور جابر اور معاذ بن جبل و ابی ہریرہ رضی اللہ عنہم کا اور روایت کی دارقطنی
نے محمد بن عبدالرحمن بن ثوبان سے مرسلاً کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس شخص نے کھولا خمار عورت کا
اور نظر کی اُسکو تو واجب ہوا مہر خواہ دخول کرے یا نکرے اور اسناد مین اُسکی اگرچہ ابن لہیعہ ہی ضعیف کیا اُسکو محدثین نے
لیکن کہا ابن الجوزی نے کہ روایت کی اُس سے علماء نے اور بھی روایت کی اُس سے اصحاب سنن نے اور بھی اخراج
کیا اُسکا ابوداؤد نے مراسیل مین ابن ثوبان سے اور رجال اُسکے ثقہ ہین اور مرسل ہمارے نزدیک حجت ہی اور روایت
کی بیہقی نے عمرؓ اور علی رضی اللہ عنہما سے تحقیق کہ اُن دونون نے فرمایا کہ جب بند ہوجاوے دروازہ اور چھوٹ جاوے
پردہ تو عورت کو مہر ہی پورا اور اُسپر عدت ہی اور اسناد اسکی منقطع ہی اور موطا مین ہی مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى ابْنِ سَعِيدٍ
عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَضٰى فِي الْمَرْاَةِ اِذَا تَزَوَّجَهَا الرَّجُلُ اَنَّهُ اِذَا اُرْخِيَتِ
السُّتُوْرُ فَقَدْ وَجَبَ عَلَيْهِ الصَّدَاقُ یعنی جب چھوٹ جاوین پردے تو تحقیق کہ واجب ہوا مرد پر مہر اور روایت کی
عبدالرزاق نے مصنف مین ابوہریرہؓ سے یہی قول عمرؓ کا اور کہا امام محمد بن الحسن نے موطا مین اَنَا مَالِكٌ اَنَا ابْنُ
شِهَابٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ اِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بِامْرَاَتِهِ وَاُرْخِيَتِ السُّتُوْرُ فَقَدْ وَجَبَ الصَّدَاقُ
قَالَ وَبِهٰذَا نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِي حَنِيْفَةَ وَالْعَامَّةِ مِنْ فُقَهَائِنَا یعنی کہا زید بن ثابتؓ
نے کہ جب جاوے مرد عورت پاس اور چھوٹ جاوین پردے تو تحقیق کہ واجب ہوا مہر اور اسی قول پر ہمارا فتویٰ ہی
اور یہی قول ہی امام ابوحنیفہؒ اور عامۂ فقہا کا اور روایت کی دارقطنی نے حضرت علیؓ سے کہ فرمایا آپ نے جب بند ہوجاوے
دروازہ اور چھوٹ جاوے پردہ اور دیکھے عورت کو تو واجب ہوا مرد پر مہر اور روایت کی ابوعبید نے کتاب النکاح
مین زرارہ بن اوفی کی روایت سے کہ کہا انھون نے حکم کیا خلفاے راشدین مہدیین نے کہ جسوقت بند ہوجاوے
دروازہ اور چھوٹ جاوے پردہ تو تحقیق کہ واجب ہوا مہر اور عدت اور امام شافعیؒ کے مذہب کے موافق بھی
روایت ہی ابن مسعودؓ اور ابن عباسؓ سے لیکن صحیح نہین اور روایت کی بیہقی نے شعبی سے انھون نے ابن مسعودؓ
سے کہ جو شخص خلوت کرے عورت سے اور وطی نکرے تو اُس عورت کو آدھا مہر ہی اور یہ منقطع ہی شعبی نے نہین سنا ابن
مسعود سے اور روایت کی شافعی نے ابن عباسؓ سے مثل اُسکے اور اسناد اُسکی ضعیف ہی اور اخراج کیا اُسکا ابن
ابی شیبہ اور بیہقی نے بھی اور طریق سے لیکن صحیح روایتین صحابہ سے ہمارے مذہب پر ہین **ص** اور مراد خلوت سے
یہ ہی کہ خاوند اور عورت دونون ایسے مکان مین جمع ہوجاوین کہ وہان کوئی عاقل نہو اور بغیر اُنکے اذن کے اُنپر کوئی
مطلع نہوسکے یا بسبب اندھیرے اور تاریکی کے کوئی اُنپر اطلاع نہ پاوے اور خاوند جانتا ہو کہ یہ میری عورت ہی اگرچہ

ابن عمیر

خاوند مجبوب یا عنین یا خصی ہووے ف مجبوب اُس مرد کو کہتے ہین کہ جسکی آلت اور خصیتین کٹے ہوون اور عنین وہ جو وطی عورت پر قدرت نہ رکھتا ہووے اور خصی وہ جسکے خصیے نکال لیے ہوون ص یا روزہ دار ہو روزہ قضا کا اصح مذہب مین اور ایک روایت مین نذر کا بھی اور اگر روزہ دار ہو رمضان کا یا احرام ہو یا عورت حائضہ ہو یا نفاس سے ہو یا بیمار ہو کوئی یا ان دونون مین سے تو خلوت ثابت نہوگی اور نماز بھی مثل روزے کے ہو تو نماز فرض مین خلوت صحیح نہوگی جیسے فرض روزے مین اور صحیح ہوجاویگی نماز نفل مین جیسے نفل روزے مین اور عدت واجب ہو ف دلیل اُسکی وہی ہو جو مروی ہوا حضرت عمرؓ اور علیؓ سے سابقًا اخرجہ البیہقی ص ان سب صورتون مین برابر ہو کہ مانع موجود ہووے جیسے روزہ وغیرہ یا نہو احتیاطًا اور واجب ہو متعہ اُس عورت کو کہ اُسکو طلاق دیا ہو قبل وطی کے اور مہر اُسکا معین نہو ف اور دلیل اسکی اوپر گذری ص اور مستحب ہو سوا اُسکے اور عورتون کو مگر جس عورت کا مہر ٹھہر گیا ہو اور اُسکو طلاق دے قبل وطی کے جاننا چاہیے کہ مطلقات یعنی جو عورتین کہ طلاق دی جاوین چار قسم پر ہین پہلی وہ مطلقہ کہ اُس سے وطی نہ کی ہو اور نہ اُسکا مہر معین ہو تو اُسکے واسطے متعہ واجب ہو اور دوسری وہ مطلقہ کہ وطی نہ کی جاوے اور اُسکا مہر معین کر دیا ہووے اس عورت کو متعہ مستحب نہین ف اور راجح یہ ہو کہ مستحب ہو ص تیسری وہ عورت کہ وطی کی جاوے اور اُسکا مہر معین نہین ہوا چوتھی وہ عورت مطلقہ کہ وطی کیجاوے اور اُسکا مہر بھی معین ہوا ہووے تو ان دو عورتون کے واسطے متعہ مستحب ہو تو حاصل یہ ہو کہ جس وقت عورت کے وطی کی تو متعہ اُسکو مستحب ہوگا برابر ہو کہ مہر اُسکا معین ہوا ہو یا نہوا اور اگر وطی نہین کی تو جس صورت مین مہر معین ہو نصف مہر دے اور متعہ مستحب نہین اور اگر نہین معین ہو تو متعہ واجب ہو اگر کسی عورت نے ہزار روپے اپنے مہر کے خاوند سے لیکے اُسکو اپنے قبضے مین کیا اور پھر وہی ہزار روپے عورت نے خاوند کو ہبہ یعنی بخشدیے اور خاوند نے بعد اسکے طلاق دیدیا اُسکو قبل وطی کے تو وہ مرد پانسو روپے اُس سے لیوے کیونکہ عورت نے تمام مہر کو قبض کر لیا تھا اور مرد پر واجب نصف ہی ہوا تھا تو نصف پھیر دیویگی اور وہ جو عورت نے خاوند کو ہبہ کر دیا تھا مہر سے محسوب نہوگا کیونکہ روپے اور اشرفی عقود مین ف مثل بیع اور شرا اور نکاح کے ص متعین نہین ہوتے ف یعنی کچھ روپے مقرر نہین ہوتے بلکہ سب روپے برابر ہین تو وہ جو عورت نے ہبہ کر دیا تھا اگرچہ وہ روپے خاوند کے دیے ہوئے تھے لیکن یہ نہین کہینگے کہ یہ وہی روپے ہین ص اور اسیطرح فسوخ مین ف یعنی جو چیزین کہ عقود کو فسخ کرتی ہین اور بیان اسکا آگے آویگا ص اور اگر عورت نے قبضہ نہین کیا تھا اُن روپیون کا یا نصف مہر کو قبضہ کیا تھا ف مثلًا پانچ سو روپے کا ہزار کی صورت مین ص اور پھر عورت نے ہبہ کر دیا خاوند کو کل مہر ف دونون صورت مین مگر اول صورت مین کل زر مہر بلا قبضہ ہبہ کر دیا یعنی اسقاط مہر کر دیا اسواسطے کہ کل مہر خاوند کے پاس ہو اور دوسری صورت مین ہبہ کل مہر کا اسطور پر ہوگا کہ اُس نصف کو بھی جو لیا ہے پھیر دے یا باقی کو ف دوسری صورت مین ص اور طلاق دیا اُسکو خاوند نے قبل وطی کے تو اب عورت پر کچھ لازم نہین آویگا اسلیے کہ حکم طلاق قبل وطی کا یہ ہو کہ جو عورت نے پورا مہر پایا ہو تو نصف مہر پھیر دے اور یہان ہبہ کل مہر کا قبل قبض ہو تو مرد کو نصف مہر سے زیادہ وصول ہوا اور اسواسطے کہ اب عورت کے پاس

کچھ خاوند کا حق باقی نہیں رہا اور اگر مہر کچھ اسباب ہے ف جیسے غلام گھر کپڑا وغیرہ ص اور عورت نے اُسکو قبض کیا
یا نہ کیا اور خاوند کو ہبہ کر دیا تو اب عورت پر دونوں صورتوں میں ف یعنی قبض کی صورت میں اور عدم قبض کی صورت
مین ص کچھ لازم نہ آویگا اسواسطے کہ جب قبض نہیں کیا ہے تو تو ظاہر ہے ف یعنی جیسا روپون مین جب قبض نکرے
تو کچھ لازم نہیں آتا تھا اسیطرح اسباب مین ہوگا ص اور جب قبض کیا ہے تب بھی کچھ لازم نہیں آویگا کیونکہ اسباب متعین ہے
اور اُسی کو عورت نے خاوند کو بخشدیا ف یعنی جو مرد نے اسباب عورت کو دیا تھا وہی بعینہ عورت نے خاوند کو بخشدیا تو اب عورت پر کچھ نہیں رہا
اور روپون مین یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ بعینہ وہی روپے ہین جو خاوند نے عورت کو دیے تھے ص اگر کسی شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا ہزار درہم پر اس شرط سے
کہ اُسکو شہر سے نہ لیجاویگا یا اُسپر دوسری عورت نکریگا یا شرط کی کہ اگر شہر سے نہ لیجاوے تو مہر ہزار درہم ہین اور اگر لیجاوے تو دو ہزار درہم آو پھر عہد اپنا پورا کیا
یعنی اُسکو شہر سے نہ نکالا اور اُسپر دوسری عورت سے نکاح نہ کیا اور اسیطرح تیسری صورت مین بھی اُسکو شہر سے نہ نکالا
تو خاوند پر مہر کے ایک ہی ہزار درہم آوینگے تو اگر اول صورت مین اُسکو شہر سے نکالا یا دوسری صورت مین کسی عورت سے
نکاح کیا تو مہر مثل لازم آویگا اتفاقاً اور اگر تیسری صورت مین اُسکو شہر سے نکالا تو امام صاحب کے نزدیک مہر مثل لازم
آویگا مگر ایک ہزار سے کم نہ دیا جاویگا اور دو ہزار سے زیادہ نہوگا یعنی اگر مہر مثل اُسکا ایک ہزار سے کم ہے تو ہزار دیے جاوینگے اور
اس سے کم نہوگا اور اگر مہر مثل اُسکا دو ہزار سے زائد ہے تو دو ہزار دینا پڑینگے اور اس سے زیادہ نہوگا ف اور اگر مہر مثل اُسکا ہزار سے
زائد ہے لیکن دو ہزار سے کم ہے یا دو ہزار ہے تو جتنا ہے اُتنا دینا پڑیگا ص اور نزدیک صاحبین کے دو ہزار لازم آوینگے اور امام زفر کے
نزدیک دونوں صورت مین مہر مثل لازم آویگا اور اگر نکاح کیا عورت سے اس غلام پر یا اس غلام پر ف مطلب یہ ہے کہ دونون
غلامون مین سے کسیکو معین نہ کیا اور کہا کہ اس غلام پر یا اس غلام پر ص اور انمین سے ایک کم قیمت اور دوسرا بھاری قیمت نکلا
تو مہر مثل لازم ہوگا پس اگر مہر مثل اُسکا کم قیمت غلام سے بھی کم ہے تو اُسکو کم قیمت غلام ملیگا اور اگر اُسکا مہر مثل غلام بھاری
قیمت سے بھی زیادہ ہے تو اُسکو بھاری قیمت غلام ملیگا اور اگر اُسکا مہر مثل دونونکے درمیان میں ہے ف مثلاً کم قیمت غلام
کی قیمت سو روپے تھی اور بھاری قیمت کی دو سو اور اُسکا مہر مثل ڈیڑھ سو ہے ص تو مہر مثل لازم آویگا ف اور اس صورت
مین ڈیڑھ سو روپے دینا پڑینگے اور صاحبین کے نزدیک ہر صورت مین اُسکو کم قیمت غلام ملیگا ص اور اگر طلاق دیدیا اُسکو قبل وطی
کے تو سب صورتون مین اُسکو کم قیمت غلام کی نصف قیمت ملیگی اجماعاً ف اور اس صورت مین پچاس روپے اُسکو ملینگے ص اگر
نکاح کیا بدلے مین دو غلامونکے اور ایک اُنمین سے آزاد نکلا تو عورت کے واسطے وہی ایک غلام ہے اگر قیمت اُسکی دس درہم ہون ف
یا زیادہ ہون اور اگر دس درہم سے کم ہو تو خاوند کو چاہیے کہ دس پورے کردیوے ص اگر نکاح مین شرط کیا کہ عورت بکر ہو دے
اور پھر اُسکو ثیب پایا کل مہر دینا پڑیگا اور اگر نکاح مین گھوڑا یا کپڑا ہرات کا ف ہرات نام شہر کا ہے اور یہ قید اسواسطے لگائی ہے
کہ اگر فقط کپڑا مہر قرار دے اور کچھ نام بیان نکرے تو مہر مثل لازم آویگا جیسا کہ اوپر گذرا ص مہر مقرر کیا برابر ہے کہ اُسکے اور بھی
وصف بیان کیے ہون یا نہ کیے ہون یا کسی مکیل کو ف مکیل اُسکو کہتے ہین جو چیزین پیمانون مین ناپ کے بکتی ہین جیسے
گیہون ملک عرب مین ص یا موزونکو یعنی جو چیز وزن ہوکے فروخت ہوتی ہے مہر باندھا اور اُسکی جنس بیان کردی ف
یعنی یہ کہدیا کہ گیہون یا جو یا چنا یا جوار ص اور اُسکا وصف بیان نہین کیا ف کہ گیہون کس قسم کے اور کس قیمت کے

ص تو ان سب صورتوں میں جو چیز مقرر کی ہو وہی لازم آویگی میانہ درجہ کی یا قیمت اُسکی ف مثلاً گھوڑے کو مہر مقرر کیا اور اُسکی صفت بیان نہیں کی تو گھوڑا اوسط قیمت کا نہ بہت اعلی اور نہ بہت خسیس ہوے یا قیمت اُسکی دیدیوے اسیطرح مکیل اور موزون اور ثوب میں ص اور اگر مکیل اور موزون میں صفت بھی بیان کر دی تو جو مقرر کیا ہو وہی لازم آویگا اور نکاح فاسد میں بغیر وطی کے کچھ واجب نہیں ہوتا اگرچہ خلوت کی ہو اُسکے ساتھ اور اگر وطی کی تو مہر مثل لازم آویگا بشرطیکہ زیادہ نہو وے مہر معین پر اور اگر زیادہ ہو تو مہر معین لازم آویگا اور اُس عورت کے ولد کا نسب اُس مرد سے ثابت ہو جاویگا اور مدت اُسکی اگر وقت دخول سے وضع حمل تک چھ مہینے گذرے ہون امام محمد کے نزدیک اور اسی پر فتوی ہی اور اگر اس سے کم گذرے ہون تو نسب ثابت نہو گا ف اسواسطے کہ اقل مدت حمل کی چھ مہینے ہیں اور اسکا بیان آگے آویگا ص اور امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف کے نزدیک مدت نسب کا اعتبار وقت نکاح سے ہوگا جیسا کہ نکاح صحیح میں ف تو اگر نکاح کے وقت سے وضع حمل تک چھ مہینے گذرے ہین تو نسب ثابت ہو جاویگا ورنہ نہیں آور ہدایہ میں امام محمد کے قول کو اختیار کیا ہی اور وہی صحیح ہی اور موافق قیاس کے ہی ص اور مہر مثل عورت کا اُسکے باپ کی قوم سے اعتبار کیا جاویگا ف جیسے بہنیں اور پھوپھیاں اور پھوپھی کی بیٹیاں اور چچا کی بیٹیاں کیونکہ فرمایا حضرت عبد اللہ بن مسعود نے واسطے عورت کے مہر مثل اُسکی عورتوں کا ہی یعنی جو عورتیں مثل اُسکے ہیں اُنکا مہر دلایا جاویگا روایت کیا اسکو ترمذی نے اور معتبر اوراس سے باپ کے اقارب ہیں کذا فی فتح القدیر ص اور مہر مثل میں معتبر ہی کہ دونوں عورتیں وقت عقد نکاح کے سن میں اور حسن میں اور مال میں اور عقل میں اور دین میں اور شہر میں اور زمانے میں اور بکارت میں اور ثیابت میں برابر ہون تو اگر باپ کی قوم سے کوئی ان صفتوں کے ساتھ نہ ملا تو اور عورتیں جو غیر ہیں اُنسے اعتبار کرینگے اور نہ اعتبار کیا جاویگا مہر مثل ماں کے اور خالہ کے مہر سے مگر جب ماں اور خالہ اُسکے باپ کی قوم سے ہون جیسے اُسکے باپ کے چچا کی بیٹیاں ہون آور اگر ولی ضامن ہو جاوے خاوند کیطرف سے مہر کا تو درست ہی اگرچہ وہ عورت نابالغہ ہو آور عورت کو اختیار ہی کہ چاہے مہر اپنا ولی ضامن سے طلب کرے یا خاوند سے اور اگر ولی نے ادا کر دیا تو صحیح ہی اور ولی خاوند سے مجرا لیوے اگر خاوند کے حکم سے ضامن ہوا تھا اور اگر خاوند کے حکم سے ضامن نہیں ہوا تھا تو خاوند سے مجرا نہیں لے سکتا اور بیع میں یہ حکم نہیں تو اگر باپ نے اپنے نابالغ ولد کا مال بیچا اور قیمت کا ضامن ہوا تو ضمان صحیح نہو گا ف اور وجہ فرق اسکی اصل کتاب میں مذکور ہی ص اور عورت کو پہونچتا ہی کہ منع کرے خاوند کو جماع سے اگرچہ پیشتر مرد نے اُس سے وطی کی ہو یا خلوت کی ہو اُسکی رضا سے اور اس سے کہ خاوند اُسکو اپنے ساتھ سفر میں لیجاوے جب تک مہر معجل اپنا کل ہو یا بعض یا جو مہر معجل مین سے بالفعل دیا جاتا ہی اُس عورت کے مہر مثل سے موافق دستور کے نہ لے لیوے اور دونوں صورتوں میں خاوند پر نفقہ واجب رہیگا ف کیونکہ عورت اپنا حق طلب کرتی ہی اور کچھ ظلم نہیں کرتی کہ خاوند نفقہ نہ دیوے ص اور صاحبین کے نزدیک اگر خاوند اُس سے پیشتر وطی یا خلوت کر چکا ہی اُسکی رضامندی سے تو بعد اُسکے عورت کو اختیار منع کا باقی نہیں رہیگا اور یہی درست ہی عورت کو کہ قبل لینے اس مہر کے بغیر اذن خاوند کے سفر کرے یا کسی حاجت کو یا اپنے اقارب کی ملاقات کو جاوے اور بعد قبض کر لینے اس مہر کے درست نہیں ف کہ بغیر اذن خاوند کے سفر کرے یا کسی حاجت کو یا اپنے اقارب کی ملاقات کو جاوے ص اور اگر مہر معجل اور مؤجل بیان نہیں کیا گیا تو عورت کو منع وطی و سفر نہیں پہونچتا ہی واسطے لینے کل مہر کے اور جب مؤجل میں بعض بیچ کا

دستور ہی تو عورت کو منع نہین پہونچتا ہی واسطے قبض کر لینے کل مہر کے **ف** جبکہ جسقدر دستور ہی بالفعل دینے کا ہی اُسکے
لیے واسطے منع پہونچتا ہی جیسا کہ گذرا **ص** اسیطرح اگر کل مہر مؤجل ہو تو عورت کو حق منع مذکور نہین پہونچتا اسلیے
کہ اُسنے اپنے حق کو ساقط کر دیا اور اگر خاوند نے اسقدر مہر **ف** یعنی مہر معجل یا مؤجل مین سے جتنے دینے کا دستور ہی
ادا کر دیا تو پھر خاوند کو پہونچتا ہی کہ عورت کو اپنے ساتھ سفر مین لیجاوے ظاہر روایت مین **ف** کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی
اَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ یعنی رکھو اُنکو جہان تم رہو **ص** اور بعضون کے نزدیک خاوند کو بعد
ادا کے بھی سفر مین لیجانا نہین پہونچتا اور اسی پر فتویٰ دیا ہی فقیہ ابو اللیث رح نے **ف** اور اسی طرف مائل ہوئے ہین
بہت سے مشائخ جیسا کہ خزانے مین ہی اور اسی پر فتویٰ دیا جاویگا بوجہ فساد زمانے کے کہ غریب عورتون کو ضرر
پہونچتا ہی **ص** اور درست ہی کہ اُسکو لیجاوے ایسی جگہ پر کہ اُسکے مسکن سے وہان تک مدت سفر کم ہووے **ف**
یعنی تین دن تین رات سے کم ہووے **ص** اگر زوج اور زوجہ نے اختلاف کیا اصل مہر مین سو ایک نے کہا کہ
مہر معین نہین ہوا تھا اور دوسرے نے کہا معین ہوا تھا تو جو کہتا ہی کہ مہر معین ہوا ہی اگر وہ گواہ قائم کرے تو قول اُسکا
معتبر ہوگا اور اگر گواہ قائم نکرے تو جو کہتا ہی کہ مہر معین نہین ہوا ہی اُسکو قسم دلاوینگے اگر وہ قسم نکھاوے تو دوسرے
کا قول معتبر ہو جاویگا **ف** یعنی مہر معین کا اعتبار ہوگا **ص** اور اگر قسم کھالی تو مہر مثل واجب ہوگا اور یہ مذہب صاحبین کا
ہی اور امام صاحب کے نزدیک نکاح مین قسم نہ دینگے اور مہر مثل واجب ہوگا **ف** جس صورت مین وہ گواہ قائم نکرے
ص اگر اختلاف کیا مہر کے اندازے مین **ف** مثلاً خاوند نے کہا سو درہم تھے اور زوجہ نے کہا دو سو درہم
ص تو جو گواہ قائم کرے اُسکا قول قبول کیا جاویگا اور اگر کسی نے گواہ نہین قائم کیا تو مہر مثل کو دیکھینگے اگر مہر مثل خاوند
کے دعوے کے برابر یا کم ہی تو خاوند کا قول معتبر ہوگا ساتھ حلف کے اور اگر مہر مثل عورت کے دعوے کے برابر ہی یا عورت
کے دعوے سے زائد ہی تو قول عورت کا معتبر ہوگا ساتھ حلف کے اور اگر دونون نے گواہ قائم کیے اور مہر مثل سوافق
خاوند کے ہی یا کم اُس سے تو گواہ عورت کے مقبول ہونگے اور اگر مہر مثل موافق عورت کے ہی یا زیادہ تو گواہ خاوند کے مقبول ہونگے
اسواسطے کہ گواہ مشروع ہین واسطے اثبات اُن امور کے جو خلاف ظاہر ہین اور قسم مشروع ہی واسطے باقی رکھنے اصل کے
اپنی اصل پر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گواہ مدعی پر ہین اور قسم اُس شخص پر ہی جو انکار کرے **ف** اخراج کیا
اس حدیث کا بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور روایت کیا اُسکو امام احمد نے مسند مین اور معانی اس حدیث کے
صحاح ستہ مین موجود ہین اخراج کیا اُنکا مسلم اور اصحاب سنن نے **ص** اور اصل نکاح مین یہ ہی کہ مہر مثل سے ہو تو جو شخص دعویٰ
کریگا خلاف اسکے تو گواہ اُسکے قوی ہونگے اور اگر مہر مثل درمیان ہی خاوند اور عورت کے دعوے کے ہو **ف** مثلاً عورت
نے دو سو روپے کا دعویٰ کیا اور خاوند نے سو روپے کہے تھے اور مہر مثل ڈیڑھ سو ہی اور درمیان مین ہونے سے مراد یہ ہی کہ
مہر مثل خاوند کے دعوے کے موافق اور اُس سے کم بھی نہو اور عورت کے دعوے کے برابر اور اُس سے زیادہ بھی نہو بلکہ خاوند
کے دعوے سے زیادہ اور عورت کے دعوے سے کم جیسا کہ اس صورت مین ہی **ص** تو جو گواہ لاوے قول اُسکا معتبر ہوگا
اور اگر دونون گواہ لاوے مہر مثل لازم ہوگا اور اگر کوئی نہ لاوے تو دونون پر قسم آویگی اور جو قسم کھاوے تو اُسکا قول

معتبر ہوگا اور جو دونون نے قسم کھائی تو مہر مثل لازم آویگا یہ سب صورتین جب تھین کہ نکاح قائم ہوا ور اختلاف واقع ہو
مہر مین اور اگر خاوند نے طلاق دے دیا عورت کو قبل وطی کے **ف** اور اگر طلاق دیا بعد وطی کے تو اسکی صورت بعینہ
وہی ہو جب نکاح قائم ہو جیسا کہ گذرا **ص** بعد اسکے مہر کے اندازے مین اختلاف ہوا تو متعہ مثل لازم ہوگا یعنی متعہ مثل
اگر برابر نصف قدر دعوی مرد کے یا کم اس سے ہو پس قول مرد کا معتبر ہوگا اور اگر متعہ مثل برابر نصف قدر دعوی عورت
کے ہو یا زیادہ اس سے تو قول عورت کا معتبر ہوگا اور جو گواہ لاویگا قول اسکا معتبر ہوگا اور اگر دونون گواہ لائے اور متعہ
مثل **ف** یعنی جو اسکی ہمسر عورتون کو متعہ دیا جاتا ہو **ص** موافق مرد کے ہو تو عورت کے گواہون کا اعتبار ہوگا اور
اگر متعہ مثل موافق عورت کے ہو تو مرد کے گواہون کا اعتبار ہوگا **ف** اور دلیل اسکی اوپر گذری **ص** اور اگر
متعہ مثل درمیان مین دعوے زوج اور زوجہ کے ہو **ف** یعنی عورت کے دعوے سے کم اور مرد کے دعوے سے
زیادہ **ص** تو جو شخص گواہ لاوے قول اسکا معتبر ہوگا اور اگر دونون گواہ لائے تو متعہ مثل واجب ہوگا اور اگر دونون
گواہ نہ لائے تو جو قسم کھاویگا قول اسکا معتبر ہوگا اور اگر دونون نے قسم کھائی تو متعہ مثل واجب ہوگا **ف** اور
ان صورتون مین دعوی خاوند اور عورت کا بابت نصف مہر کے ہوگا کیونکہ طلاق قبل وطی کے ہو تو برابری اور کمی و زیادتی
نصف مہر کی ساتھ متعہ مثل کے دیکھی جاویگی **ص** اگر زوج مرگیا یا زوجہ مرگئی اور پھر اصل مہر یا اندازہ مہر مین اختلاف ہوا
تو حکم اسکا بعینہ ایسا ہو جیسے حالت حیات مین تھا اور جو زوج اور زوجہ دونون مرگئے اور نزاع پڑی اندازہ مہر مین تو خاوند
کے وارثون کے قول کا اعتبار ہوگا اور اگر نزاع پڑی اس بات مین کہ مہر معین ہوا تھا یا نہین ہوا تھا تو امام صاحب
کے نزدیک کچھ لازم نہ آویگا اور صاحبین کے نزدیک مہر مثل لازم آویگا اور اسی پر فتوی ہو **ف** کیونکہ مہر
مثل مرد کے ذمے پر ثابت ہوگیا تھا اور دین ہوگیا تھا تو مرنے سے ساقط نہوگا **ص** اگر خاوند نے عورت کو کوئی
چیز بھیجی بعد اسکے اختلاف ہوا عورت نے کہا کہ یہ ہدیہ اور تحفہ تھا اور خاوند نے کہا مہر تھا تو خاوند کا قول ساتھ حلف کے معتبر ہوگا
ف اسواسطے کہ خاوند تملیک کرنا ہو اس چیز کی زوجہ کو اور مالک کرنیوالا بہچانتا ہو جہت تملیک کو اور ظاہر ہو کہ تحفہ دینا واجب نہین اور مہر
واجب ہو اور غالباً سعی واجب کے ادا کرنے مین ہوتی ہو **ص** مگر جب وہ چیز ایسی ہو کہ اسکو جمع کرکے نہ رکھتے ہون جیسے روٹی اور جو کھانے
کے واسطے طیار ہو **ف** مثل گوشت وغیرہ کے **ص** برخلاف گیہون کے **ف** اور ایسا ہی آٹا اور زندہ بکری اور شکر بادام مصری وغیرہ مین

فصل نکاح ذمی کے بیان مین

ص اگر نکاح کیا ایک ذمی نے ذمیہ سے یا حربی نے حربیہ سے دار الحرب مین مہر لینے مین تردد کے یا بغیر مہر کے اور یہ
اسکے دین مین جائز ہووے اور جو جائز نہووے یا انکے دین مین یا واجب ہو مہر انکے نزدیک پس حکم عدم وجوب مہر کا نہوگا
اور پھر جو بروسے وطی کی یا طلاق دے دیا اسکو قبل وطی کے یا مرگیا تو امام صاحب کے نزدیک کچھ مہر لازم نہ آویگا **ف**
اسواسطے کہ ذمی ہمارے احکام کے پابند نہین دیانات مین جیسے نماز یا روزہ وغیرہ اور معاملات مین بھی ہمارے خلاف
اعتقاد رکھتے ہین مثلاً سود اور شراب کا بیچنا جائز رکھتے ہین تو ہمکو چاہیے کہ انکو ترک کردیں اور انکے مسائل سے متعرض نہون
برخلاف زنا کے کہ وہ سب دینون مین حرام ہو اور سود انکے عقود مین سے نکال لیا گیا ہو کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

اگر جو شخص سود لیوے تو اُسکے ہمارے درمیان مین عہد نہین ہی کہا زیلعی نے اس لفظ سے غریب ہی اور روایت ہی شعبی سے کہا کہ لکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے طرف اہل نجران کے اور وہ نصاریٰ تھے کہ جسنے تم مین سے بیع کی سود سے تو نہین ہی ذمہ اُسکے لیے اور روایت کی ابو عبید نے کتاب الاموال مین اور اُسمین ہی کہ جس شخص نے کھایا اُنمین سے سود تو وہ بیزار ہی اُس سے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ تو اس سے معلوم ہوا کہ ربا اُنکے نزدیک بھی حرام ہی ص اور اگر نکاح کیا اُنھون نے شراب معین یا کسی سور معین پر اور پھر زوج اور زوجہ دونون اسلام لائے یا ایک اُنمین سے اسلام آیا تو عورت کو جو معین تھا وہی ملیگا ف یعنی شراب اول صورت مین اور سور معین دوسری صورت مین ص اور اگر اُنھون نے شراب اور سور کو معین نہ کیا تو شراب کی قیمت لازم آویگی جب شراب ٹھہری ہو اور مہر مثل لازم آویگا سور کی صورت مین

ص باب غلام اور کافر کے نکاح مین

نہین جائز ہی نکاح غلام اور لونڈی کا مگر اپنے مولیٰ کے اذن سے اور جو بلا اذن سید کے نکاح کرین تو یہ نکاح موقوف ہوگا اگر سید اجازت دیوے تو جائز ہوجاویگا اور جو رد کرے تو باطل ہوگا ف اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جو غلام نکاح کرے بغیر اذن سید کے تو وہ زانی ہی روایت کیا اُسکو ابو داؤد اور ترمذی اور دارمی نے اور امام مالک رح کے نزدیک جائز ہی اور یہ حدیث اُنپر حجت ہی ص اور یہی حکم ہی مکاتب اور مدبر اور ام ولد کا ف یعنی ان سبکا بھی نکاح بلا اجازت مولا جائز نہین اور یہ نکاح موقوف ہی مالک کی اجازت پر اگر اجازت دیگا تو نکاح جاری ہوجاویگا اور اگر رد کریگا تو نکاح باطل ہوجاویگا ص تو اگر انھون نے نکاح کرلیا اپنے مالک کے اذن سے تو مہر عورت کا اُنپر واجب ہوگا اور غلام مہر کے قرضے مین بیچا جاویگا اور مکاتب اور مدبر نہ بیچے جاوینگے بلکہ سعی کرکے ادا کرینگے اور اگر غلام نے اذن طلب کیا اور مولیٰ نے کہا کہ اُسکو طلاق رجعی دیدے اجازت ثابت ہوجاویگی اسواسطے کہ طلاق رجعی بغیر جواز نکاح کے نہین ہوتا ہی اور اگر مولیٰ نے اتنا ہی کہا کہ طلاق دیدے یا چھوڑ دے تو اجازت نہوگی اور اگر مولیٰ نے غلام کو اذن دیا نکاح کا تو یہ اذن شامل ہوگا نکاح صحیح اور فاسد کو پس اگر نکاح فاسد کیا اور وطی کی تو وہ غلام مہر مین بیچا جاویگا اور اگر وطی نہین کی تو نکاح فاسد مین مہر لازم نہوگا ف اور نکاح صحیح مین لازم آویگا ص اور اگر جس عورت سے نکاح فاسد کیا تھا پھر اُسی سے دوسری بار نکاح صحیح کرے یا کسی اور عورت سے نکاح کرے تو مالک کی اجازت پر موقوف رہیگا کیونکہ اجازت مولیٰ کی اول نکاح فاسد پر تمام ہوگئی تھی اور اگر مولیٰ نے اپنے عبد ماذون کا نکاح کیا اور وہ قرضدار تھا نکاح صحیح ہی اور اُسکی جورو اُسکے مہر مثل مین برابر اور قرضخواہون کے ہوگی تو اگر اُس عورت کا مہر برابر تھا مہر مثل کے یا کم تو وہ غلام اگر بیچا جاویگا تو اُسکی قیمت اُس عورت اور قرضداروں پر موافق حصے کے تقسیم کردی جاویگی ف مثلاً قرض سو روپے تھے اور مہر بھی سو روپے تھے اور غلام پچاس روپے کو فروخت ہوا تو پچیس روپے قرضدارون کو اور پچیس عورت کو ملجاوینگے ص اور اگر اُسکا مہر زائد ہو مہر مثل سے تو وہ عورت حصہ اُس زائد مہر کے موافق نہ لیگی بلکہ اُسکے حق زائد کے دینے مین تاخیر کرینگے یہان تک کہ قرضدارون کا قرض پورا ہوجاوے ف مثلاً مہر مثل اُس عورت کا سو روپے تھے اور مہر معین اُسکے دو سو روپے ہین اور قرضدارون کا قرض بھی مقدار سو روپے کے ہی اور وہ غلام تین سو روپے کو فروخت

ہوا تو سو عورت کے دلا دیے جاوینگے اور سو قرضداروں کو تعلق اسکے جو ہوتے ہیں (ا ن کو عورت کے) دلا دینگے اور اگر سو سو کو بکا اور کچھ نہ بچا تو وہ رقم جو مہر مثل سے زائد ہے عورت کو نہ دلا دینگے **ص** اگر مولی نے اپنی لونڈی کا نکاح کسی شخص سے کر دیا تو وہ لونڈی اُس شخص کی ملک سے نہ نکلیگی اور وہ لونڈی اپنے مولی کی خدمت کرے اور خاوند جب وقت پاوے تو اُس سے وطی کر لیوے اور مولی پر واجب نہیں بیتوتت اور بیتوتت اسکو کہتے ہیں کہ مولی اُس لونڈی کے اور خاوند کے درمیان میں تخلیہ کر دیوے اور اُسکے واسطے کوئی جگہ معین کر دے اپنے مکان سے کہ خاوند کو اُس جگہ آنے سے کوئی ممانعت نکرے اور مولی اُس لونڈی سے خدمت نہ طلب کرے مگر خاوند پر نفقہ اُس لونڈی کا واجب ہوگا جب تک کہ مولی بیتوتت نکرے تو اگر مولی نے بیتوتت کی اور پھر اُس سے رجوع کر گیا تو صحیح ہوگا اور خاوند پر سے نفقہ ساقط ہو جاویگا اور اگر وہ لونڈی بغیر طلب مالک کے اُسکی خدمت کرے اور بیتوتت ہووے تو نفقہ خاوند سے ساقط ہوگا اور مولی کو پہونچتا ہے کہ اپنے غلام اور لونڈی کا جبراً نکاح کر دیوے بغیر اُنکی رضا کے اگر کسی عورت آزاد نے قبل وطی کے اپنے تئین آپ قتل کیا تمام مہر خاوند پر لازم آویگا اور اگر مولی نے اپنی لونڈی کو قبل اسکے کہ خاوند اُسکا اُس سے وطی کرے قتل کیا تو خاوند پر کچھ نہ لازم آویگا اور لونڈی کا خاوند اپنے سید کے اذن سے اُس سے عزل کرے **ف** عزل اسکو کہتے ہیں کہ وقت قرب انزال کے ذکر کو فرج عورت سے باہر کر لیوے تا انزال منی باہر ہووے اور اپنی لونڈی میں عزل بغیر اذن لونڈی کے جائز ہے ایسا ہی کہا ہے ابن عباسؓ نے اور یہی ماثور ہے عمرؓ سے کہ ذکر کیا اسکو کشف الغمہ میں اور آزاد عورت سے بغیر اُسکے اذن کے جائز نہیں کیونکہ مروی ہے حضرت عمرؓ بن الخطاب سے کہا کہ منع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ عزل کیا جاوے آزاد عورت سے مگر اُسکے اذن سے اخراج کیا اسکا ابن ماجہ نے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عزل میں مختلف احادیث وارد ہوئی ہیں بعض سے رخصت ثابت ہوتی ہے اور بعض سے کراہت اور اولی ترک ہے تصریح کی اُسکی امام نووی نے اور کشف الغمہ میں ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب اور عبد اللہ بیٹے اُنکے رضی اللہ عنہما مکروہ رکھتے تھے عزل کو اور کہا عبد الوہاب شعرانی نے فَحَاصِلُ الْأَمْرِ الْكَرَاهَةُ إِلَّا لِضَرُورَةٍ شَدِيدَةٍ **ص** اور جو لونڈی یا مکاتبہ لونڈی کسی غلام کے یا آزاد کے نکاح میں ہووے اور آزاد ہو جاوے تو اُسکو اختیار ہے **ف** اسواسطے کہ بریرہ لونڈی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جب آزاد ہوئی تو آپ نے اُس سے فرمایا کہ تو مالک ہوئی اپنے بضع کی تو اختیار کر لے کہا زیلعی نے تخریج ہدایہ میں اخراج کیا اس حدیث کا دارقطنی نے حضرت عائشہؓ سے اور روایت کیا اسکو ابن سعد نے طبقات میں اور اُسمیں ہے کہ فرمایا آپ نے قَدْ عَتَقَ بُضْعُكِ مَعَكِ فَاخْتَارِي اور یہ مرسل ہے شعبی پر اور مرسل ہمارے نزدیک حجت ہے علاوہ اسکے یہ حدیث صحیحین میں مروی ہے حضرت عائشہؓ سے اور اُسمیں ہے کہ اختیار دیا اُسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو اختیار کر لیا اُسنے اپنے نفس کو اور روایت نسائی میں ہے اِخْتَارِي یعنی اختیار کر لے تو **ص** اور امام شافعیؒ کے نزدیک اگر خاوند اُسکا آزاد ہے تو اُسکو اختیار نہوگا **ف** اور یہی مذہب ہے احمدؒ اور مالکؒ کا اور ذکر کیا کشف الغمہ میں ایک اثر ابن عمرؓ سے اس باب میں موافق امام شافعیؒ کے لیکن ترک کیا ہمنے اُس اثر کو اس سبب سے کہ روایت کی ابو داؤد نے باسناد صحیح حضرت عائشہؓ سے کہ بریرہ کا خاوند آزاد تھا جس وقت وہ آزاد ہوئی اور وہ اختیار دی گئی آخر حدیث تک

ط بسبب ... کرنے ... مہر ... عورت ... الا صل ۱۲ ...

اور ابن عباسؓ کی روایت میں ہی کہ وہ غلام تھا اور ایسا ہی ہی روایت حنفیہؒ میں اخراج کیا انکا اصحاب صحاح سے اُنہ نے صحیح حدیث حضرت عائشہؓ کو ہی کیونکہ وہ زیادہ واقف تھیں بریرہ کے حال سے بہ نسبت ابن عباسؓ کے اور اُسکے صحیح رواتیوں میں اتنا ہی ہی کہ خاوند اُسکا غلام تھا اور یہ کچھ اُسکے منافی نہیں کیونکہ وقت آزاد ہونے بریرہ کے کبھی وہ آزاد ہوا اور وہ جو ایک روایت میں ہی کہ خیار دی گئی تھی بریرہ اور خاوند اُسکا غلام تھا محمول ہی اور بریرہ کے مطلع ہونے ابن عباسؓ کے اُسکی آزادی سے اور ہمارے مذہب پر جمع بین الاحادیث بھی متحقق ہی برخلاف مذہب امام شافعیؒ کے ص اور اگر لونڈی سے نکاح کیا بدون اذن مالک کے اور پھر وہ آزاد ہو گئی تو نکاح نافذ ہو جاویگا اور اُسکو اختیار نہیں ہیگا اسواسطے کہ خود اُسی ہو گئی تھی ف برخلاف اُس صورت کے کہ نکاح کر دیا تھا اُسکا مالک نے کیونکہ اس صورت میں رضا اور عدم رضا اُسکی دونوں برابر ہیں ص اور جو مہر مقرر ہوا وہ اُسکے مالک کا ہی اگرچہ زائد ہو مہر مثل پر اگر وطی کے قبل آزاد ہوئی اور جو قبل وطی کے وہ آزاد ہو گئی تو مہر لونڈی کا ہی اور جس شخص نے وطی کی اپنے بیٹے کی لونڈی سے اور اُسکے اولاد ہوئی اور دعویٰ کیا اُسکا اُس شخص نے تو نسب اُس لڑکے کا اُس شخص سے ثابت ہو جاویگا اور وہ اُسکی ام ولد ہو جاویگی اور واجب ہوگی باپ پر قیمت اُسکی اسواسطے کہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تو اور مال تیرا واسطے باپ کے ہی ف مروی ہی یہ حدیث عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے کہ آیا ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اور کہا کہ میرا باپ میرے مال کا محتاج ہی تو فرمایا آپ نے تو اور مال تیرا واسطے والد تیرے کے ہی تحقیق کہ اولاد تمھاری اچھی کمائی ہی تمھاری کھاؤ اپنی اولاد کے کسب سے اخراج کیا اس حدیث کا ابو داؤد اور ابن ماجہ نے ص مفید ہی ملک الد کو بیٹے کے مال میں وقت حاجت کے تو قبل وطی کے وہ عورت ملک میں ہوگی باپ کے تاکہ وطی حرام نہووے پس واجب ہوگی قیمت اُسکی باپ پر اور مہر نہ لازم آویگا کیونکہ اُسنے اپنی لونڈی سے وطی کی ہی اور نہ لڑکے کی قیمت کیونکہ وہ لڑکا باپ کی ملک میں پیدا ہوا ہی اور یہی حکم دادا کا ہی بعد موت باپ کے نہ قبل باپ کے مرنے کے اور اگر باپ نے بیٹے کی لونڈی سے نکاح کر لیا صحیح ہی اور وہ اُسکی ام ولد نہو گی اور واجب ہوگا مہر نہ قیمت اُسکی اور لڑکا اُسکا آزاد ہوگا اسواسطے کہ وہ قرابت رکھتا ہی بیٹے سے اسلیے کہ لونڈی ملک بیٹے کی ہی پس بتبعیت اُسکے لڑکا بھی ملک بیٹے کا ہوگا اور جب ملک بھائی کا ہوگا تو آزاد ہو جاویگا ف کیونکہ اُسکا بھائی ہی ص کیونکہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص مالک ہو کسی ذی رحم محرم کا تو وہ آزاد ہو جاویگا اُسپر ف اخراج کیا اس حدیث کا ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے سمرہؓ سے ساتھ اس لفظ کے مَنْ مَلَكَ ذَا رَحِمٍ مَحْرَمٍ فَهُوَ حُرٌّ ص اگر زوجہ غلام کی آزاد ہی اور غلام کے مالک سے کہے کہ تو میرے خاوند کو بدلے میں ہزار درہم کے میری طرف سے آزاد کر اور مالک ایسا ہی کرے تو غلام عورت کی طرف سے آزاد ہو جاویگا اور نکاح فاسد ہوگا اسواسطے کہ وہ غلام عورت کی ملک میں آگر آزاد ہوا ہی خلاف زفرؒ کے کہ اُنکے نزدیک آزادی عورت کی جانب سے نہوگا بسبب نہونے ملک کے اور اس صورت میں ولاء غلام کی عورت کو ملیگی اسواسطے کہ اُسی نے آزاد کیا ہی ف اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ولاء اُسکے واسطے ہی جو آزاد کرے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے حضرت عائشہؓ سے ایک حدیث طویل میں ص اور اگر نیت کفارے سے کہا ہو تو یہ آزادی اُسکی کفارے سے ادا ہو جاویگی ف مثلاً عورت پر کفارہ قسم کا تھا اور اُسنے

نیت یہ کی کہ یہ غلام اُسی کے کفارے سے ادا کرتی ہوں تو کفارہ ادا ہو جاویگا **ص** اور اگر عورت یہ کہے کہ میری طرف
سے آزاد کر اور بدلے کا ذکر نہ کرے **ف** جیسا کہ ذکر کیا تھا اول صورت میں **ص** اور مالک آزاد کر دیوے تو
طرفین کے نزدیک نکاح فاسد نہوگا اور ولاء مالک کو ہوگی اور نزدیک امام ابو یوسف رح کے اس جگہ بھی نکاح فاسد ہوگا (بسبب ملک کے ۱۲)
اور ولاء عورت کو ہوگی **ف** اور دلیل اسکی اصل میں مذکور ہے **ص** اگر کافر نے کافرہ سے بغیر گواہوں کے
نکاح کیا یا دوسرے کافر کی عدت میں تھی اور کسی کافر نے نکاح کیا اور یہ اُنکے دین میں جائز ہے اور پھر دونوں اسلام
لائے ساتھی تو نکاح اپنے حال پر باقی رہیگا اور اگر نکاح کیا کافر نے کافرہ محرمہ سے **ف** یعنی جس سے اسلام میں نکاح
حرام ہے جیسے ماں سے یا بہن سے یا بیٹی سے **ص** اور پھر اسلام لائے تو اُنکے درمیان میں (جو دونوں ۱۲) تفریق کرا دیجاویگی **ف** کیونکہ
اتفاق کیا اسپر علمائے اُمت نے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا تھا طلاق کا فیروز دیلمی کو جب اسلام لائے
تھے اور اُنکے نکاح میں دو بہنیں تھیں روایت کیا اسکو ترمذی اور ابو داؤد نے **ص** اور لڑکا مسلمان ہوگا اگر کوئی اُسکے
ماں باپ سے مسلمان ہو اور اگر دونوں میں سے کوئی اسلام لایا تب بھی لڑکا اُسی کے تابع ہو جاویگا **ف** اسواسطے
کہ لڑکا تابع ہوتا ہے اُسکے جو ماں باپ میں سے از روے دین کے بہتر ہو کہا صاحب کشف الغمہ نے تھے ابن عباس ساتھ
اپنی ماں کے ضعفاے مسلمین سے اور نہ تھے ساتھ اپنے باپ کے کیونکہ وہ تھے اپنی قوم کے دین پر **ص** اور اگر لڑکا
مجوسی اور کتابی کے بیچ میں ہے تو تابع کتابی کا ہوگا **ف** اسواسطے کہ کتابی بہتر ہے مجوسی سے **ص** اگر زوج عورت مجوسی
کا یا عورت کافر کی اسلام لاوے تو قاضی دوسرے پر اسلام کو پیش کرے اگر وہ بھی اسلام لاوے تو نکاح پہلا ثابت رہیگا
اور اگر اسلام نہ لاوے تو اُن دونوں کے بیچ میں تفریق کرا دی جاویگی تو اگر قاضی نے اسلام پیش کیا ہے خاوند پر تو یہ تفریق طلاق
بائن کے شمار میں ہوگی اور اگر پیش کیا ہے عورت پر تو یہ تفریق طلاق نہوگی کیونکہ طلاق عورت کی طرف سے نہیں ہوتا **ف**
اور جاننا چاہیے کہ اگر خاوند مجوسی یا کتابی ہے بعد اسلام عورت کے اُسپر اسلام عرض کرنا ضرور ہوگا اور اگر عورت مجوسی ہے تو
بھی یہی حکم ہے اور اگر کتابی ہے تو پیش کرنا اسلام کا اُسپر ضرور نہیں کیونکہ نکاح اہل کتاب کی عورتوں سے جائز ہے **ص** اگر خاوند
مسلمان ہوگیا اور عورت بعد پیش کرنے اسلام کے مسلمان نہوئی تو اگر وطی نہیں کی تو خاوند پر کچھ لازم آویگا **ف**
اسواسطے کہ عورت کی طرف سے طلاق نہیں ہوتا تو نصف مہر بھی لازم نہوگا **ص** اور اگر وطی کی ہے تو کل مہر لازم آویگا
اور اگر عورت اسلام لائی اور خاوند نے انکار کیا تو اگر وطی نہیں کی تو نصف مہر لازم ہوگا **ف** کیونکہ یہ طلاق ہے (یعنی تفریق ہوگی ۱۲) قبل وطی
کے **ص** اور اگر وطی کی ہے تو کل مہر لازم آویگا اور اگر دار الحرب میں زوج یا زوجہ اسلام لائے تو جب تک عورت کو تین حیض
نہو جاوینگے قبل اسلام دوسرے کے فرقت نہوگی **ف** اور یہی ماثور ہے تابعین سے **ص** اگر خاوند کتابیہ کا مسلمان ہوا
تو زوجہ کتابیہ اُسی کی رہیگی اور بائنہ ہوجاویگی تباین دارین سے نہ قید سے اگر کوئی زوج یا زوجہ میں سے کہ دونوں کافر تھے مسلمان
ہو کے دار الحرب سے دار الاسلام میں آیا درمیان اُن دونوں کے فرقت ہو جاویگی یا قید ہو کے آیا ہو اور جو دونوں قید ہو کے
آوینگے تو فرقت نہوگی اور جو عورت ہجرت کر کے دار الاسلام میں آوے بائنہ ہو جاویگی بلا عدت مگر درصورتیکہ وہ عورت حاملہ ہے
تو اُس سے وطی نہ کرینگے جب تک وضع حمل نہو **ف** اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن عورتوں میں جو

[illegible]

مقید ہوئی تھین غزوۂ اوطاس مین کہ نہ وطی کیجاوے جنا ماسیہ تاانکہ وضع کرین حمل اپنا اخراج کیا اسکا ابو داؤد نے مین اور دارقطنی نے ص اگر زوج یا زوجہ کوئی انمین سے مرتد ہوگیا معاذ اللہ فوراً بے حکم قاضی کے نکاح فسخ ہو جاویگا تو اگر عورت وطی کی گئی ہی تو اسکے لیے کل مہر ہی اور جو نہین وطی کی تو جس صورت مین خاوند مرتد ہوگیا تو عورت کے لیے نصف مہر ہی اور اگر عورت مرتد ہوگئی تو خاوند پر کچھ نہ لازم آویگا ف اور جو وطی کی ہی تو ہر صورت مین کل مہر لازم آویگا ص اور اگر زوج (در صورت عدم وطی ۱۲) (مرد ہو یا عورت ۱۲) زوجہ دونون ساتھ ہی مرتد ہوگئے اور پھر دونون ساتھ ہی ایک ہی وقت مین اسلام لائے تو نکاح باقی رہیگا اور اگر کوئی دوسرے کے پہلے اسلام لایا تو نکاح فاسد ہوا

ص باب القسم

جب ایک مرد کی دو بیویان آزاد ہووین تو واجب ہی عدل انکے درمیان مین قسم مین ف قسم اسکو کہتے ہین کہ خاوند کھانے پینے پہننے مین اور رات کو رہنے مین اپنی عورتون کے بیچ مین قسمت کر دیوے ص اسمین بکر اور ثیب برابر ہی ف اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جسکی ہون دو عورتین اور جھکا وہ ایک کی طرف آویگا قیامت کے دن کہ ایک جانب اسکا جھکا ہوگا روایت کیا اسکو امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور دارمی نے حضرت ابی ہریرہؓ سے کہا شیخ ابن حجر نے اسناد اسکی صحیح ہی اور یہ حدیث عام ہی شامل ہی بکر اور ثیب کو اور روایت ہی حضرت عایشہؓ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باری بانٹتے تھے واسطے اپنی عورتون کے پھر عدل کرتے اور فرماتے ای اللہ یہ بانٹ میری ہی جسمین مختار ہون مین سو ملامت نکر مجھے جسمین تو مختار ہی مین نہین یعنی اگر دل کا میلان کسی کی طرف زیادہ ہو تو ناچاری ہی مگر قسمت مین برابری کرتا ہون اخراج کیا اسکا چارون عالمون نے اور صحیح کیا اسکو ابن حبان اور حاکم نے ص اور نئی اور پرانی اور اسی طرح مسلمہ اور کتابیہ برابر ہی ف اور دلیل ہمارا اطلاق اس حدیث کا ہی جو مروی ہوئی اور ایمہ ثلثہ باقیہ کے نزدیک اگر نئی عورت بکر ہو تو سات راتین برابر اسکے پاس رہے اور اگر ثیب ہی تو تین راتین پھر بعد اسکے قسمت کرے کیونکہ روایت ہی انسؓ سے کہا سنت ہی کہ جب نکاح کرے ایک مرد باکرہ کو ثیب پر تو ٹھہرے اس پاس سات راتین پھر برابر بانٹے اور جب نکاح کرے شوہر ثیب کو تو ٹھہرے اس پاس تین راتین پھر بانٹے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے اور یہ لفظ بخاری کا ہی اور روایت ہی ام سلمہؓ سے کہ جب نکاح کیا انسے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ٹھہرے ان پاس تین راتین اور فرمایا نہین تجھے تیرے اہل پر ذلت اگر چاہے تو تو سات دن رہون تجھ پاس اور اگر سات دن رہون تجھ پاس تو سات سات دن رہونگا اور عورتون پاس اخراج کیا اسکا مسلم نے ص اور لونڈی اور مکاتبہ اور ام ولد اور مدبرہ کو نصف حرہ کا ہی ف یعنی قسمت مین برابری حرہ کی نکریگی کیونکہ اشعۃ اللمعات مین ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آزاد عورت کے واسطے دو دن ہین اور لونڈی کے واسطے ایک دن اور روایت ہی حضرت علیؓ سے فرماتے تھے جب نکاح کی جاوے حرہ لونڈی پر تو واسطے حرہ کے دو ثلث ہین اور واسطے لونڈی کے ایک ثلث روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ اور عبد الرزاق اور دارقطنی اور بیہقی نے اور کہا شیخ ابن الہمام نے کہ ایسا ہی حکم کیا حضرت ابو بکر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نے اور حجت پکڑی امام احمد نے حضرت علیؓ کے اثر سے اور ابن حزم نے جو اسکو ضعیف کیا بسبب منہال بن عمرو کے اور ابن ابی لیلی کے تو یہ کچھ نہین اسواسطے کہ وہ دونون ثقہ ہین حافظ ہین اور زیلعی نے تخریج ہدایہ مین لکھا ہی کہ روایت کی بیہقی نے ایسی ہی سعید بن المسیب اور سلیمان بن یسار سے کہ حرہ جب قائم کی جاوے اور سوکن ہووے لونڈی کی تو اسکے واسطے دو دن ہین اور لونڈی کے واسطے ایک دن ص اور نہین حق ہی عورتون کا قسمت مین جب سفر کرے زوج (یعنی سوت ۱۲) تو جس عورت کو چاہے سفر مین لیجاوے

اور قرعہ واجب نہین **ف** اور امام شافعیؒ اور احمدؒ کے نزدیک نہین جائز ہی خاوند کو کہ نکلے سفر کو اور لیجاوے کسی عورت کو مگر اور عورتون کی رضا سے یا قرعہ سے اور امام ابو حنیفہؒ بیہ فرماتے ہین کہ عورتون کا حق نہین وقت سفر کرنے خاوند کے کیونکہ خاوند کو جائز ہی کہ سفر کرے اور کسی عورت کو ساتھ نہ لیجاوے تو اسی طرح اسکو جائز ہی کہ ایک کو کسی مین سے لیجاوے **ص** اور قرعہ بہتر ہی **ف** یعنی مستحب ہی کیونکہ کہا حضرت عائشہؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ارادہ کرتے تھے سفر کا قرعہ ڈالتے اپنی عورتون مین پھر جس عورت کا نکلتا حصہ نکلتے اسکو لیکر روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے **ص** اور اگر اپنا حصہ اپنی سوکن کو راضی ہوکے دیدیوے تو درست ہی **ف** کیونکہ ہدایہ مین ہی کہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ رجعت کر لیجیے آپ مجھسے اور کر دیجیے دن میرا واسطے حضرت عائشہؓ کے اور کہا زیلعی نے تخریج مین کہ اس سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طلاق دیا ہو سودہؓ کو اور یہ نہین پایا ہمنے کسی حدیث مین انتہی اور صحیح روایتون مین یہ مذکور ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسکے طلاق کا ارادہ کیا تھا اور انھون نے اپنا دن بخش دیا حضرت عائشہؓ کو اور کہا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روک رکھیے مجھکو شاید کہ مین تمھاری عورتون سے ہون جنت مین اور مرقات مین ہی کہ امام محمد بن الحسنؒ نے کہا کہ پونہچا ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ کہا آپ نے واسطے سودہؓ کے عدت کر تو سودہؓ نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ رجعت کر لیجیے آپ مجھسے اور ایسی ہی روایت کی بیہقیؒ نے عروہ سے مرسلاً اور اسی سے شاید اخذ کیا ہی صاحب ہدایہ نے اور اصح روایت وہ ہی جو صحیحین مین ہی حضرت عائشہؓ سے بیشک سودہؓ بنت زمعہ نے بخشدیا دن اپنا یعنی باری اپنی عائشہؓ کو اور رکھتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بانٹتے حضرت عائشہؓ کے لیے دن اُنکا اور ایک دن سودہؓ کا اور روایت ہی حضرت ابن عباسؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات کی اور نو عورتین آپکی تھین اور قسمت کرتے تھے اُنکے بیچ مین آٹھ عورتون کے لیے اور عطا سے منقول ہی کہ وہ عورت جسکے واسطے قسمت نتھی صفیہؓ تھین آخر تصریح کی محققین نے کہ وہ عورت سودہؓ تھین اور یہ کلام عطا کا محمول ہی اوپر غلطی ابن جریج راوی کے **ص** اور پھیر اگر اُس سے اولٹ جاوے تو درست ہی **ف** اسواسطے کہ یہ حق اُسکا ہی

ص کتاب الرضاع

تھوڑا اور بہت دودھ پینا اگرچہ ایک بار ہووے جب مدت رضاع مین ہووے رضاع ثابت کرتا ہی **ف** اور امام شافعیؒ کے نزدیک نہین ثابت ہوتی حرمت رضاع سے مگر جب پانچ بار ہووے کیونکہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہین حرام کرتا ہی ایک دو دفعہ چوسنا روایت کیا اسکو مسلم نے حضرت عائشہؓ سے اور ایک روایت مین مسلم کی ہی لَا تُحَرِّمُ الْإِمْلَاجَةُ وَلَا الْإِمْلَاجَتَانِ یعنی نہین حرام کرتا ہی ایک دو بار کا نچوڑنا کہا صاحب ہدایہ نے دلیل ہماری قول اللہ تعالیٰ کا ہی وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ مِنَ الرَّضَاعَةِ الآیۃ اور یہ عام ہی قلیل و کثیر کو اور قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ یعنی حرام ہوتا ہی رضاع سے جو حرام ہوتا ہی نسب سے اخراج کیا اسکا بخاری و مسلم نے ابن عباسؓ سے اور یہی مروی ہی ابن عباسؓ سے کہ وہ فرماتے تھے جو ہووے دو سال کے اندر اگرچہ ایک بار ہووے تو وہ حرام کر دیتا ہی اور حضرت ابن عمرؓ کو پونہچا کہ ابن الزبیر اثر بیان کرتے ہین حضرت

له ولفظه عن عروة ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم طلق سودة فلما خرج الى الصلوة امسكت بثوبه فقالت والله ما لي الى الرجال من حاجة ولكني اريد ان احشر في ازواجك قال فراجعها وجعل يومها لعائشة انتهى ۱۲

له یعنی اپنی باری کے ۱۲

عائشہؓ سے تحقیق کہ نہیں حرام کرتی ہے رضاعت جب تک سات بار نہ چوسے تو کہا عبد اللہ بن عمرؓ نے قول اللہ تعالیٰ کا بہتر ہے قول حضرت
عائشہؓ سے فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ اور نہیں ذکر کیا ایک بار یا دو بار چوسنے کو اخراج کیا ان دونوں
اثروں کا عبد الوہاب شعرانی نے کشف الغمہ میں ص مدت رضاع کی امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک دو برس چھ مہینے ہیں ف اور
صاحبین کے نزدیک دو برس اور یہی قول ہے حضرت امام شافعیؒ کا اور امام زفرؒ کے نزدیک تین برس کہا صاحب ہدایہ نے دلیل صاحبین کی قول
اللہ تعالیٰ کا ہے وَحَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا اسواسطے کہ مدت حمل کی چھ مہینے ہیں تو فصال کے واسطے دو برس رہے اور قول رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لَا رَضَاعَ بَعْدَ حَوْلَيْنِ نہیں ہے رضاعت بعد دو برس کے اور بلوغ المرام میں ہے کہ اخراج کیا اسکو دارقطنی اور
ابن عدی نے ابن عباسؓ سے اور تفسیر مظہری میں ہے کہ روایت کیا اسکو ابن الجوزی نے بھی اور لفظ اسکا یہ ہے لَا رَضَاعَ اِلَّا مَا كَانَ
فِي الْحَوْلَيْنِ نہیں ہے رضاعت مگر جو ہو دو سال کے بیچ میں اور کہا دارقطنی نے کہ رجال اسکے صحیح ہیں مگر ہیثم بن جمیل اور وہ ثقہ ہے
حافظ ہے توثیق کی اسکی احمد اور عجلی اور ابن حبان نے اور بعضوں کے نزدیک رضاع ساری عمر میں باقی رہتا ہے اور یہی ثور ہے حضرت عائشہؓ سے
لیکن رد کیا انکے اس عمل کو اور ازواج مطہرات نے اور کہا کہ سنتے تھے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہیں حرام کرتا ہے رضاع مگر جو چیرے
آنت کو اور ہووے قبل دودھ چھڑانے کے اور بھی سنتے تھے کہ فرمایا آپ نے نہیں رضاع ہے مگر جو ہو دو سال میں اور نہیں یتیمی ہے بعد احتلام
کے ذکر کیا یہ کشف الغمہ میں ص اور بعد اس مدت کے رضاع نہیں ثابت ہوتا ف کیونکہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے کہ فرمایا
حضرت عمرؓ نے نہیں رضاع ہے مگر جو دو برس کے اندر ہووے حالت صغر میں اور روایت کی طبرانی نے معجم صغیر میں حضرت علیؓ سے کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں رضاع ہے بعد دودھ چھڑانے کے اور نہیں یتیمی ہے بعد جوان مضبوط ہونے کے اور روایت کی
بغوی نے شرح السنہ میں مثل اسکے اور روایت کی عبد الرزاق نے حضرت علیؓ سے مرفوعاً لَا رَضَاعَ بَعْدَ الْفِصَالِ نہیں رضاع
ہے بعد دودھ چھڑانے کے اور روایت کی ابن عدی نے کامل میں اور ابو داؤد طیالسی نے جابرؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے لَا رَضَاعَ بَعْدَ فِصَالٍ وَلَا يُتْمَ بَعْدَ احْتِلَامٍ یعنی نہیں رضاع ہے بعد دودھ چھڑانے کے اور نہیں یتیمی ہے بعد احتلام
کے اور جامع ترمذی میں ہے حضرت ام سلمہؓ سے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں حرام کرتی ہے رضاعت مگر وہ رضاعت
کہ چیرے آنت کو اور ہو پہلے دودھ چھڑانے کے اور صحیح کیا اسکو ترمذی نے اور حاکم نے اور سنن ابو داؤد میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے نہیں ہے رضاعت مگر وہ کہ پھیلاوے ہڈی کو اور پیدا کرے گوشت کو اور کشف الغمہ میں ہے کہ فرماتے تھے زہری ہمیشہ فتوی
دیتی تھیں حضرت عائشہؓ اس بات پر کہ نہیں حرام کرتا ہے رضاع بعد دودھ چھڑانے کے یہاں تک وفات ہوئی انکی ص اور جس عورت نے
دودھ پلایا وہ اس لڑکے کی ماں ہو جاتی ہے اور اسکا شوہر کہ جسکے سبب سے اس عورت کا دودھ ہے باپ ہو جاتا ہے تو حرام ہوگا اس سے جو حرام ہوتا ہے
نسب سے ف کیونکہ صحیح بخاری میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حرام ہوتا ہے رضاعت سے جو حرام ہوتا ہے نسب سے اور
ایک روایت میں ہے بخاری کی يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعِ مَا يَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ اور ایک میں ہے اِنَّ اللهَ حَرَّمَ مِنَ الرَّضَاعِ مَا
حَرَّمَ مِنَ النَّسَبِ ص مگر بہن نسبی کی مادر رضاعی یا بھائی نسبی کی ماں رضاعی یا بھائی اور بہن رضاعی کی ماں نسبی یا بھائی اور بہن
رضاعی کی مادر رضاعی کہ یہ سب حرام نہیں ف اور بہن نسبی کی مادر نسبی یا بھائی نسبی کی مادر نسبی حرام ہے جیسا کہ اوپر گذرا
ص اور اسیطرح حرام نہیں اپنے بیٹے کی رضاعی بہن اور نسبی حرام ہے کیونکہ بیٹے کی بہن نسب سے یا اپنی بیٹی ہوگی یا ربیبہ ہوگی اور دونوں

حرام ہیں اور رضاع میں ایسا نہیں اور یہی نہیں حرام ہو اپنے بیٹے کی جدّہ رضاع سے اور نسب سے حرام ہو کیونکہ وہ یا اپنی ماں ہوگی یا اپنی
عورت موطوءہ کی ماں اور دونوں حرام ہیں اور رضاع میں ایسا نہیں اور اسیطرح نہیں حرام ہو مادر رضاعی اپنے چچا اور پھوپھی کی اور
مادر رضاعی اپنے ماموں اور خالہ کی عمرو کے واسطے اسواسطے کہ ماں نسبی چچا اور پھوپھی کی یا زوجہ یا موطوءہ دادا یا نانا کی ہوگی اور وہ
حرام ہیں اور رضاعی ایسی نہیں اور نہ بھول تین صورتوں مذکورہ کو ان سب میں اور یہ سب عورتیں مذکورہ مرد پر حرام نہیں جب
رضاع سے ہوں اور عورت کیواسطے نہیں حرام ہو اپنے بیٹے رضاعی کا بھائی اور جاننا چاہیے کہ اسکا ذکر اوپر ہو چکا کیونکہ اوپر کہا کہ
مرد پر ماں رضاعی بھائی کی درست ہو تو وہ مرد اس عورت کے رضاعی بیٹے کا بھائی ہوگا **ف** مثلاً زینب کا رضاعی بیٹا زید ہے اسکا
عمرو بھائی ہو تو عمرو کے بھائی کی ماں زینب ہوگی اور اسکا ذکر اوپر ہو چکا **ص** اور جاننا چاہیے کہ رضیع یعنی شیرخوار پر مرضعہ یعنی جو
عورت کہ دودھ پلاتی ہو اور اسکا خاوند کہ جس سے اسکا دودھ ہو اور ان دونوں کی قوم سب حرام ہو جاویگی مثل نسب کے **ف**
تو خاوند مرضعہ کا اس شیرخوارہ پر حرام ہو اور اسیطرح اسکا بھائی کیونکہ وہ شیرخوارہ کا چچا ہوگا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
واسطے عائشہؓ کے البتہ داخل ہو تیرے اوپر افلح کیونکہ وہ چچا تیرا ہے رضاعت سے روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے **ص** اور مرضعہ پر فقط
شیرخوار کا خاوند اگر وہ عورت ہو اور اسیطرح مرضعہ کے خاوند پر شیرخوار کی بیوی اگر وہ مرد ہو اور شیرخوار کی فروع یعنی اسکی اولاد
ان دونوں پر حرام ہو جاویگی اور قاعدہ اسکا اس بیت میں ہے **بیت** از جانب شیرزہ ہمہ خویش شوند ٭ وز جانب شیرخوارہ زوجان
و فروع ٭ **ف** یعنی دودھ پلانے والی اور اسکا خاوند مع اولاد اور باپ دادا اور ماں بہنوں انکے کے شیرخوار کے خویش ہو جاوینگے
مثل نسب کے اور شیرخوار اور اسکی بیوی یا خاوند مع اپنی اولاد کے فقط خویش ہو جاوینگے دودھ پلانے والی اور اسکے خاوند کے
ص جائز ہو کہ نکاح کرے مرد اپنے بھائی رضاعی کی بہن سے جیسا کہ جائز ہو کہ نکاح کرے اپنے بھائی نسبی کی بہن سے اور مثال اسکی
یہ ہو کہ ایک شخص کا بھائی علاتی ہو اور اسکی ایک بہن ہو اخیافی تو اس شخص کو درست ہو کہ اوس سے نکاح کرے
ف اور اگر اوسکی بہن حقیقی ہو یا علاتی یا اخیافی ہو تو اوسکو درست نہیں **ص** اگر ایک لڑکے اور لڑکی نے مدت
رضاع میں ایک عورت کی پستان سے دودھ پیا تو حرمت رضاع کی ثابت ہو جاوے گی اور وہ مانند بھائی بہن کے
ہوں گے اور اگر دونوں نے مل کے کسی بکری کا **ف** یا گاے یا اونٹنی کا **ص** دودھ پیا تو وہ بھائی بہن
نہوں گے اگر دودھ عورت کا پانی سے یا دوا سے یا بکری وغیرہ کے دودھ سے مل گیا تو اگر غالب دودھ عورت
کا ہی تو حرمت رضاع ثابت ہوگی ورنہ نہیں اور اگر دوسری عورت کے دودھ سے مل گیا تو بھی جس عورت کا دودھ
غالب ہو اوس سے حرمت رضاع ثابت ہوگی **ف** اور دوسری عورت سے جسکا دودھ مغلوب ہو حرمت ثابت نہوگی اور بعض
روایات میں ہو کہ اوس سے بھی حرمت رضاع ثابت ہوجاویگی واسطے احتیاط کے اور اگر دودھ برابر ہیں تو دونوں سے حرمت ثابت ہوگی
اسواسطے کہ کوئی دوسرے پر غالب نہیں **ص** اگر عورت کے شیر کو طعام میں ملایا تو اسکے کھانے سے حرمت رضاع کی ثابت
نہوگی **ف** اگرچہ دودھ غالب ہو کھانے پر اور صاحبین کے نزدیک جب غالب ہوگا تو حرمت رضاع ثابت ہوگی کذا فی الہدایہ
ص اگر کسی مرد کی پستان سے دودھ نکلا تو اسکے پینے سے حرمت رضاع ثابت نہوگی جیسے کہ کسی شخص کو مدت رضاع میں
عورت کے دودھ سے حقنہ دیا **ف** تو حرمت رضاع ثابت نہوگی **ص** اور اگر کسی عورت بکر کی پستان سے دودھ

۱ یعنی دونوں رضاعی یا اول رضاعی ثانی نسبی یا بالعکس ۱۲

نکلا یا عورت مردہ کی اور کسی شخص نے اسکو مدت رضاع مین پیا تو حرمت ثابت ہوگی ف لیکن خاوند اُس بکر کا جب
طلاق اسکو دیوے اور عدت گذر جاوے تو شیرخوارہ پر حرام نہوگا پس درست ہے بکر کے خاوند کو جب اُس سے وطی نہ کی ہو اور طلاق
دیوے کہ اُس شیرخوارہ سے نکاح کر لے ص اگر کسی شخص نے ایک بڑی عورت سے اور ایک شیرخوارہ سے نکاح کیا اور اُس بڑی
بیوی نے اپنی سوکن شیرخوارہ کو دودھ اپنا پلا دیا تو دونون عورتین خاوند پر حرام ہوجاوینگی ف اسواسطے کہ خاوند
جامع ہوویگا درمیان عورت اور اُسکی رضاعی بیٹی کے اور یہ درست نہیں آور عنایہ مین لکھا ہے کہ بڑی عورت
تو ساری عمر حرام ہے اور شیرخوارہ بھی اسیطرح اگر بڑی عورت سے وطی کی ہے اور اگر وطی نہیں کی تو درست ہے خاوند کو کہ پھر اُس شیرخوارہ
سے نکاح کرے ص تو اگر بڑی عورت سے وطی نہیں کی ہے تو اسکو کچھ مہر نہین ف اور اگر وطی کی ہے تو کل مہر لازم ہوگا ص
اور شیرخوارہ کو آدھا مہر ملیگا اور خاوند اُس آدھے مہر کو اُس دودھ پلانے والی سے پھیر لیوے اگر اُسنے قصدًا واسطے فساد کے
دودھ پلایا تھا اور اگر واسطے فساد کے نہیں پلایا تھا ف بلکہ وہ شیرخوارہ بھوکی تھی یا اور کوئی سبب ہوا ص تو خاوند
اُس سے نہ پھیریگا اور رضاع ثابت نہیں ہوتا ہے مگر دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتون کی گواہی سے

ص کتاب الطلاق

ف فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت ناپسند حلال چیزون مین اللہ کے نزدیک طلاق ہے روایت
کیا اسکو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے اور صحیح کیا اسکو حاکم نے اور کہا ابوحاتم نے کہ یہ حدیث مرسلًا صحیح ہے اور طلاق تین قسم
ہے ایک حسن اور دوسرے احسن اور تیسرے بدعی تو ص طلاق احسن یہ ہے کہ مرد اپنی عورت کو ایک طلاق دیوے
اُس طہر مین جسمین اُس سے جماع نہ کیا ہووے اور چھوڑ دیوے اُسکو یہانتک کہ گذر جاوے عدت اُسکی ف
اسواسطے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم تھے مستحب جانتے اس بات کو کہ نہ زیادہ کرین ایک طلاق پر یہانتک کہ گذر جاوے
عدت اور یہ اس بات سے افضل تھا اُنکے نزدیک کہ طلاق دے مرد عورت کو تین بار ہر طہر مین ایک طلاق ذکر
کیا اسکو کشف الغمہ مین اور مروی ہے ابراہیم نخعی سے کہ دوست رکھتے تھے صحابہ یہ کہ طلاق دیوے عورت کو ایکبار
پھر چھوڑ دیوے اُسکو یہانتک کہ حائضہ ہو تین بار روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے ص اور طلاق حسن یہ ہے کہ
غیر موطوءہ کو ایک طلاق دیوے برابر ہے کہ حیض مین دے یا طہر مین اور موطوءہ کو تین طلاق جدا جدا ہر طہر مین جسمین وطی
نہ کی ہو اگر اُس عورت کو حیض آتا ہو ف اور امام مالکؒ کے نزدیک یہ بھی بدعت ہے بلکہ نہیں مباح ہے مگر ایک طلاق
اور دلیل ہماری حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ کی ہے تحقیق کہ طلاق دیا انھون نے اپنی عورت کو اور وہ حائض تھین پھر
ارادہ کیا کہ اور دو طلاق دیوین وقت دو حیضون کے سو پہونچا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سو کہا کہ نہیں ایسا حکم کیا تجکو
اللہ تعالی نے بیشک تو نے خطا کی سنت سے اور سنت یہ ہے کہ استقبال کرے تو طہر کا تو طلاق دے تو نزدیک ہر طہر کے
سو حکم کیا مجکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سو رجعت کی مین نے اپنی عورت سے اور فرمایا آپنے جسوقت کہ وہ پاک ہو جاوے تو
چاہے طلاق دے اسکو اور چاہے روک رکھ سو کہا مین نے اے رسول اللہ کیا دیکھتے ہین آپ اگر تین طلاق دون مین اسکو تو پھر مجکو
رجعت حلال ہے فرمایا کہ نہیں بائنہ ہوجاویگی وہ تجسے اور ہوویگا گناہ روایت کیا اسکو دارقطنی نے اور ابن ابی شیبہ نے

عطاء خراسانی

مصنف میں حسن سے انھوں نے ابن عمرؓ سے اور تعلیل کی اسکی بیہقی نے ساتھ عطاء خراسانی کے اور کہا کہ لاتا ہے وہ
زیادتیان ایسی کہ نہیں متابعت کیا جاتا اُنپر اور وہ ضعیف ہے نہیں قبول کیجاویگی وہ حدیث کہ منفرد ہو وہ اسکے ساتھ
کہا شیخ ابن الہمام نے کہ تعلیل بیہقی کی مردود ہے کیونکہ متابعت کی عطاء کی شعیب بن زریق نے سنداً و متناً روایت کیا
اسکو طبرانی نے معجم میں **ص** اور اگر حیض نہ آتا ہو آئسہ ہو یا صغیرہ ہو یا حاملہ ہو تو ہر مہینے میں ایک طلاق دے
اور جائز ہے طلاق دینا ان تینوں کو بعد وطی کے بھی اور طلاق بدعی یہ ہے کہ تین طلاق یا دو طلاق یکبارگی یا دو بار ایک
طہر میں دیوے اور رجعت نکرے درمیان انکے **ف** تو اگر ایسا کیا تو طلاق واقع ہو جاویگا اور طلاق دینے والا
گنہگار ہوگا اور دلیل اسکی وہ حدیث ابن عمرؓ کی گذری اور مروی ہے سنن ابوداؤد میں کہا حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے واسطے
ایک مرد کے کہ تین طلاق دیے تھے اسنے اپنی عورت کو بائنہ ہوگئی وہ عورت تجھسے اور تو نے نافرمانی کی اپنے رب کی اور
روایت کی طحاوی نے کہ ایک شخص نے سو طلاق دیے اپنی عورت کو کہا ابن عباسؓ نے نافرمانی کی تو نے اپنے رب کی اور بائنہ
ہوگئی عورت تیری تجھسے اور مروی ہے مانند اسکے موطاے مالکؒ میں حضرت ابن عباسؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ سے اور روایت
کی عبدالرزاق نے علقمہ سے کہا کہ آیا ایک شخص طرف ابن مسعودؓ کے سو کہا کہ طلاق دیا میں نے اپنی عورت کو ننانوے طلاق سو کہا
ابن مسعودؓ نے کہ تین طلاق واقع ہیں اور باقی زیادتی ہے اور مروی ہے مانند اسکے موطا میں اور سنن ابوداؤد میں حضرت ابوہریرہؓ
اور ابن عباسؓ سے بھی اور ابن عمرؓ سے اور روایت کی وکیع نے اعمش سے انھوں نے حبیب بن ثابت سے کہا کہ آیا ایک شخص حضرت
علیؓ کے پاس تو کہا کہ ہزار طلاق دیے میں نے اپنی عورت کو فرمایا کہ بائنہ ہوگئی وہ تجھسے ساتھ تین طلاق کے اور تقسیم کر دے تو
باقی طلاقوں کو اپنی عورتوں پر اور روایت کی وکیع نے معاویہ بن ابی یحیی سے کہا کہ آیا ایک شخص طرف عثمان بن عفانؓ کے
اور کہا کہ ہزار طلاق دیے میں نے اپنی عورت کو تو فرمایا کہ بائنہ ہوگئی وہ تجھسے ساتھ تین طلاق کے اور روایت کی عبدالرزاق
نے عبادہ بن صامتؓ سے کہ طلاق دیے انکے باپ نے اپنی عورت کو ہزار تو آئے عبادہ اور پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم سے فرمایا آپ نے وہ بائنہ ہوگئی تین طلاق سے ساتھ معصیت کے اور باقی رہے نوسو ستانوے زیادتی اور ظلم اگر چاہے
اللہ عذاب کرے اسپر اور اگر چاہے بخش دے اور روایتیں کیے طحاوی نے اس باب میں اور آثار حضرت انسؓ اور حضرت
عمر بن الخطابؓ سے بھی اور امام شافعیؒ کے نزدیک تین طلاق ایکبارگی دیدینا جائز ہیں اور بعضوں کے نزدیک اگر تین
طلاق ایکبار دیگا تو ایک طلاق واقع ہوگا اور یہی آثار ان سب پر حجت ہیں **ص** یا ایک طلاق دے اس
طہر میں جسمیں وطی کی ہو **ف** اور حرام کہا اس طلاق کو حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے ذکر کیا اسکو کشف الغمہ میں **ص**
یا ایک طلاق دے موطوءہ کو حیض میں **ف** اور دلیل اسکی وہی حدیث ابن عمرؓ کی ہے جو اوپر گذری اور اسکی حرمت
پر اجماع ہے لیکن طلاق واقع ہو جاویگا **ص** اور واجب ہے رجعت اسمیں سو جب پاک ہووے حیض سے تو طلاق دیوے اسکو
اگر چاہے **ف** اسواسطے کہ حدیث ابن عمرؓ میں ہے سو رجوع کرے اس عورت سے پھر طلاق دیوے اسکو پاکی میں
یا حمل میں روایت کیا اسکو مسلم اور اصحاب سنن نے اور یہی قول ہے امام شافعیؒ کا ایک روایت میں اور مبسوط
میں ہے کہ فرمایا امام ابوحنیفہؒ نے جسوقت کہ پاک ہو جاوے اس حیض سے جسمیں طلاق دیا ہے پھر حائضہ ہووے پھر پاک ہووے

تواب اُسکو طلاق دے اور یہ بھی مذکورہ حدیث ابن عمر میں اخراج کیا اُسکا بخاری و مسلم نے اور یہی قول ہی امام مالک اور احمد کا اور مشہور ہی مذہب شافعی کا **ص** اگر کسی شخص نے اپنی عورت موطوءہ کو کہا کہ تجکو تین طلاق ہین سنت کے طریق پر بغیر نیت کے تو ہر طہر مین ایک طلاق واقع ہوگا اسواسطے کہ طلاق مسنون یہی ہی اور اگر نیت کی کہ تینون طلاق ابھی پڑجاوین **ف** یا ہر طلاق ایک ایک مہینے مین **ص** تو صحیح ہی یعنی تینون طلاق **ف** اول صورت مین **ص** ابھی پڑجاوینگے **ف** اور دوسری صورت مین ہر مہینے مین ایک طلاق پڑیگا **ص** اور امام زفرؒ کے نزدیک نیت نہین صحیح ہوگی کیونکہ یہ طلاق بدعی ہی اور اسنے لفظ مسنون کا کہا تھا اور ہمارے نزدیک اس صورت مین معنی مسنون کے یہ ہونگے کہ تین طلاق کا ایکبار واقع ہونا مذہب اہل سنت کا ہی کیونکہ روافض کے نزدیک تین طلاق ایکبار نہین واقع ہوتے **ف** اور وہ جو حدیثین اوپر ہمنے ذکر کین دلالت کرتی ہین اُنکے بطلان مذہب پر **ص**

فصل

اور واقع ہوتا ہی طلاق ہر خاوند عاقل بالغ کا غلام ہو یا آزاد اگرچہ نشے مین مست ہو **ف** اور امام شافعیؒ کے نزدیک جو شخص مست ہو اُسکا طلاق نہین واقع ہوتا کیونکہ فرمایا حضرت عثمانؓ نے نہین ہی واسطے مجنون اور مست کے طلاق اور تھے ابن عباسؓ فرماتے کہ طلاق مست کا اور مکرہ کا جائز نہین اور دلیل ہماری وہ ہی جو روایت کی مالکؒ نے موطا مین تحقیق کہ سعید بن المسیب اور سلیمان بن یسار پوچھے گئے مست کے طلاق سے سو کہا انھون نے جسوقت کہ طلاق دے مست جائز ہوگا طلاق اُسکا اور اگر قتل کریگا قتل کیا جاویگا کہا مالکؒ نے کہ یہی حکم ہی نزدیک ہمارے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے تحقیق کہ عمرؓ نے جائز رکھا طلاق مست کا عورتون کی گواہی سے اور بھی نکالا ابن ابی شیبہ نے عطا اور مجاہد اور حسن اور ابن سیرین اور ابن المسیب اور عمر بن عبدالعزیز اور سلیمان بن یسار اور نخعی اور زہری اور شعبی سے کہ کہا ان سبنے جائز ہی طلاق مست کا اور بھی اخراج کیا حکم سے کہ کہا انھون نے جو اللہ کیطرفؑ سے مست ہی سو اُسکا طلاق جائز نہین اور جسکو وسیلان نے مست کیا ہی سو طلاق اُسکا جائز ہی اور کشف الغمہ مین ہی کہ حضرت علیؓ جائز رکھتے تھے طلاق مست کا اور عتاق اُسکا اور کافی ہین حضرت علیؓ واسطے تقلید کے اور ہمارے مذہب مین سے بھی بعض علما اسطرف گئے ہین کہ طلاق نہین واقع ہوگا مست کا اور یہی مختار ہی کرخی اور طحاوی کا **ص** اور گونگے کا طلاق اشارے سے واقع ہوگا **ف** یعنی اُس اشارے سے جو طلاق کے واسطے مقرر ہی اور اسکا بیان انشاء اللہ آخر کتاب مین آویگا **ص** اور نہین واقع ہوگا طلاق صبی کا **ف** کیونکہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے کہ کہا انھون نے نہین جائز ہی طلاق لڑکے کا اور روایت کی عبدالرزاق نے حضرت علیؓ سے کہ فرمایا انھون نے نہین جائز ہی طلاق واسطے لڑکے کے اور کشف الغمہ مین ہی کہ کہا شعبیؒ نے نہین جائز ہی طلاق لڑکے کا یہانتک کہ بالغ ہووے **ص** اور مجنون کا **ف** اسواسطے کہ جامع ترمذی مین ہی حضرت عائشہؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر طلاق جائز ہی مگر طلاق معتوہ کا یعنی جو مغلوب العقل ہو اور اسکی اسناد مین عطاء بن عجلان ہی کہا ترمذی نے کہ وہ ذاہب الحدیث ہی یعنی بھول جاتا ہی حدیث کو اور کہا حضرت عثمانؓ نے کہ نہین طلاق ہی واسطے مجنون کے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُٹھایا گیا قلم تین سے سونے والے سے جب تک جاگے اور لڑکے سے جب تک سیانا ہووے اور مجنون سے جب تک

ہوش مین آوے یا افاقہ پاوے روایت کیا اسکو امام احمد اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رض سے اور صحیح کیا اسکو حاکم نے **ص** اور نائم یعنی اُس شخص کا جو سوتا ہی **ف** اسواسطے کہ سوتا شخص بھی غیر مختار ہی تو وہ بھی مانند مجنون کے ہی اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کُلُّ طَلَاقٍ جَائِزٌ اِلَّا طَلَاقُ الصَّبِيِّ وَالْمَجْنُوْنِ یعنی ہر طلاق جائز ہی مگر طلاق لڑکے اور مجنون کا روایت کیا اسکو صاحب ہدایہ نے اور کہا زیلعی نے تخریج مین قلت حدیث غریب اور حدیث حضرت عائشہ رض کی جو جامع ترمذی مین ہی اُسکے معنون مین ہی اور واقع ہی طلاق مکرہ کا یعنی جو شخص زبردستی کیا گیا ہو طلاق پر اور امام شافعی کے نزدیک واقع نہین ہوتا اور ذکر کیے صاحب کشف الغمہ نے آثار اس باب مین حضرت ابن عباس رض اور ابن عمر رض سے جنسے ثابت ہوتا ہی کہ طلاق مکرہ کا نہین واقع ہوتا اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ اللہ نے معاف کیا ہماری اُمت سے چوکنا اور بھولنا اور زبردستی سے کسیکی کام کرنا روایت کیا اسکو ابن ماجہ اور حاکم نے ابن عباس رض سے اور کہا ابو حاتم نے کہ یہ ثابت نہین اور کہا زیلعی نے تخریج ہدایہ مین کہ ہماری دلیل وہ ہی جو اخراج کیا عقیلی نے اپنی کتاب مین صفوان بن عمرو طائی سے تحقیق کہ ایک مرد سوتا تھا سو کھڑی ہوئی عورت اُسکی اور لی ایک چھری اور چڑھی اپنے مرد کے سینے پر اور رکھدیا چھری کو اُسکے حلق پر اور کہا کہ یا تو دے مجکو تین طلاق ورنہ ذبح کرونگی تجکو تو قسم دی اُس مرد نے اللہ کی اُس عورت کو اور انکار کیا اُسنے تب تین طلاق دیے اُسکو اُس مرد نے پھر آیا وہ شخص طرف نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور ذکر کیا یہ تو فرمایا آپ نے کہ نہین رجوع ہی طلاق مین یعنی طلاق واقع ہوگیا اب نہین پھریگا اور یہ حدیث مرسل ہی اور روایت کیا اُسکو عقیلی نے مسنداً ایک شخص سے صحابہ مین سے کہا ابن القطان نے مرسل احسن ہی مسند سے کیونکہ مرسل کی اسناد مین بقیہ اور نعیم بن حماد نہین ہین

طلاق مکرہ

اور مرسل مین اسمعیل بن عیاش ہی اور وہ روایت کرتا ہی شامیین سے لیکن اسناد مین اُسکی غازی بن جبلہ غیر معروف ہی اور منکر کہا اُسکی حدیث کو ابو حاتم نے اور بخاری نے طلاق مکرہ مین آور تنقیح مین ہی کہ کہا بخاری نے حدیث صفوان اصم کی بعض صحابہ سے طلاق مکرہ کے باب مین منکر ہی نہین متابعت کی گئی اُسپر لیکن قطع نظر اسکے بہت سے آثار صحابہ ہمارے موید وارد ہوے ہین روایت کی عبد الرزاق نے ابن عمر رض سے کہ جائز رکھا انھون نے طلاق مکرہ کا اور بھی روایت کی شعبی اور نخعی اور زہری اور قتادہ اور ابی قلابہ سے کہ ان سب نے جائز رکھا طلاق مکرہ کا اور بھی اخراج کیا عبد الرزاق نے سعید بن جبیر سے کہ انھون نے کہا کہ اہل اسلام مین طلاق مکرہ کا جائز ہی **ص** اور سید کا اپنے غلام کی بیوی پر **ف** کیونکہ ملک نکاح حق غلام کا ہی تو اسقاط اُس حق کا غلام کے لیے ہوگا نہ مولی کے لیے آور کشف الغمہ مین ہی کہ فرمایا حضرت عبد اللہ بن عمر رض نے جس شخص نے اذن دیا اپنے غلام کو نکاح کا تو طلاق غلام کے ہاتھ مین ہی اور نہین اُسکے غیر کے قبضے مین آور بھی ذکر کی اس باب مین موافق اسکے حدیث مرفوع ابن عباس رض سے **ص** اور طلاق عورت آزاد کا تین تک ہی اور لونڈی کا دو تک **ف** اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طلاق لونڈی کے دو ہین اور عدت اُسکی دو حیض مین روایت کیا اسکو ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ اور دارمی نے حضرت عائشہ رض سے اور اسناد مین اُسکی مظاہر بن اسلم ضعیف ہی کہا زیلعی نے کہ روایت کیا حدیث عائشہ رض کو حاکم نے مستدرک مین اور صحیح کیا اسکو اور نقل کی ذہبی نے میزان مین تضعیف مظاہر بن اسلم کی ابی عاصم نبیل اور یحیی بن معین اور ابو حاتم رازی

اور بخاری سے اور نقل کی توثیق اُسکی ابن حبان سے اور بھی روایت کیا اُسکو ابن ماجہ نے ابن عمرؓ سے اور بزار
اور طبرانی اور دارقطنی نے اور صحیح کیا دارقطنی نے وقف اُسکا اور ضعیف کیا اُسکے رفع کو بسبب عمر بن شبیب مسلی کے
اور وہ ضعیف ہے نہین حجت پکڑی جاویگی اُس سے اور بھی روایت کیا اُسکو حاکم نے مستدرک مین حضرت ابن عباسؓ سے
اور کہا صحیح ولم یخرجاہ اور روایت کی دارقطنی نے ابن عمرؓ سے تحقیق کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جسوقت کہ ہو
لونڈی نکاح مین ایک مرد کے اور وہ طلاق دے اسکو پھر خرید لیوے اُسکو تو نہین حلال ہو واسطے اُسکے یہانتک کہ نکاح
کرے دوسرے خاوند سے اور اسناد مین اسکی سلم بن سالم ہے تکذیب کی اُسکی ابن المبارک نے اور کہا یحیی بن معین نے
لیس حدیثه بشیء اور ایسا ہی کہا سعدی نے اور روایت کی شافعیؒ نے حضرت عمرؓ سے کہ نکاح کرے غلام دو عورتوں سے
اور دو طلاق دے اور عدت کرے لونڈی دو حیض سے تو اگر حیض آتا ہو اُسکو تو دو مہینے سے یا ڈیڑھ مہینے سے اور
اخراج کیا اُسکا بیہقی نے معرفت مین طریق شافعیؒ سے اور دارقطنی نے سنن مین **ص** اگرچہ خاوند اُن دونون کے خلاف
اُنکے ہون یعنی اگر عورت لونڈی ہے اور خاوند اُسکا آزاد یا غلام ہے تو خاوند مالک دو طلاق کا ہوگا اور اگر عورت حرہ ہے
اور خاوند اُسکا غلام یا آزاد ہے تو وہ مالک تین طلاق کا ہوگا اور امام شافعیؒ کے نزدیک جب لونڈی کا خاوند حر ہو تو مالک تین
طلاق کا ہے اور اگر حرہ کا خاوند غلام ہو تو مالک دو طلاق کا ہے پس اعتبار طلاق مین عورت کا ہے یعنی اُسکے آزاد یا لونڈی ہونیکا
ہمارے نزدیک اور امام شافعیؒ کے نزدیک اعتبار مرد کا ہے یعنی اُسکے آزاد یا غلام ہونیکا **ف** اور دلیل ہماری قول
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے کہ لونڈی کے دو طلاق ہین اور عدت اُسکی دو حیض مین تو معلوم ہوا کہ طلاق عورتون
کے اعتبار سے ہے اور بھی روایت کی امام محمدؒ نے **اخبرنا** ابراهیم بن یزید المکی قال سمعت عطاء بن
ابی رباح یقول قال علی بن ابی طالب الطلاق بالنساء والعدة بهن یعنی طلاق عورتون کے اعتبار سے ہے
اور عدت بھی انھین کے اعتبار سے ہے اور یہی قول ہے عبداللہ بن مسعودؓ کا اور امام شافعیؒ کے نزدیک طلاق مردون کے اعتبار
سے اور عدت عورتون کے اعتبار سے ہے کیونکہ ہدایہ مین ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ طلاق ساتھ
مردون کے ہے اور عدت ساتھ عورتون کے ہے اور یہ حدیث مرفوعاً غریب ہے لیکن روایت کیا اُسکو ابن ابی شیبہ نے
موقوفاً ابن عباسؓ پر اور طبرانی نے معجم مین موقوفاً ابن مسعودؓ پر اور کہا ابن الجوزی نے کہ یہ کلام ابن عباسؓ کا ہے اور بھی اخراج
کیا اُسکا عبدالرزاق نے موقوفاً اوپر عثمانؓ اور زید بن ثابتؓ اور ابن عباسؓ کے اور روایت کی عبدالرزاق نے نافع سے
انھون نے ام سلمہؓ سے کہ اُنکے غلام نے دو طلاق دیے اپنی عورت حرہ کو تو پوچھا اس باب مین ام سلمہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم سے تب فرمایا آپ نے حرام ہوگئی اُسپر یہانتک کہ نکاح کرے دوسرے خاوند سے اور روایت کیا اُسکو
طبرانی نے طریق عبدالرزاق سے اور اس باب مین اور آثار ہین جو مؤید ہین مذہب امام شافعیؒ کو مذکور ہین بعض
مؤطا مین امام مالکؒ کے اور بعض کشف الغمہ مین شیخ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے

ص باب طلاق واقع کرنے کے بیان مین

طلاق دو قسم ہے ایک صریح اور وہ اُس لفظ سے ہوتا ہے کہ سوا ے طلاق کے اور کسی مین استعمال نہین کیا جاتا جیسے

کہے تو طالق ہے یا تو مطلقہ ہے **ف** ساتھ تشدید اور فتح لام کے **ص** یا طلاق دیا مین نے تجکو اور ان صورتون مین ایک طلاق رجعی واقع ہوگا اگرچہ نیت نہ کی ہو یا نیت طلاق بائن کی ہو یا ایک سے زیادہ طلاقون کی اور اگر کہا کہ تو طلاق ہے یا تو طالق الطلاق ہے یا تو طالق طلاقًا ہے اور کچھ نیت نہین کی یا نیت کی ایک طلاق کی یا دو طلاق کی تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگا اور اگر تین طلاق کی نیت کی تو اگر وہ عورت حرہ ہے تین طلاق واقع ہوجاوینگے اور لونڈی مین دو طلاق بمنزلے تین طلاق کے ہین حرہ مین **ف** تو اگر جورو لونڈی ہو اور یہ الفاظ کہے اور نیت کی دو طلاق کی دو واقع ہوجاوینگے کیونکہ لونڈی بعد دو طلاق کے ایسی ہوجاتی ہے کہ حرہ بعد تین طلاق کے اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طلاق لونڈی کے دو طلاق ہین روایت کیا اسکو اصحاب سنن نے اور اوپر ذکر اسکا گذرا **ص** اگر طلاق کی نسبت کی طرف تمام عورت کے مثلاً کہا کہ تو طالق ہے یا اسکے ایسے جز کی طرف کہ اُس جز سے کل کی تعبیر کرتے ہین جیسے کہا سر تیرا یا گردن تیری یا روح تیری یا بدن تیرا یا منہ تیرا یا فرج تیری طالق ہے تو ان سب صورتون مین طلاق واقع ہوگا **ف** اسواسطے کہ یہ ایسے لفظ ہین کہ انسے تمام بدن سے تعبیر کی جاتی ہے لیکن سر سو اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صَدَقَةُ الْفِطْرِ صَاعٌ مِنْ تَمْرٍ اَوْ قَمْحٍ عَنْ كُلِّ رَأْسٍ یعنی صدقہ فطر کا ایک صاع ہے کھجور سے یا گیہون سے ہر آدمی پیچھے تو آدمی کو راس ارشاد فرمایا اور لیکن گردن سو اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ غلام یا لونڈی سے تعبیر کی ساتھ رقبہ کے اور لیکن روح تو اسواسطے کہ عرب کہا کرتے ہین هَلَكَتْ رُوحُهُ ہلاک ہوئی روح اُسکی یعنی نفس اُسکا اور بدن تو ظاہر ہے اور لیکن منہ تو اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهُ اپنی ذات کی تعبیر منہ سے فرمائی اور لیکن فرج سو اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لَعَنَ اللّٰهُ الْفُرُوجَ عَلَى السُّرُوجِ یعنی لعنت کی اللہ تعالیٰ نے اُن فروج کو جو زین پر ہین عورتون سے تعبیر فرمائی ساتھ فروج کے کہ جمع فرج کی ہے اور اس حدیث کو ذکر کیا صاحب ہدایہ نے اور کہا زیلعی نے تخریج مین غریب جدًا لیکن اخراج کیا ابن عدی نے کامل مین ابن عباسؓ سے مرفوعًا تحقیق کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا صاحبات فروج کو کہ سوار ہووین زینون پر اور اُسکی اسناد مین علی بن ابی علی قرشی ہے کہا ابن عدی نے مجہول ہے اور بہر حال اس لفظ حدیث سے مطلب ثابت نہین ہوتا انتہی ما قال الزیلعی **ص** اور اگر نسبت کی طلاق کی اُس جز کی طرف جو شائع ہے بدن مین جیسے کہا کہ نصف تیرا یا ثلث تیرا طالق ہے تب بھی طلاق واقع ہوگا اور اگر کہا ہاتھ تیرا یا پیر تیرا یا پیٹھ یا پیٹ تیرا طالق ہے تو طلاق واقع نہوگا اور یہی ظاہر ہے **ف** کیونکہ ان اعضا سے تعبیر کل بدن کی نہین کرتی **ص** اور بعضون کے نزدیک پیٹھ یا پیٹ کی طرف نسبت کرنے سے طلاق واقع ہوگا اور اگر کہا کہ تجکو آدھا طلاق ہے یا تہائی طلاق ہے یا ایک طلاق سے دو تک یا ایک اور دو کے بیچ مین تو ایک طلاق واقع ہوگا اور اگر کہا کہ تجکو ایک طلاق سے تین طلاق تک یا جو درمیان ہین ایک طلاق سے تین طلاق تک ہے تو دو طلاق واقع ہونگے اور اگر کہا کہ تجکو تین نصف ہین دو طلاق کے تو تین واقع ہونگے اور اگر کہا کہ تین نصف ہین ایک طلاق کے دو طلاق واقع ہونگے اور بعضون کے نزدیک تین **ف** اور دلیل اسکی اصل مین مذکور ہے **ص** اور اگر کہا کہ تجکو ایک طلاق ہے دو طلاق مین تو ایک واقع ہوگا برابر ہے کہ نیت ضرب کی کرے یا نکرے **ف** ضرب فن حساب مین اُسے کہتے ہین کہ ایک عدد کو دوسرے کے شمار پر بڑھاوین

پہلے عدد کو مضروب اور دوسرے کو مضروب فیہ کہتے ہین اور جو حاصل ہو اُسے حاصل ضرب کہتے ہین مثلاً ۳ کو ۱۰ مین ضرب کرنا یہ ہے کہ ۳ کو ۱۰ جگہ جمع کر لین کہ ۳۰ ہوتے ہین تو ۳ مضروب اور ۱۰ مضروب فیہ اور ۳۰ حاصل ضرب ہوئے ص اور اگر نیت کی کہ ایک اور دو طلاق ہین تو موطوءہ مین تین طلاق واقع ہونگے اور غیر موطوءہ مین ایک طلاق واقع ہوگا جیسا کہ واقع ہوتا ہے ایک طلاق اگر کہا غیر موطوءہ کو تجکو ایک اور دو طلاق ہین اور اگر نیت کی ایک طلاق کی ساتھ دو طلاق کے تو تین واقع ہونگے ف چاہے وہ عورت موطوءہ ہو یا نہو ص اور اگر کہا کہ تجکو دو طلاق ہین دو طلاق مین اور نیت کی ضرب کی دو طلاق واقع ہونگے ف اور چار واقع نہونگے جیسا کہ وہ حاصل ضرب ہے ص اگر کہا کہ تجکو اس جگہ سے طلاق ہے شام تک ایک طلاق رجعی واقع ہوگا اور اگر کہا کہ تجکو طلاق ہے مکے مین یا گھر مین تو ایک طلاق بالفعل واقع ہوگا اور اگر کہا کہ تجکو طلاق ہے جب تو مکے مین داخل ہو یا گھر مین داخل ہو تو جب تک مکے یا گھر مین داخل نہوگی طلاق واقع نہوگا اور اگر کہا کہ تجکو طلاق ہے کل یا کل کے روز مین تو جسوقت کل کی فجر ہوگی طلاق واقع ہوجاویگا اور دوسری صورت مین ف یعنی جب کہا کہ تجکو طلاق ہے کل کے روز مین ص اگر نیت عصر کی کریگا تو صحیح ہوجاویگی اور عصر کے وقت طلاق واقع ہوگا نہ اول صورت مین اگر کہا کہ تجکو طلاق ہے آج کل مین یا کل آج مین تو اول صورت مین آج ہی اور دوسری صورت مین کل کے روز طلاق پڑیگا ف حاصل یہ ہے کہ جس لفظ کو اول ذکر کریگا اُسی مین طلاق پڑیگا ص اگر کہا کہ تجکو طلاق ہے قبل اسکے کہ نکاح کرون مین تجسے یا تجکو طلاق ہے کل روز گذشتہ مین اور نکاح آج کیا طلاق واقع نہوگا اور کہنا اُسکا لغو ہوگا ف اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہین طلاق ہے قبل نکاح کے روایت کیا اسکو بغوی نے شرح السنۃ مین حضرت علی رض سے اور دوسری حدیث مین ہے کہ نہین طلاق ہے اُسمین جسکا مالک نہین روایت کیا اُسکو ترمذی اور ابوداؤد نے ص اگر کسی عورت سے روز گذشتہ کے اول نکاح کیا اور آج کے روز اُس سے کہا کہ تجکو طلاق ہے روز گذشتہ مین طلاق ابھی واقع ہوجاویگا اور اگر کہا کہ تجکو طلاق ہے جب تک کہ مین تجکو طلاق ندون اور پھر چپ رہا طلاق پڑجاویگا اور اگر کہا کہ تجکو طلاق ہے اگر مین تجکو طلاق ندون تو آخر عمر مین زوج یا زوجہ کے طلاق پڑیگا ف کیونکہ شرط اُسی وقت پائی گئی اور طلاق ندینا اُسکا متحقق ہوا ص اگر کہا کہ تجکو طلاق ہے جسوقت کہ مین تجکو طلاق ندون بعد اُسکے پھر کہا کہ تو طالق ہے تو اخیر کے قول سے طلاق پڑجاویگا تو اگر کہا کہ تجکو تین طلاق ہین جسوقت کہ مین تجکو طلاق ندون تو طالق ہے تو ایک ہی طلاق واقع ہوگا ف اسواسطے کہ اگر عورت سے کہے کہ تو طالق ہے تو ایک ہی طلاق واقع ہوتا ہے جیسا کہ اوپر گذرا ص اگر کسی شخص نے اپنی عورت سے کہا أَمْرُكِ بِيَدِكِ يَوْمَ يَقْدُمُ زَيْدٌ ف یعنی جس روز کہ زید آوے تو تجکو اختیار ہے ص اور زید رات کو آیا طلاق واقع نہوگا ف اور اصل مین اس مقام پر تفصیل کی ہے اور رہنے دی اُسکو اس وجہ سے کہ عوام فہم سے متجاوز تھی ص اور اگر کہا يَوْمَ أَتَزَوَّجُكِ فَأَنْتِ طَالِقٌ ف یعنی جس دن نکاح کرون مین تجسے تو تو طالق ہے ص اور نکاح کیا رات کو طلاق واقع ہوجاویگا ف اور دلیل اسکی اصل مین مسطور ہے ص اگر کسی مرد نے دوسرے کی لونڈی سے نکاح کیا اور اُس سے کہا کہ تجکو دو طلاق ہین جب تجکو تیرا مالک آزاد کرے اور مالک نے آزاد کیا تو دو طلاق پڑجاوینگے اور خاوند کو رجوع جائز ہوگا اسواسطے کہ بعد آزاد ہونے اُسکے یہ دو طلاق واقع ہونگے اور بعد آزاد ہونیکے

خاوند مالک تین طلاق کا ہوجاتا ہے اور اگر مولی نے اپنی لونڈی سے کہا کہ جب کل کا روز آوے تو تو آزاد ہے اور اُسکے خاوند نے کہا کہ جب کل کا روز آوے تو تجکو دو طلاق ہین اور کل کا روز آگیا تو دو طلاق پڑجاوینگے اور خاوند کو رجوع جائز نہوگا اور امام محمد کے نزدیک رجوع جائز ہے اور عدت اُسکی سب کے نزدیک تین حیض ہونگے اگر وہ حائضہ ہو اور تین مہینے اگر وہ آئسہ ہو جیسے عدت حرہ کی ہے اگر خاوند نے اپنی عورت سے کہا کہ مین تجسے جدا ہون یا کہا کہ مین تجپہ حرام ہون جو نیت طلاق کی کی تو ایک طلاق بائن واقع ہوگا اور اگر کہا کہ مین تیری طرف سے طالق ہون کچھ واقع نہوگا اگرچہ نیت طلاق کی بھی ہو اور اگر کہا کہ تجکو ایک طلاق ہے یا نہین یا تجکو طلاق ہے ساتھ موت میری کے یا تیری موت کے تب بھی کچھ واقع نہوگا اگر کوئی زوج زوجہ مین سے ایک کا مالک ہوگیا یا اُسکے ایک حصے کا تو نکاح باطل ہوجاویگا بغیر طلاق کے **ف** لیکن جب خاوند مالک ہوگیا عورت کا تو اسواسطے کہ اب ملکت یمین خاوند کو حاصل ہوئی تو ملک نکاح لغو ہوجاویگی اور اگر عورت مالک ہوئی خاوند کی تو اسواسطے کہ خاوند کو ملک نکاح ہے اور عورت کو ملکت یمین ہوئی تو ایک ہی شخص مالک و مملوک ہوجاویگا اور وہ باطل ہے **ص** اگر خاوند نے اپنی عورت کو کہا تجکو طلاق ہے اسقدر اور کشادہ کرکے انگلیون کے باطن سے اشارہ کیا **ف** یعنی ہتھیلی عورت کی طرف کی **ص** تو جتنی انگلیان کھڑی ہین اُتنے ہی طلاق واقع ہونگے اور اگر پشت سے انگلیون کے اشارہ کیا **ف** یعنی ہتھیلی طلاق دینے والے کیطرف رہے **ص** تو جتنی انگلیان بند ہین اُتنے طلاق پڑینگے **ف** کیونکہ اشارہ کرنا انگلیون سے واسطے عدد کے اسپر عادت جاری ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مہینا یہ ہے یہ ہے اور دسون انگلیون سے تین بار اشارہ کیا اور اخیر بار مین ایک انگلی بند کرلی روایت کیا اسکو حاکم نے مستدرک مین اور کہا کہ صحیح ہے اوپر شرط بخاری کے اور مروی ہے یہ حدیث ابن عمرؓ سے صحیحین مین کتاب الصوم مین اور سعد بن ابی وقاصؓ سے بھی **ص** اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ تجکو طلاق بائن دیا مین نے یا کہا کہ اشد الطلاق یا افحش الطلاق یا اخبث الطلاق یا طلاق الشیطان یا طلاق بدعت دیا مین نے یا دیا مین نے تجکو طلاق مثل پہاڑ کے یا مثل ہزار طلاق کے یا گھر بھر کے یا طلاق شدید یا طویل یا عریض تو ان سب صورتون مین ایک طلاق بائن واقع ہوگا بلا نیت کے یا نیت ایک طلاق یا دو طلاق کے لیکن جب کہ حرہ مین نیت تین طلاق کی کرے اور لونڈی مین دو کی تو حرہ مین تین واقع ہونگے اور لونڈی مین دو اور جس شخص نے اپنی عورت کو قبل وطی کے تین طلاق ایک بار دیے تو تینون واقع ہونگے لیکن اگر کہا کہ تجکو طلاق ہے طلاق ہے طلاق ہے تو ایک طلاق ہوگا اور عورت اول طلاق سے بائن ہوگی اور دوسرا اور تیسرا طلاق واقع نہوگا اور ایسا ہی ہے اگر کہا کہ تجکو طلاق ہے ایک اور ایک اور واقع ہوگا طلاق ساتھ ذکر عدد کے جب کہ عدد مذکور ہو نہ لفظ طلاق سے مثلاً اگر کسی شخص نے کہا کہ تجکو طلاق ہے ایک یا طلاق ہین دو یا طلاق ہین تین تو اول صورت مین ایک اور دوسری مین دو اور تیسری مین تین واقع ہونگے تو اگر وہ عورت مرگئی قبل ذکر کرنے عدد کے تو کلام لغو ہوجائیگا اور کچھ واقع نہوگا اور اگر کہا کہ تو طالق ہے ایک قبل ایک کے یا بعد اُسکے ایک ہے تو ایک طلاق واقع ہوگا غیر موطوءہ مین اور موطوءہ مین دو طلاق اور اگر کہا کہ تو طالق ہے ایک قبل اُسکے ایک اور ہے یا بعد اُسکے ایک ہے یا تو طالق ہے ایک ساتھ ایک کے یا ساتھ اُسکے ایک اور ہے تو غیر موطوءہ مین بھی ان صورتون مین دو طلاق واقع ہوجاوینگے اور اگر کہا کہ تو طالق ہے ایک و ایک اگر داخل ہووے گھر مین اور پھر زوجہ گھر مین داخل ہوئی تو دو طلاق پڑجاوینگے برابر ہے کہ موطوءہ

ف یعنے صورت مذکورہ مین بعد دو طلاق کے اسکو رجوع جائز ہوا ۱۲ **ف** اسلیے کہ وقوع طلاق و عتاق معاً [illegible] ۱۲ [illegible] ۱۲ **ف** [illegible] ۱۲ **ف** یعنی طلاق بائن ۱۲ **ف** بسبب ملک رقبہ کے ۱۲ **ف** اسواسطے کہ جب اشارہ [illegible] ۱۲ **ف** اسلیے کہ [illegible] ۱۲ **ف** اسلیے کہ [illegible] ۱۲

ہو یا غیر موطوءہ **ف** اور اگر شرط کو مقدم کیا جیسے کہا **ص** اگر داخل ہوئی تو گھر میں تو تجکو ایک طلاق ہے اور ایک طلاق تو غیر موطوءہ میں امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ایک طلاق واقع ہوگا اور صاحبین کے نزدیک دو طلاق **ف** اور موطوءہ میں سب کے نزدیک دو طلاق واقع ہونگے اور جب طلاق صریح سے فارغ ہوا تو طلاق کنایہ میں شروع کیا اور کہا **ص** اور دوسرا طلاق بالکنایات اور وہ اس لفظ سے ہوتا ہے کہ موضوع واسطے طلاق کے نہیں اور احتمال طلاق اور غیر طلاق کا رکھتا ہو سو ان لفظوں سے طلاق واقع نہوگا مگر ساتھ نیت کے یا دلالت حال کے **ف** جیسے ذکر طلاق کا ہو رہا ہو یا غصے کے وقت کہے **ص** الفاظ کنایہ کے یہ ہیں اِعْتَدِّیْ یعنی عدت کر اِسْتَبْرِئِیْ رَحِمَکِ یعنی اپنے رحم کو پاک کر اَنْتِ وَاحِدَۃٌ تو اکیلی ہے اور ان تینوں لفظوں سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگا **ف** یعنی خاوند کو پہونچتا ہے کہ بدون نکاح جدید کے پھر اس سے جماع کرے اور رجعت کر لیوے اور فرمایا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واسطے سودہؓ کے عدت کر تو پھر رجعت کی آپ نے انسے ذکر کیا اس حدیث کو امام محمد بن الحسن نے اور باب القسم میں یہ حدیث گذر چکی **ص** اور اَنْتِ بَائِنٌ بَتَّۃٌ بَتْلَۃٌ یعنی تو جدا ہے اَنْتِ حَرَامٌ تو حرام ہے اَنْتِ خَلِیَّۃٌ تو خالی ہے اَنْتِ بَرِیَّۃٌ تو بری ہے بیزار ہے حَبْلُکِ عَلٰی غَارِبِکِ رسی تیری تیری پشت پر ہے **ف** غارب کہتے ہیں مابین کوہان اور گردن شتر کے اور صراح میں ہے کہ عرب لوگ کہتے ہیں حَبْلُکِ عَلٰی غَارِبِکِ یعنی جہاں چاہے جا تو **ص** اِلْحَقِیْ بِاَھْلِکِ ملجا اپنے لوگوں سے وَھَبْتُکِ لِاَھْلِکِ بخشا میں نے تجکو تیرے اہل کو سَرَّحْتُکِ رخصت کیا میں نے تجکو فَارَقْتُکِ چھوڑ دیا میں نے تجکو اَمْرُکِ بِیَدِکِ تیرا کام تیرے ہاتھ میں ہے اَنْتِ حُرَّۃٌ تو آزاد ہے تَقَنَّعِیْ چادر میں لے تَخَمَّرِیْ چادر اپنے سر پر ڈھانپ لے اِسْتَتِرِیْ آپنے تئیں چھپا اُغْرُبِیْ دور ہو مجھسے اُخْرُجِیْ نکل جا تو قُوْمِیْ کھڑی ہو اِبْتَغِی الْاَزْوَاجَ تلاش کر خاوندوں کو تو ان سب لفظوں میں ایک طلاق بائن پڑجاویگا اگر نیت کی ہو ایک طلاق کی یا دو طلاق کی حرہ میں اور اگر نیت کی تین طلاق کی حرہ میں یا دو کی لونڈی میں تو اول صورت میں تین اور دوسری میں دو پڑجاوینگے **ف** کہا ترمذی نے کہ اختلاف کیا اہل علم نے طلاق بتہ میں تو حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ وہ تین طلاق ہیں اور حضرت عمرؓ سے کہ وہ ایک طلاق ہے اور اہل علم کا مذہب یہ ہے کہ مدار نیت پر ہے اگر نیت کی تین کی تین واقع ہونگے ورنہ ایک طلاق اور مروی ہے رکانہ بن عبد بن یزید سے کہ انھوں نے طلاق دیا اپنی عورت کو بتہ سو خبر پہونچی اسکی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور کہا رکانہ نے کہ قسم اللہ کی میں نے ارادہ ایک کا کیا تھا سو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قسم اللہ کی نہیں ارادہ کیا تھا تو نے مگر ایک کا سو رد کیا انکی بیوی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انپر یعنی نکاح سے رد کیا اخراج کیا اس حدیث کا ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ وغیرہم نے اور وارد ہوئے ہیں اس باب میں بہت آثار مختلف صحابہ اور تابعین سے **ص** اگر کسی شخص نے اپنی عورت سے تین بار کہا اِعْتَدِّیْ اِعْتَدِّیْ اِعْتَدِّیْ بعد اسکے دعویٰ کیا کہ اول اِعْتَدِّیْ سے نیت طلاق کی تھی اور دوسروں سے نیت حیض کی تو اسکی تصدیق کرینگے اور اگر کہا کہ اخیر کے دو سے کچھ نیت نہیں کی ہے تین طلاق واقع ہوجاوینگے **ف** اور اگر تینوں بار میں کچھ نیت نہیں کی تو کچھ واقع نہوگا ھدایہ **ص** جاننا چاہیے کہ الفاظ کنایات طلاق کے تین قسم پر ہیں بعضے ایسے ہیں کہ احتمال رکھتے ہیں عورت کے رد کلام کا جیسے اُخْرُجِیْ اِذْھَبِیْ قُوْمِیْ اور بعضے ایسے ہیں کہ احتمال رکھتے ہیں

دشنام دہی اور بدگوئی کا جیسے خَلِيَّةٌ بَرِيَّةٌ بَتَّةٌ حَرَامٌ بَائِنٌ اور بعضے ایسے ہین کہ نہ احتمال رکھتے ہین رد کلام کا اور نہ دشنام دہی کا جیسے اِعْتَدِّي اِسْتَبْرِئِي رَحِمَكِ اَنْتِ وَاحِدَةٌ اَنْتِ حُرَّةٌ اِخْتَارِي اَمْرُكِ بِيَدِكِ سَرَّحْتُكِ فَارَقْتُكِ تو جب خاوند راضی ہو یعنی غصے مین نہو اور ذکر طلاق کا بھی نہو تو کسی لفظ سے ان الفاظ مین سے طلاق واقع نہوگا بغیر نیت طلاق کے کل موقوف ہونگے نیت پر اور جب غصے مین ہو تو پہلے دو قسم کے الفاظ نیت پر موقوف رہینگے تو اگر نیت کریگا تو طلاق واقع ہوگا ورنہ نہین واقع ہوگا اور تیسری قسم مین طلاق واقع ہوگا اگرچہ نیت نہو اور جب ذکر طلاق کا ہو تو موقوف رہینگے الفاظ قسم اول کے نیت پر اور دوسری اور تیسری قسم کے الفاظ سے طلاق واقع ہو جاوینگے اگرچہ نیت نہو

ص باب تفویض طلاق کے بیان مین

اور جس شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ اپنے تئین طلاق دے یا نیت طلاق سے کہا کہ اَمْرُكِ بِيَدِكِ یا اِخْتَارِي زوجہ کو اختیار ہے کہ جس مجلس مین اُسکو علم ہوا ہے طلاق دے لیوے اگرچہ مجلس طویل ہووے اور اگر بعد علم کے پھر زوجہ اُٹھی یا جو کام کر رہی تھی اُسکو چھوڑ کے دوسرا کام شروع کیا مجلس مختلف ہو جاویگی اور خیار باطل ہوگا (یعنی علم خیار طلاق کے ۱۲) ف اور اسپر اجماع صحابہ کا ہے کہ عورت مخیرہ کو خیار ہے مجلس تک روایت کی عبد الرزاق اور طبرانی نے عبد اللہ بن مسعودؓ سے کہ کہا انھون نے جب مالک کر دے مرد عورت کو طلاق کا اور پھر وہ دونون جدا ہو گئے قبل اس بات کے کہ کچھ کہین سو پھر نہین اختیار ہے اُنکو اور کہا بیہقی نے کہ اسمین انقطاع ہے درمیان مجاہدؒ اور ابن مسعودؓ کے اور روایت کی عبد الرزاق نے جابرؓ سے کہ کہا انھون نے جسوقت کہ اختیار دے مرد اپنی عورت کو اور وہ نہ اختیار کرے مجلس مین سو نہین خیار ہے واسطے اسکے اور روایت کی ابن ابی شیبہ اور عبد الرزاق نے حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے تحقیق کہ عمر بن خطابؓ اور عثمان بن عفانؓ کہا انھون نے کہ جو مرد مالک کرے اپنی عورت کو اور خیار دے اُسکو پھر دونون جدا ہو جاوین اُس مجلس سے تو نہین ہے عورت کو خیار اور اب اختیار خاوند کو ہے اور اسناد مین اُسکی مثنی بن الصباح ضعیف ہے اور بھی روایت کی ابن ابی شیبہ نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے کہ جو شخص خیار دے اپنی عورت کو تو اُسکو خیار ہے جب تک اپنی مجلس مین ہے اور اسناد مین اُسکی حجاج بن ارطاۃ ضعیف ہے اور اخراج کیا ابن ابی شیبہ نے جابر بن زید اور مجاہد اور شعبی اور نخعی اور عطا اور طاؤس سے ایسا ہی ص اور اگر عورت کھڑی تھی بعد علم کے پھر بیٹھ گئی یا بیٹھی تھی تکیہ لگا لیا یا اپنے باپ کو واسطے مشورت کے طلب کیا یا گواہون کو واسطے گواہی کے طلب کیا یا جس جانور پر سوار تھی اُسکو کھڑا کرایا تو ان سب چیزون سے مجلس مختلف نہوگی اور خیار باطل نہوگا اور کشتی بمنزلے اُسکے گھر کے ہے اور جانور کا چلنا بمنزلے اُسکے چلنے کے ہے تو کشتی کے چلنے سے مجلس مختلف نہوگی اور جانور کے چلنے سے مجلس مختلف ہو جاویگی اگر کسی مرد نے نیت تفویض سے عورت کو کہا اِخْتَارِي جائز نہین ہے کہ نیت تین طلاق کی کرے تو اگر زوجہ نے اُسکے جواب مین کہا کہ اِخْتَرْتُ نَفْسِي یا اَخْتَارُ نَفْسِي تو ایک طلاق بائن واقع ہوگا ف اور یہی قول ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اور اسی سے اخذ کیا ہے کذا فی المبسوط ص بشرطیکہ زوج یا زوجہ کسی نے لفظ نفس کا ذکر کیا ہو ف تو اگر زوج نے کہا اِخْتَارِي اور زوجہ نے کہا اِخْتَرْتُ تو یہ باطل ہے اور صاحب ہدایہ دلیل لائے ہین اس بات پر کہ اگر زوجہ کہے اَخْتَارُ تو بھی طلاق واقع ہوگا حدیث حضرت عایشہؓ سے کہ کہا انھون نے لا بل

اَخْتَارُ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ اور شمار کیا اُسکو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب اُنکی طرف سے روایت کیا اس حدیث کو مسلم نے
ص اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا اختیار کر لے تو اختیار کرنے کو اور زوجہ نے جواب میں کہا اختیار کیا میں نے
تو ایک طلاق بائن واقع ہوگا اور اگر تین بار کہا اِخْتَارِيْ اِخْتَارِيْ اِخْتَارِيْ اور زوجہ نے جواب میں کہا اختیار
کیا میں نے اختیار کرنے کو یا کہا کہ اختیار کیا میں نے پہلے کو یا دوسرے کو یا اخیر کو تو نزدیک امام صاحب کے تین طلاق واقع
ہو جاوینگے بغیر نیت کے اور اگر کہا طلاق دیا میں نے اپنے نفس کو یا اختیار کیا میں نے اپنے نفس کو ساتھ ایک طلاق کے تو ایک
طلاق بائن واقع ہوگا اور ہدایہ میں ہے کہ ایک طلاق رجعی واقع ہوگا اور بعضوں نے کہا ہے کہ یہ غلطی ہے کاتب کی اور صحیح یہی ہے کہ رجعت
کا مالک نہوگا اور بعضوں نے کہا ہے کہ اس باب میں دو روایتیں ہیں ایک روایت یہ ہے کہ طلاق رجعی واقع ہوگا اور دوسری میں
ہے کہ بائن ہوگا اور یہی اصح ہے اور اگر اپنی عورت سے کہا کہ کام تیرا تیرے ہاتھ میں ہے ایک طلاق میں یا اختیار کر لے تو
ایک طلاق کو اور اختیار کیا عورت نے اپنے نفس کو تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگا اور اگر کہا اَمْرُكِ بِيَدِكِ اور
نیت کی تین کی اور عورت نے کہا کہ اختیار کیا میں نے اپنے نفس کو ساتھ ایک کے یا ایک بار تو تینوں طلاق واقع
ہو جاوینگے اور اگر کہا عورت نے ف یعنی اَمْرُكِ بِيَدِكِ کے جواب میں جب نیت تین طلاق کی ہو ص طلاق دیا
میں نے اپنے نفس کو ساتھ ایک کے یا اختیار کیا میں نے اپنے نفس کو ساتھ ایک طلاق کے تو ایک طلاق بائن واقع ہوگا
اور اگر کہا مرد نے کہ امر تیرا تیرے ہاتھ میں ہے آج کے روز اور بعد کل کے ف یعنی جو پرسوں آویگا ص تو رات داخل
نہوگی خیار میں تو اگر اختیار کیا عورت نے اپنے نفس کو رات میں طلاق واقع نہوگا اور آج کا اختیار باطل ہوگا اگر عورت اُسکو رد کرے
ف یعنی خاوند کو اختیار کر لے کیونکہ خاوند کے اختیار کرنے سے طلاق واقع نہیں ہوتا اور دلیل اسکی حدیث حضرت
عائشہؓ کی ہے جو اوپر گذری اور کشف الغمہ میں ہے کہ حضرت ابن عمرؓ اور ابو ہریرہؓ پوچھے گئے اُس شخص سے جسنے اپنی عورت کو اختیار
دیا اور اُسنے اُسکو رد کیا اور کچھ نہ کہا تو فرمایا کہ یہ طلاق نہیں ہے اور ایسا ہی نقل کیا مسروق سے اور حضرت عائشہؓ سے ص
اور پرسوں کا اختیار باقی رہیگا اور اگر مرد نے کہا کہ امر تیرا تیرے ہاتھ میں ہے آج اور کل تو رات داخل ہو جاویگی خیار میں ف
تو اگر عورت رات کو اپنے نفس کو اختیار کر لے طلاق واقع ہو جاویگا ص اور کل کا اختیار باقی نہیں رہیگا اگر آج عورت
اُسکو رد کرے ف اور دلیل اسکی اصل اور ہدایہ میں مذکور ہے ص اور اگر مرد نے اپنی عورت سے کہا کہ طلاق دے
تو اپنے نفس کو اور نیت نہ کی عدد کی یا نیت کی ایک طلاق کی اور عورت نے اپنے نفس کو طلاق دیا تو ایک طلاق رجعی واقع ہوگا
ف اور اگر عورت اس صورت میں اپنے نفس کو تین طلاق دیوے تو ایک ہی واقع ہوگا اور باقی لغو ہو وینگے ص اور اگر عورت نے
اپنے نفس کو تین طلاق دیے اور خاوند نے اُسکی نیت کی ہے تو تینوں طلاق پڑ جاوینگے اور اگر مرد نے نیت کی دو طلاق
کی اور عورت نے اپنے کو دو طلاق دیے ایک ہی طلاق واقع ہوگا (یعنی تین کیا) مگر جب وہ منکوحہ لونڈی ہو کیونکہ دو اسکے
حق میں بمنزلے تین کے ہیں حرہ میں ف اور دلیل اسکی ہدایہ میں مسطور ہے ص اگر مرد نے کہا کہ تو اپنے نفس
کو طلاق دے اور عورت نے اُسکے جواب میں کہا کہ میں نے اپنے نفس کو تجھسے بائن یعنی جدا کیا تو ایک ہی طلاق
رجعی واقع ہوگا اور اگر کہا کہ اختیار کیا میں نے اپنے نفس کو اُسکے جواب میں تو کچھ نہیں واقع ہوگا ف یعنی خاوند نے کہا

طَلِّقِي نَفْسَكِ اور عورت نے کہا اخترت نفسي تو کچھ نہین واقع ہوگا کیونکہ یہ الفاظ طلاق سے نہین اور بعد تخییر کے اگر یہ لفظ کہے تو طلاق پڑجاویگا کیونکہ وہ اجماع صحابہ سے ثابت ہوا ہی جیسا کہ اوپر گذرا ص اگر مرد نے کہا عورت سے کہ اپنے نفس کو طلاق دے تو اب خاوند کو رجوع نہین پہونچتا ف یعنی قبل عورت کے طلاق لینے کے خاوند کو اس بات کا اختیار نہین کہ اپنے قول سے پھر جاوے اور کہے کہ اب مین اجازت طلاق کی نہین دیتا ص اور زوجہ کو بھی جائز نہین کہ بعد تبدیل مجلس کے طلاق دے لیوے اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اپنی سوکن کو طلاق دے یا کسی دوسرے مرد سے کہا کہ میری عورت کو طلاق دے تو جائز ہی کہ قبل دینے کے ف یعنی قبل اس بات کے کہ زوجہ اسکی اپنی سوکن کو طلاق دے یا دوسرا مرد اسکی بیوی کو ص اپنے قول سے پھر جاوے اور قول اسکا مقید ساتھ مجلس کے نہوگا بخلاف صاحبین کے ف یعنی اس مرد کو پہونچتا ہی کہ بعد تبدیل مجلس کے بھی جب چاہے اسکی بیوی کو طلاق دیوے اور اسیطرح اسکی زوجہ کو اختیار ہی کہ بعد تبدیل مجلس کے بھی جب چاہے اپنی سوکن کو طلاق دیوے ص اور اگر کسی شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ جب چاہے تو اپنے نفس کو طلاق دے تو اس صورت مین بعد تبدیل مجلس کے بھی زوجہ کو اختیار ہی طلاق دینے کا اور اگر کہا کسی مرد سے کہ اگر چاہے تو میری زوجہ کو طلاق دے جائز نہین ہی کہ اپنے قول سے پھر جاوے اور اس شخص کو اختیار مجلس تک رہیگا تو اگر بعد تبدیل مجلس کے وہ طلاق دے طلاق واقع نہوگا ف اور دلیل اسکی اصل مین مذکور ہی ص اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اپنے تئین تین طلاق دے اور اسنے اپنے تئین ایک طلاق دیا ایک طلاق واقع ہوجاویگا اور اگر مرد نے کہا کہ ایک طلاق دے اور عورت نے تین دیلے تو امام صاحب کے نزدیک کچھ واقع نہوگا اور صاحبین کے نزدیک ایک طلاق واقع ہوگا اور اگر مرد نے کہا کہ اپنے کو ایک طلاق بائن دے اور اسنے ایک طلاق رجعی دیا تو ایک طلاق بائن واقع ہوگا اور اگر کہا کہ ایک طلاق رجعی دے اور اسنے اپنے تئین ایک طلاق بائن دیا ایک طلاق رجعی واقع ہوگا ف اسواسطے کہ مخالفت زوجہ کی لغو ہی تو مرد کے قول کے موافق طلاق واقع ہوگا ص اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ تین طلاق دے تو اپنے نفس کو اگر چاہے تو اور اسنے ایک طلاق دیا تو کچھ واقع نہوگا اور اگر کہا کہ ایک طلاق دے تو اپنے تئین اگر چاہے اور اسنے تین دیے تو امام صاحب کے نزدیک کچھ واقع نہوگا اور صاحبین کے نزدیک ایک طلاق واقع ہوگا اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ تو طالق ہی اگر چاہے تو اور عورت نے جواب مین کہا کہ چاہا مین نے اگر تو چاہے اور پھر مرد نے کہا چاہا مین نے تو کچھ واقع نہوگا اگرچہ نیت طلاق سے کہا ہو اور اگر کہا کہ چاہا مین نے طلاق تیرا انکے جواب مین تو طلاق واقع ہوگا اگر نیت طلاق سے کہا ہو ف اور اصل مین اس مقام پر تفصیل کی ہی اور ہمنے اسکو ترک کیا ص اور ایسا ہی ہی جو طلاق کہ موقوف کیا جاوے ایک امر معدوم پر ف جیسے اس جگہ عورت نے خاوند کی مشیت پر طلاق موقوف کیا تھا اور وہ ایک امر غیر معلوم ہی ص اور اگر موقوف کرے طلاق کو ایک امر موجود پر جیسے کہے چاہا مین نے اگر آسمان اوپر ہو زمین کے تو طلاق واقع ہوگا ف تو اگر مرد نے اپنی عورت سے کہا کہ تو طالق ہی اگر چاہے تو اور اسنے کہا چاہا مین نے اگر باپ میرا گھر مین ہو اور باپ اسکا گھر مین تھا تو طلاق پڑجاویگا اور اگر نہین تھا تو طلاق نپڑیگا ص اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ تجکو طلاق ہی جس وقت یا جب کبھی چاہے تو تو زوجہ کے رد کرنے سے رد نہوگا اسواسطے کہ خاوند نے اسکو

مالک طلاق کا کیا ہو ایسے وقت مین کہ وہ چاہے طلاق کو پس یہ تملیک قبل مشیت کے ہوگی تو اُسکے رد کرنے سے رد ہوجاوے تو جسوقت عورت چاہیگی فقط ایک طلاق پڑجاویگا نہ دوسرا اور اگر زوج نے زوجہ سے کہا کہ تو طالق ہو جتنے مرتبے چاہے تو تو عورت کو درست ہو کہ اپنے تئین ایک طلاق دیوے پھر ایک طلاق تین تک اور یہ جائز نہین کہ تینون طلاق ایکبار دیوے اور اگر بعد تین طلاق دینے کے پھر دوسرے خاوند سے نکاح کیا اور پھر بعد طلاق اُسکے پہلے خاوند پاس لوٹ آئی تو اب اُسکو اختیار نہین کہ اپنے تئین طلاق دے لیوے اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ تجکو طلاق ہو جس جگہ یا جہان چاہے تو عورت کو جائز ہو کہ اُسی مجلس مین طلاق دے لیوے اور بعد تبدیل مجلس کے نہین اور اگر کہا کہ تجکو طلاق ہو جس طور کا چاہے تو بس ایک طلاق رجعی واقع ہوگا اگرچہ عورت نے نہ چاہا ہو اور جو عورت نے چاہا ایک طلاق بائن یا تین طلاق اور زوج نے بھی یہی چاہا تو جو چاہا ہو اُس موافق طلاق پڑجاویگا **ف** یعنی اگر طلاق بائن چاہا ہو تو ایک طلاق بائن پڑیگا اور تین چاہے تو تین پڑجاوینگے **ص** اور اگر خاوند نے نیت کی تین کی اور عورت نے ایک طلاق بائن کی یا خاوند نے ایک طلاق بائن کی اور عورت نے تین طلاق کی تو دونون صورتون مین ایک طلاق رجعی واقع ہوویگا اور اگر خاوند نے کچھ نیت نہین کی تو جو عورت چاہیگی اُس موافق طلاق واقع ہوگا اور اگر زوجہ نے کچھ نچاہا تو بھی امام صاحب کے نزدیک ایک طلاق رجعی واقع ہوجاویگا اور صاحبین کے نزدیک کچھ واقع ہوگا اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ طلاق دے تو اپنے تئین جتنے چاہے تو جتنے کہ مجلس مین چاہیگی واقع ہوجاوینگے اور اگر زوجہ نے رد کیا یا مجلس بدل گئی اختیار باطل ہوگا اور جو کہا کہ طلاق دے تو اپنے تئین تین مین سے جتنے چاہے تو عورت کو اختیار ہو کہ ایک طلاق دے یا دو اور تین طلاق دینے کا اختیار نہین اور صاحبین کے نزدیک درست ہو کہ تین طلاق دے لیوے

ص باب الحلف بالطلاق

شرط اسکے صحیح ہونیکی یہ ہو کہ وقت تعلیق طلاق کے عورت اُسکی ملک مین ہو یا اضافت کی ہو طلاق کی طرف ملک کے پس جو عورت اجنبیہ سے کہا اگر کلام کرون مین تجسے تو تو طالق ہو پھر نکاح کیا اُس سے اور کلام کیا تو طلاق واقع نہوگا اور اگر منکوحہ سے یہی کہا اور کلام کیا تو طلاق واقع ہوگا بسبب وجود ملک کے وقت تعلیق کے اسیطرح اگر عورت اجنبیہ سے کہا اگر نکاح کرون مین تجسے تو تو طالق ہو یا کہے کہ جو عورت کہ نکاح کرون مین اُس سے تو وہ طالق ہو **ف** تو ان دونون صورتون مین جب نکاح کریگا طلاق واقع ہوویگا مگر اس صورت مین جس عورت سے نکاح کریگا فوراً طلاق پڑجاویگا **ص** اور امام شافعیؒ کے نزدیک طلاق واقع نہوگا کیونکہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہین طلاق ہو قبل نکاح کے **ف** یہ حدیث مروی ہو جابرؓ سے کہا کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہین ہو طلاق مگر بعد نکاح کے اور نہین ہو آزاد کرنا مگر بعد ملک کے روایت کیا اسکو ابو یعلی نے اور صحیح کیا اسکو حاکم نے اور روایت کی ابن ماجہ نے بھی مثل اسکے مسور بن مخرمہ سے اور اسناد اسکی حسن ہو اور حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ مین ہو کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہین قبول ہوتی ہو نذر آدمی کی اُسمین کہ اختیار مین نہین اور نہ آزادی اُسمین کہ اُسکے اختیار مین نہین اور نہ طلاق اُس عورت مین کہ اختیار مین نہین نکالا اسکو ابوداؤد اور ترمذی نے اور صحیح کیا اسکو اور نقل کیا

بخاری سے کہ وہ اصح ہو اس باب مین اور حدیثون سے آور دلیل ہماری اس باب مین ہدایۃ مین مذکور ہو اور کہا صاحب ہدایہ نے کہ حدیث محمول ہو اُس صورت پر کہ طلاق کو بالفعل واقع کرے قبل نکاح کے جیسے کہے کہ تو طالق ہو تو اس صورت مین ہمارے نزدیک بھی طلاق واقع نہوگا اور یہ معنی اسکے منقول ہین شعبی اور زہری سے روایت کی ابوبکر رازی نے زہری سے کہ کہا انھون نے یہ جو حدیث ہو کہ نہین طلاق ہو قبل نکاح کے تو یہ اُس صورت مین ہو کہ کہا جاوے کوئی شخص کہ نکاح کر فلانی عورت سے اور وہ کہے کہ اُسکو طلاق ہو لیکن جس شخص نے کہا کہ اگر نکاح کرون مین فلانی عورت سے پس وہ طالق ہو تو جب نکاح کریگا اُس سے طلاق واقع ہوگا اور بھی روایت کیا اُسکو عبد الرزاق نے مصنف مین زہری سے کہ کہا انھون نے جو شخص کہے کہ جو عورت نکاح کرون مین اُس سے تو وہ طالق ہو اور جو لونڈی کہ خریدون مین وہ آزاد ہو تو جیسا اُسنے کہا ویسا ہی ہوگا تو کہا معمر نے کیا نہین وارد ہوا ہو کہ نہین طلاق ہو قبل نکاح کے اور نہین آزادی ہو مگر بعد ملک کے کہا زہری نے یہ اُس صورت مین ہو کہ کہے کوئی شخص کہ فلانے کی عورت طالق ہو اور غلام فلانے کا آزاد ہو اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے مصنف مین سالم اور قاسم اور عمر بن عبد العزیز اور شعبی اور نخعی اور زہری اور اسود اور ابی بکر بن عمرو بن حزم اور عبد اللہ بن عبد الرحمن اور مکحول سے کہ کہا ان سب نے جب کہے کہ اگر نکاح کرون مین فلانی سے پس وہ طالق ہو یا جسدن نکاح کرون مین فلانی سے پس وہ طالق ہو یا جو عورت کہ نکاح کرون مین اُس سے سو وہ طالق ہو تو جیسا اُسنے کہا ویسا ہی ہوگا اور ایک لفظ مین ہو جائز ہو یہ اُسپر یہ مضمون زیلعی تخریج ہدایہ مین ہو **ص** اگر اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تو گھر مین داخل ہوگی تو تو طالق ہو اور وہ گھر مین داخل ہوئی تو طلاق پڑجاویگا اسواسطے کہ وقت تعلیق کے اس جگہ ملک موجود ہو اور الفاظ شرط کے اِنْ و اِذَا و اِذَا مَا و کُلّ و کُلَّمَا و مَتٰی و مَتٰی مَا ہین ان سب الفاظ کے استعمال سے جب ایکبار شرط موجود ہوگی تو یمین پوری ہو جاویگی سواے لفظ کلما کے کہ یمین بعد تین طلاق واقع ہونیکے مین جاتی رہتی ہو مثلاً اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اگر گھر مین آوے تو یا جب گھر مین آوے تو یا جسوقت گھر مین آوے تو تو طالق ہو تو بعد گھر مین آنے کے ایک طلاق واقع ہوگا اور بعد اُسکے شرط پوری ہو جاویگی یعنی پھر بعد اسکے اگر گھر مین جاویگی تو اب طلاق نہ پڑیگا اور اگر کہا کہ جس مرتبہ گھر مین آوے تو تو تجکو طلاق ہو تو جو بار گھر مین آویگی طلاق واقع ہوویگا اور بعد تین طلاق واقع ہونے کے شرط تمام ہو جاویگی تو اگر بعد تین طلاق واقع ہونیکے حلالہ کر کے پھر اُس سے نکاح کیا تو اب جو گھر مین آویگی طلاق واقع نہوگا اور اگر کہا کہ جس مرتبہ نکاح کرون مین تجھسے تو تو طالق ہو تو شرط باطل نہوگی پھر اگر بعد حلالہ کے بھی اُس سے نکاح کریگا طلاق واقع ہو جاویگا اور بعد یمین کے اگر زوال ملک ہو تو یمین باطل نہوگی اور یمین باطل ہوگی مطلق تو اگر شرط اپنی ملک مین متحقق ہوئی یمین تمام ہو جاویگی پس طلاق واقع ہوگا **ف** صورت اسکی یہ ہو کہ اپنی عورت سے کہا کہ اگر اس گھر مین آویگی تو تو طالق ہو بعد اسکے پھر ایک طلاق باین بالفعل اُسکو دیکے جدا کیا اور عدت تمام ہونیکے بعد پھر اُس سے نکاح کر لیا اور اب وہ عورت گھر مین داخل ہوئی تو وہ شرط پہلے کی متحقق ہوگی اور طلاق پڑجاویگا اگرچہ درمیان مین اسکی ملک وجہ سے زائل ہو گئی تھی **ص** اور اگر شرط اپنی ملک مین متحقق نہوئی تو یمین تمام ہو جاویگی اور کچھ واقع نہوگا **ف** صورت اسکی یہ ہو کہ اپنی زوجہ سے کہا کہ اگر اس گھر مین آویگی تو تجکو طلاق ہو بعد اسکے اُسکو ایک طلاق باین بالفعل دے دیا اور بعد گذرنے عدت کے وہ عورت گھر مین داخل ہوئی تو قسم تمام ہو گئی یعنی ساقط ہو گئی اور طلاق واقع نہوگا کیونکہ وہ عورت محل طلاق کی نہین ہی اسلیے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہین طلاق ہو اُس عورت پر کہ نہ مالک ہو اُسکا تو اگر پھر اب اُس سے نکاح کریگا اور وہ پھر گھر مین داخل ہوگی طلاق واقع نہوگا **ص** اگر کسی شخص نے

اپنی عورت سے کہا کہ اگر تو گھر مین داخل ہو تو تجھکو تین طلاق ہین اور پھر مرد کو یہ منظور ہوا کہ گھر مین جاوے اور تین طلاق نہ پڑین تو اُسکا حیلہ یہ ہے کہ بالفعل اُس عورت کو ایک طلاق بائن دیوے اور بعد عدت گذرنیکے وہ گھر مین داخل ہو پھر اُس سے نکاح کر لے تو اب گھر مین داخل ہونے سے طلاق واقع نہوگا کیونکہ یمین باطل ہوگئی **ف** اس سبب سے کہ پہلے وہ ایکبار گھر مین جاچکی **ص** اگر شرط کے پائے جانے اور نہ پائے جانے مین اختلاف ہوا **ف** مثلاً خاوند نے کہا کہ تو گھر مین نہین آئی تھی اور عورت نے کہا آئی تھی **ص** تو قول خاوند کا معتبر ہوگا مگر یہ کہ عورت گواہ لاوے اپنے مدعا پر اور جو شرط ایسی ہو کہ بدون زوجہ کے کہے معلوم نہین ہوتی تو اُسمین قول زوجہ کا معتبر ہوگا اُسی کے حق مین **ف** اور غیر کے حق مین معتبر نہوگا **ص** مثلاً خاوند نے کہا کہ اگر تجھکو حیض آوے تو تو اور فلانی میری بیوی طالق ہے یا کہا کہ اگر تو اللہ کے عذاب کو دوست رکھتی ہے تو تجھکو طلاق ہے اور غلام میرا آزاد ہے اور عورت نے کہا مین حائضہ ہوئی یا مین دوست رکھتی ہون اللہ کے عذاب کو تو اول صورت مین فقط اُسکو طلاق ہو جاویگا اور دوسری بیوی پر طلاق نہ پڑیگا اور دوسری صورت مین بھی اُسی کو طلاق پڑیگا اور غلام آزاد نہوگا اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اگر تجھکو حیض آوے تو تو طالق ہے پھر اُسکو حیض آیا تو جب تین دن برابر خون دیکھیگی اُسوقت حکم کرینگے طلاق کا اول روز سے اسواسطے کہ بعد دیکھنے خون کے تین دن معلوم ہوگا کہ حیض ہے تو اول روز سے طلاق کا حکم ہوگا اور جو کہا کہ اگر تجھکو حیض آوے ایک حیض تو طالق ہے تو جب حیض سے پاک ہویگی اُسوقت طلاق واقع ہوگا کیونکہ ایک حیض اُسیوقت پورا ہوگا اور اگر کہا کہ جو ایک روز روزہ رکھیگی تو تجھکو طلاق ہے اور اُسنے روزہ رکھا تو آفتاب کے غروب کے وقت جسدن روزہ رکھا ہے طلاق واقع ہوگا اور اگر کہا کہ اگر تو روزہ رکھیگی تو تجھکو طلاق ہے **ف** اور قید ایک روز کی نہ کی **ص** اور اُسنے روزہ رکھا طلاق واقع ہوگا اگرچہ ایک ساعت بھی رکھے اور جو کسی شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ اگر لڑکا جنے گی تو تجھکو ایک طلاق ہے اور اگر لڑکی جنیگی تو تجھکو دو طلاق ہین اور زوجہ نے اُسکی دونون کو جنا اور معلوم نہین کہ اول کسکو جنا تو قاضی حکم کریگا ایک طلاق کا اور فیما بینہ و بین فیما بین اللہ دو طلاق واقع ہونگے **ف** تو اگر قبل اسکے عورت کو ایک طلاق دے چکا تھا تو اُسکو یہ چاہیے کہ پھر وطی نکرے اُس سے یہانتک کہ حلالہ نہووے اگرچہ قاضی اُسکی حلت کا حکم کرے **ص** اور عدت تمام ہو جاویگی دوسرے کے جننے سے اور پھر طلاق دوسرا واقع نہوگا اسلیے کہ عدت تمام ہوگئی کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ اور اگر طلاق کو معلق کیا دو چیزون کے ساتھ تو جب دوسری چیز پائی جاویگی اور ملک قائم ہو طلاق واقع ہوگا برابر ہے کہ دونون چیزین ملک مین پائی جاوین **ف** جیسے کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اگر تو کلام کرے زید اور عمرو سے تو طالق ہے اور زوجہ نے دونون سے کلام کیا اور نکاح قائم ہے **ص** یا دوسری چیز فقط ملک مین ہووے اور اول نہووے **ف** جیسے کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اگر تو کلام کرے زید اور عمرو سے تو تجھکو طلاق ہے اور پھر بعد اسکے ایک طلاق بالفعل اُسکو دیدیا اور جب عدت تمام ہوئی اُسنے زید سے کلام کیا بعد اسکے پھر اُسکو خاوند نکاح مین لایا اور بعد نکاح کے اُسنے عمرو سے کلام کیا تو طلاق واقع ہو جاویگا **ص** اور اگر دونون مین سے کوئی ملک مین نہووے

ف جیسے زوجہ نے بعد طلاق پانے اور بعد گذرنے عدت کے زید اور عمرو دونون سے کلام کیا **ص** یا اول جزء ملک مین ہووے اور دوسری نہووے **ف** جیسے زوجہ نے حالت نکاح مین کلام کیا زید سے اور پھر خاوند نے اُسکو ایک طلاق بالفعل دیدیا اور بعد گذرنے عدت کے اُسنے عمرو سے کلام کیا **ص** تو طلاق واقع نہوگا اور تنجیز **ف** یعنی بالفعل طلاق دیدینا **ص** باطل کرتا ہی تعلیق کو تو اگر تعلیق کی تین طلاق کی کسی شرط پر اور پھر قبل وجود شرط کے تین طلاق بالفعل دیدیے اور بعد اسکے وہ عورت بعد حلالہ کے پھر اُسی خاوند پاس لوٹ آئی اور اب شرط متحقق ہوئی تو کچھ واقع نہوگا **ف** مثال اسکی یہ ہی کہ زید نے اپنی زوجہ رحیمہ سے کہا کہ اگر تو گھر مین جاوے تو تجکو تین طلاق ہین اور پھر رحیمہ کو تین طلاق بالفعل دیدیے اور رحیمہ نے بعد گذرنے عدت کے بکر سے نکاح کیا اور بکر نے اُس سے جماع کر کے پھر اُسکو طلاق دیدیا اور بعد گذرنے عدت کے رحیمہ سے زید نے پھر نکاح کر لیا اور اب رحیمہ گھر مین داخل ہوئی تو کچھ واقع نہوگا **ص** اگر کسی شخص نے تین طلاق کو معلق کیا وطی پر یعنی یہ کہا کہ اگر مین تجسے وطی کرون تو تجکو تین طلاق ہین اور پھر حشفے کو فرج مین داخل کیا اسطرح پر کہ دونون ختنے مل گئے تو خاوند پر عقر واجب نہوگا اگرچہ دیر کی ہو **ف** اور اگر باہر نکال کے پھر داخل کرے تو عقر واجب ہوگا ہدایہ **ص** اور عقر کہتے ہین مہر مثل کو اور بعضون کے نزدیک عقر اجرت ہی وطی کی اگر زنا حلال ہووے اور ایسا ہی حکم ہی اگر سید نے اپنی لونڈی کی آزادی وطی پر معلق کی اور اگر زوجہ کا طلاق رجعی اُسکی وطی پر معلق کیا تو فقط داخل کرنے سے رجعت متحقق نہوگی جب تک نکال کے پھر نہ ڈالے اور جو نکال کے ڈالے تو رجعت ثابت ہوگی اور عقر واجب نہوگا **ف** اور امام ابی یوسفؒ کے نزدیک طلاق رجعی مین فقط دیر تک ڈالے رہنے سے بھی رجعت ثابت ہوگی ہدایہ **ص** اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا تجکو طلاق ہی انشاء اللہ تعالی طلاق واقع نہوگا **ف** اسواسطے کہ ہدایہ مین ہی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس شخص نے قسم کھائی ساتھ طلاق یا عتاق کے اور کہا انشاء اللہ تعالی اُس سے ملا ہوا تو نہین حنث ہی اُسپر کہا زیلعی نے تخریج مین غریب ہی اس لفظ سے اور روایت کی ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جسنے قسم کھائی پھر کہا انشاء اللہ تو اُسپر حنث نہین اور صحیح کیا اس حدیث کو ابن حبان نے اور روایت کی ابن عدی نے کامل مین عطار سے انھون نے ابن عباسؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جسنے کہا اپنی عورت سے تو طالق ہی انشاء اللہ یا اپنے غلام سے تو آزاد ہی یا مین جاؤنگا خانہ کعبہ مین انشاء اللہ تو اُسپر کچھ حنث نہین اور اسناد مین اُسکی اسحق کعبی ہی ضعیف کیا اُسکو دارقطنی نے اور روایت کی عبد الرزاق اور دارقطنی نے مکحول سے انھون نے معاذ بن جبلؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہین پیدا کیا اللہ نے دوست زیادہ عتاق سے اور دشمن زیادہ طلاق سے تو جس شخص نے آزاد کیا اور کہا انشاء اللہ تو نہین ہی استثنا واسطے اُسکے اور غلام آزاد ہی اور جسوقت کہ طلاق دیا اور استثنا کیا تو واسطے اُسکے ہی استثنا اُسکا اور نہین طلاق ہی عورت پر انتہی اور ذکر کیا اُسکو عبد الحق نے احکام مین جہت دارقطنی سے اور کہا کہ اسناد مین اُسکی حمید بن مالک ہی اور وہ ضعیف ہی اور کہا بیہقی نے کہ یہ حدیث ضعیف ہی اور مکحول نے معاذ سے نہین سُنا اور وہ منقطع ہی **ص** اگرچہ زوجہ قبل کہنے

انشاء اللہ کے مرجاوے اور اگر زوج قبل کہنے انشاء اللہ کے مرگیا طلاق واقع ہوگا **ف** یعنی سارا لفظ انشاء اللہ کا نہ کہہ سکا بلکہ کچھ کہا تھا کہ موت آگئی **ص** اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا تجکو تین طلاق ہین مگر دو تو ایک طلاق واقع ہوگا اور اگر کہا کہ تجکو تین طلاق ہین مگر ایک تو دو طلاق واقع ہونگے **ف** اسواسطے کہ اول صورت میں اُسنے تین سے دو نکال لیئے تو ایک رہ گیا اور دوسری صورت مین تین سے ایک تو دو رہ گئے **ص** اور اگر کہا تجکو تین طلاق ہین مگر تین تو تین واقع ہونگے **ف** اسواسطے کہ نکال لینا کل کا کل سے صحیح نہین

ص باب طلاق مریض کے بیان مین

جو شخص کہ غالب اُسکی ہلاکت ہو بسبب مرض وغیرہ کے جیسا جسکو مُبتلا کیا مرض نے ایسا کہ وہ شخص واسطے حاجتون کے گھر سے باہر نہین نکل سکتا اگرچہ گھر کے اندر اُسپر قدرت رکھتا ہو یا جو صف قتال مین واسطے قتال کے آگے کیا جاوے یا اُسکو واسطے قتل کے باہر لاوین قصاص مین یا حد مین اگر اُسی حالت مین مرجاوے چاہے دوسرے سبب سے مرا ہووے تو تصرف اُسکا ثلث مال سے زیادہ مین درست نہین اور اگر طلاق بائن دیدیوے اپنی عورت کو اور مرجاوے اُسی سبب سے یا دوسرے سبب سے تو وہ عورت اُسکی وارث ہوگی **ف** جب کہ وہ عورت عدت مین ہو اور اگر بعد عدت کے مرگیا تو وارث نہوگی ہدایہ **ص** اور امام شافعیؒ کے نزدیک وارث نہوگی **ف** اور امام مالکؒ کے نزدیک بعد عدت کے بھی وارث ہوگی اور دلیل ہماری یہ ہے کہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے عمرؓ اور عائشہؓ اور ابن مسعودؓ اور ابراہیمؒ اور شریحؒ اور طاؤسؒ سے کہ وارث ہوگی عورت مریض کی جب تک وہ عدت مین ہو اور بھی روایت کی امام محمدؒ نے ابراہیم سے انھون نے شریح سے کہ حضرت عمرؓ نے لکھا طرف اُسکے کہ جو شخص طلاق دے اپنی عورت کو تین اور وہ مریض ہو تو وارث کرو اُسکو جب تک وہ عدت مین ہو اور جب اُسکی عدت گذر جاوے تو نہین ہے میراث واسطے اُسکے اور موطا مین ہے مَالِكٌ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ شِهَابٍ يَقُولُ إِذَا طَلَّقَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا وَهُوَ مَرِيضٌ فَإِنَّهَا تَرِثُهُ یعنی کہا ابن شہاب نے کہ جب طلاق دے مرد اپنی عورت کو اور وہ مریض ہو تو وہ عورت وارث ہوگی اُسکی اور وارث کیا حضرت عثمانؓ نے عبد الرحمن بن عوفؓ کی عورت کو اور انھون نے طلاق بائن دیا تھا اُسکو مرض مین اور نقل کیا امام مالکؒ نے کہ عدت اُسکی گذر گئی تھی اور روایت کی شافعیؒ نے اور لوگون نے سوائے مالک کے کہ عبد الرحمن بن عوفؓ مرے اور بیوی اُنکی عدت مین تھی ایسا ہی ہے تہذیب الاسماء مین کہا شیخ ابن الہمام نے کہ قول مالکیہ کا کہ حضرت عثمانؓ نے وارث کیا تھا اُسکو بعد عدت کے معارض ہے ساتھ قول جمہور کے کہ وہ عدت مین تھی **ص** لیکن اگر ایک طلاق دیا یا دو طلاق دیئے تو امام شافعیؒ کے بھی نزدیک محروم نہوگی اور اسیطرح اگر طلاق دیا اُسکو کنایات سے کیونکہ ہمارے نزدیک عورت مریض کی وارث ہوتی ہے اور لیکن نزدیک امام شافعیؒ کے سو اسواسطے کہ کنایات اُنکے نزدیک طلاق رجعی ہین لیکن اگر اپنی زوجہ سے خلع کیا تو بالاتفاق وارث نہوگی اگرچہ وہ اُسی حال مین مرا ہووے اسواسطے کہ وہ عورت خود راضی ہوگئی ساتھ جدائی کے اور مال دیکے طلاق لے لیا اور اگر ایسے مریض کی زوجہ نے ایک طلاق رجعی طلب کیا اور اُسنے اُسکو تین طلاق دے دیے تو ہمارے نزدیک زوجہ

ع انشاء اللہ ... (marginal note, partly illegible)

۳ خواہ سنا یا نہ سنا اور کسی نے اسکو منع کیا ۱۲

۴ یعنی تین طلاق ۱۲

۵ اسواسطے کہ اگر وہ عورت ورثہ میں ہو تو وہ وارث نہوگی اگرچہ عدت میں ہو ۱۲ ہدایہ

۶ خواہ صراحۃً تین طلاق دیوے یا کنایۃً ۱۲

اسکی وارث ہوگی اور یہی وارث ہوگی اگر اسکی عورت نے عدت مین اپنے خاوند کے بیٹے کو بوسہ دیا شہوت سے اسواسطے
کہ زوجہ ساتھ طلاق بائن کے جدا ہوئی ہی نہ ساتھ بوسہ ابن زوج کے اور جو ایسا مریض ہو اور اُسنے اپنی زوجہ سے لعان کیا ف
اور لعان کا بیان آگے آتا ہی ص اور بسبب لعان کے دونون مین جدائی ہوگئی اور زوج اسی حالت مین مرا زوجہ وارث ہوگی
اور اسیطرح اگر قسم کھائی کہ چار ماہ تک زوجہ سے قربت نکریگا اور چار ماہ تک اُس سے قریب نہوا اور دونون مین جدائی ہوگئی بعد اسکے
زوج اسی حالت مین مرگیا تو زوجہ وارث ہوگی اور جو باہر گھر کے واسطے حوائج کے آوے اگرچہ بیمار ہو یا اسکو تپ ہو اور جو کہ بند ہو جاوے
یا صف قتال مین ہو یا قصاص اور رجم کے واسطے قید ہو تو وہ صحیح ہی اگر انمین سے کوئی جورو کو طلاق بائن دیوے تو بعد اسکے مرنے کے زوجہ وارث
نہوگی اگرچہ اسی حالت مین مرا ہو یا قتل ہو اور جو اسکی زوجہ نے اُس سے خلع کر لیا یا اپنی زوجہ کو اختیار طلاق کا دیا اور زوجہ نے
اپنے نفس کو اختیار کیا یا زوجہ کے حکم سے اسکو تین طلاق دیدے زوجہ اسکی وارث نہوگی ف اسواسطے کہ زوجہ ان صورتون مین
خود راضی طلاق سے ہوگئی ص اور اگر بے حکم زوجہ کے اسکو تین طلاق دیوے اور پھر اس مرض سے صحت پاکے مرگیا تب بھی وارث
نہوگی ف اسواسطے کہ جب وہ مریض بیچ مین اچھا ہوگیا تو حکم مرض کا باقی نرہیگا ص اور اگر ایسے مریض نے عورت سے کہا کہ مین نے
تجکو تین طلاق صحت مین دیے تھے اور گذر گئی عدت تیری اور عورت نے تصدیق کی بعد اسکے خاوند نے اقرار کیا کہ زوجہ کا مجپر
کچھ قرض ہی یا کچھ اسکو وصیت کی تو اگر وصیت یا اقرار کم ہی میراث سے تو اسکو اقرار اور وصیت کے موافق ملیگا اور اگر میراث کم ہی
اقرار سے یا وصیت سے تو میراث ملیگی بہرحال جو کم ہوگا وہی ملیگا ف اور صاحبین کے نزدیک اقرار اور وصیت اسکا صحیح ہی
تو موافق اقرار یا وصیت کے ملیگا ص اور جو ایسے مریض نے تین طلاق دیے اسکے امر سے حالت مرض مین پھر اقرار کیا اسکے
لیے قرض کا یا کچھ وصیت کی اسکے لیے پس اسکو جو کم ہوگا میراث یا اقرار و وصیت سے وہی ملیگا سب کے نزدیک ف اور جو ایسے
مریض نے اپنی زوجہ کے تین طلاق کو معلق کیا ایسی شرط پر کہ وہ زوجہ کے اختیار مین نہین ہی جیسے کسی وقت یا ماہ رجب وغیرہ کے
ساتھ یا فعل سے کسی اجنبی کے اور یہ تعلیق حالت مرض مین کی اور شرط پائی گئی مثلاً کہا کہ اگر رجب آوے تو تجکو تین
طلاق ہین یا زید نماز پڑھے تو تجکو تین طلاق ہین ص اور اسی حالت مین مرگیا تو زوجہ وارث ہوگی اور اگر حالت
صحت مین تعلیق کی تو وارث نہوگی اور جو ایسے مریض نے اپنی زوجہ کے تین طلاق کو اپنے فعل پر معلق کیا تو زوجہ
اسکی وارث ہوگی اگرچہ حالت صحت مین تعلیق کی ہو اور اگرچہ مرد کو اس فعل سے چارہ ہی جیسے بات کرنے پر اجنبی سے
یا چارہ نہین ہی جیسے کھانا طعام کا اور نماز فرض اور بات کرنا ماں باپ سے اور اگر زوجہ کے فعل پر معلق کیا اور تعلیق اور فعل
زوجہ کا دونون مرض مین واقع ہوے اور فعل ایسا ہی کہ عورت کو اس سے چارہ ہی جیسے بات کرنا اجنبی سے تو عورت
وارث نہوگی اور اگر اس فعل سے عورت کو چارہ نہین جیسے نماز فرض اور کھانا طعام کا تو وارث ہوگی اور اگر تعلیق
صحت مین ہی اور زوجہ کو اس فعل سے چارہ ہی تو وارث نہوگی اور اگر چارہ نہین ہی تو شیخین کے نزدیک وارث ہوگی
اور نزدیک امام محمد اور زفر کے وارث نہوگی ف اور فخر الاسلام نے ذکر کیا مبسوط مین کہ صحیح قول امام محمد کا ہی
ص اور اگر طلاق رجعی معلق کیا کسی شرط پر اور قبل گذرنے عدت کے وہ مرگیا تو ان سب صورتون مین وارث ہوگی ف
برابر ہی کہ طلاق دیا ہو صحت مین یا مرض مین اسکی طلب سے یا بغیر اسکی طلب کے اپنے فعل پر معلق کیا ہو یا زوجہ کے فعل پر اس فعل سے

ف ۱ واسطے مخالفت شرع کے اسلیے کہ عورت ایک طلاق رجعی پر راضی تھی نہ تین طلاق پر ۱۲

ف ۲ [illegible]

چارہ ہو یا نہو جلی ص اور تمام صورتوں میں اگر زوج بعد تمام ہونے عدت زوجہ کے مرا تو بالاتفاق اُس سے وارث نہوگی تو
میراث خاص ہو اُسی صورت میں جب مرجاوے خاوند اور عدت نہ گذری ہو ف اسواسطے کہ لکھا تھا حضرت عمرؓ نے
طرف شریحؒ کے کہ جو شخص تین طلاق دے اپنی عورت کو اور وہ مریض ہو تو وارث کرو اسکو جب تک وہ عدت میں ہو اور
جب اُسکی عدت گذر جاوے تو نہیں ہو میراث واسطے اُسکے روایت کیا اسکو امام محمدؒ نے اور امام مالکؒ کے
نزدیک بعد عدت کے بھی وارث ہوگی جب تک وہ غیر سے نکاح نہ کرلے جیسا کہ اوپر اسکا بیان بتفصیل گذر چکا

ص باب رجعت کے بیان میں

اور جب طلاق دے مرد اپنی عورت کو ایک طلاق رجعی یا دو طلاق رجعی تو جائز ہو خاوند کو کہ عدت کے اندر پھر اُس سے رجعت کرے برابر ہو کہ وہ راضی ہو یا نہو اور تین طلاق کے بعد رجعت جائز نہیں ف اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ ترجمہ اور جب طلاق دو تم عورتوں کو اور پہونچ جاویں وہ قریب اپنی میعاد کے تو روک رکھو انکو موافق دستور کے ص اور یہ حرہ میں ہو اور اگر لونڈی ہو تو ایک طلاق کے بعد اُس سے رجعت درست ہو ف اسواسطے کہ دو طلاق کے بعد لونڈی ایسی ہوجاتی ہو جیسے حرہ بعد تین طلاق کے کیونکہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طلاق لونڈی کے دو ہیں اور عدت اُسکی دو حیض ہیں اور یہ حدیث اوپر گذری ص اگر کہے کہ رجوع کیا میں نے تجھسے یا رجوع کیا میں نے اپنی عورت سے رجوع ثابت ہوگا اور اگر وطی کی یا بشہوت اُسکو مس کیا یا اُسکی فرج کی طرف بشہوت نظر کی تب بھی رجعت صحیح ہو اور امام شافعیؒ کے نزدیک بغیر زبان کے کہنے کے رجعت ثابت نہوگی ف اور دلیل ہماری قول اللہ تعالیٰ کا ہو فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ اور یہ مطلق ہو ص اگر زبان سے کہکے رجعت کرے تو مستحب ہو کہ اُسپر گواہ کرے اور عورت کو آگاہ کردے کہ میں نے تجھسے رجعت کی ف اور گواہ کرنے کے یہ معنی ہیں کہ جب رجعت کا ارادہ کرے تو دو مردوں کے سامنے کہدے کہ تم گواہ رہنا کہ میں نے اپنی عورت سے رجعت کی ص اور اگر شہادت نہ کرے تو بھی رجعت صحیح ہو ف اور یہی مذہب ہو امام احمدؒ کا اور امام مالکؒ کے نزدیک اور امام شافعیؒ کے نزدیک ایک روایت میں رجعت نہیں صحیح ہو مگر گواہوں کے سامنے اور دلیل لاتے ہیں ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے سورۂ طلاق میں وَأَشْهِدُوا ذَوَيْ عَدْلٍ مِنْكُمْ اور ہم کہتے ہیں کہ یہ امر واسطے استحباب کے ہو اور دلالت کرتا ہو اسپر کہ اللہ تعالیٰ نے فرقت میں بھی فرمایا ہو فَارِقُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ اور جیسا کہ فرقت میں شہادت شرط نہیں ایسا ہی رجعت میں اور بھی دلیل ہماری وہ ہو جو روایت کی ابوداؤدؒ نے سنن میں کہ عمران بن حصینؓ پوچھے گئے اُس شخص سے کہ طلاق دے اپنی عورت کو پھر جماع کرے اُس سے اور نہ گواہی کرے طلاق اور رجعت پر سو کہا کہ طلاق دیا اُسنے خلاف سنت کے اور رجعت کی خلاف سنت کے گواہ کرلے طلاق پر اور رجعت پر کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہو کہ رجعت میں گواہ کرنا مسنون ہو اور یہی ہمارا مذہب ہو اور بھی اس حدیث میں اشارہ ہو کہ رجعت جماع سے بھی ہوجاتی ہو نہ فقط قول سے اور یہی ہمارا قول ہو ص اور جو شخص کہ اپنی عورت کو طلاق رجعی دے تو مستحب ہو کہ اُسپر داخل نہووے

بدون اذن کے اور خبر دار کرنے کے جو قصد اُسکی رجعت کا نہ کرے **ف** اور یہ اثر روایت کیا حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے **ص**
اگر خاوند نے طلاق رجعی کی عدت گذرنے کے بعد دعوی کیا کہ مین نے عدت مین عورت سے رجعت کی تھی اور عورت نے اُسکی تصدیق
کی تو رجعت ثابت ہوگی اور اگر تکذیب کی تو دعوی باطل ہو اور رجعت ثابت نہوگی اور امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک عورت پر اس
صورت مین قسم نہین کیونکہ رجعت اُن چیزون مین سے ہے کہ امام صاحب کے نزدیک اُنمین قسم نہین **ف** اور صاحبین کے
نزدیک قسم لازم آویگی **ص** اگر خاوند نے عورت سے کہا کہ مین نے تجھسے رجعت کی اور عورت نے کہا عدت میری
گذر گئی اگر اُس مدت مین احتمال اسکا ہوسکے تو امام صاحب کے نزدیک عورت کا قول معتبر ہوگا اور رجعت ثابت
نہوگی اور نزدیک صاحبین کے رجعت ثابت ہوجاویگی اور اسیطرح اگر لونڈی کے خاوند نے بعد عدت گذرنیکے
اُسکے مالک سے کہا کہ مین نے اُس سے رجعت کر لی تھی عدت مین اور مالک نے اُسکی تصدیق کی اور لونڈی نے
اُسکی تکذیب کی تو امام صاحب کے نزدیک قول لونڈی کا معتبر ہوگا اور صاحبین کے نزدیک قول مولی کا اور اسی طرح
اگر لونڈی سے اُسکے خاوند نے کہا کہ مین نے تجھسے رجعت کی اور لونڈی نے کہا کہ عدت میری گذر گئی اور مولی اور
خاوند نے اسکا انکار کیا تو بھی امام صاحب کے نزدیک قول لونڈی کا معتبر ہوگا اور صاحبین کے نزدیک قول زوج اور مولی کا
ف اور دلیل اسکی ہدایہ مین مذکور ہے **ص** جو عورت کہ عدت مین ہے اگر اُسکا تیسرا حیض دسوین روز تمام ہو تو بمجرد
پاک ہونے کے عدت تمام ہوگئی اور اگر دس روز سے کم مین پاک ہوئی تو جب تک کہ غسل نکرے یا وقت ایک نماز فرض کا
اُسپر نہ گذر جاوے یا تیمم کرکے نماز نہ ادا کرے (ادھی ہو الحق حالت عذر مین ۱۲) عدت تمام نہوگی اور اگر اُسنے غسل کیا اور ایک عضو کا دھونا بھول گئی
اور خاوند نے رجعت کر لی درست ہے اور اگر ایک عضو سے کم چھوٹ گیا تو رجعت ثابت نہوگی **ف** اور امام
ابی یوسفؒ سے مروی ہے کہ مضمضہ اور استنشاق ترک کرنا بمنزلہ ترک کرنے ایک عضو کامل کے ہے اور انھی سے ایک روایت
مین اور امام محمدؒ کے نزدیک وہ ایک عضو کے حکم مین نہین اسواسطے کہ اُنکی فرضیت مین اختلاف ہے بخلاف اور اعضا کے
کذا فی الھدایۃ **ص** اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ حاملہ کو طلاق رجعی دیا اور اُسکے ساتھ وطی کرنے سے انکار کیا
بعد اسکے پھر اُس سے رجعت کر لی اور زوجہ بعد طلاق کے چھ مہینے سے کم مین جنی تو رجعت صحیح ہوگی کیونکہ معلوم ہوا
کہ زوجہ وقت طلاق کے حاملہ تھی اور بغیر وطی کے حاملہ نہین ہوتی تو خاوند اپنے انکار مین کاذب ہوگا اسواسطے کہ
لڑکا واسطے صاحب فراش کے ہے **ف** اور اس باب مین حدیث وارد ہے ابو ہریرہؓ نے نقل کی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
(اور یہ دلیل وطی ہے ۱۲) علیہ وآلہ وسلم نے لڑکا صاحب فراش کا ہے اور زانی کو محرومی ہے روایت کیا اُسکو بخاری اور مسلم نے حدیث سے اُنکی اور حضرت
عائشہؓ کے ایک قصے مین اور روایت کیا اُسکو نسائی نے ابن مسعودؓ سے اور ابو داؤد نے عثمانؓ سے **ص** اور اگر بعد جننے
کے ایک طلاق رجعی دیا اور وطی سے انکار کیا بعد اُسکے ایام عدت مین اُس سے رجعت کر لی تو صحیح ہے **ف** اور دلیل اسکی
اوپر گذری **ص** اور اگر بعد خلوت کے عورت کے ساتھ اُسکو طلاق رجعی دیا اور وطی سے انکار کیا بعد اُسکے
اُس سے رجعت کی رجعت صحیح نہوگی مگر یہ کہ وہ عورت وقت طلاق سے قبل گذرنے دو سال کے لڑکا جنی
تو رجعت درست ہوگی اسلیے کہ جب دو برس سے کم مین بچہ ہوا تو معلوم ہوا کہ وقت رجعت کے حمل موجود تھا اور اگر کسی

ف ۱ یعنی عدت گذرنیکا ۱۲ م
ف ۲ اسلیے کہ اُسنے قبل سے انقضاے عدت کی خبر نہین کی پس ظاہر بقاے عدت ہے کذا فی الاصل ۱۲
ف ۳ کہ نکاح ایک طلاق سے بائن ہوجاوے ۱۲
ف ۴ اسواسطے کہ وہ انکار کی وطی کا اور تکذیب شرعی بائن نہین گئی پس انکار اسکا حجت ہوگا کذا فی الاصل ۱۲
ف ۵ [illegible]

شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اگر تو جنے گی تو تجکو طلاق ہی تو جب وہ عورت جنے گی طلاق پڑجاویگا اور اگر بعد چھ مہینے کے یا زیادہ کے دوسرا لڑکا جنی تو رجعت ثابت ہوگی اور اگر کم مین چھ مہینے سے جنی تو رجعت نہوگی ف اور دلیل اسکی اصل مین مسطور ہی ص اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ جب تو جنے گی تو تجکو طلاق ہی اور عورت تین حمل مین تین بار جنی تین طلاق پڑجاوینگے اور دوسرے لڑکے سے اور تیسرے لڑکے سے رجعت ہوجاویگی ف اسواسطے کہ جب پہلا لڑکا پیدا ہوا تو طلاق پڑگیا اور عورت معتدہ ہوگئی اور دوسرے لڑکے سے پھر خاوند کی رجعت ثابت ہوگئی اور دوسرا طلاق پڑگیا اور تیسرے لڑکے سے پھر خاوند کی رجعت ثابت ہوگئی اور تیسرا طلاق پڑگیا ہدایہ ص اور اُسپر عدت حیض سے ہوگی ف اسواسطے کہ تیسرے جنے کے بعد تیسرا طلاق واقع ہوا پس عدت ولادت سے نہوگی ص جس عورت کو طلاق رجعی دیا ہو تو وہ عدت مین زینت کرے اور اپنے تئین آراستہ کرے تاکہ خاوند رغبت کرے اور اُس سے رجعت کرے ف ہدایہ مین ہی کہ رجعت مستحب ہی اور زینت برانگیختہ کرتی ہی رجعت پر تو زینت بھی مشروع ہوگی انتہی اور کشف الغمہ مین ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکروہ رکھتے تھے طلاق کو بے ضرورت اور رخصت دیتے تھے وقت ضرورت کے ص اور خاوند کو جائز نہین کہ زوجہ کو جو عدت مین طلاق رجعی کے ہو اپنے ساتھ سفر مین لیجاوے یہانتک کہ اُسکی رجعت پر گواہ کردے ف کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے وَلَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ الآیۃ یعنی نہ نکالو انکو اُنکے گھرون سے آخر آیت تک کفایہ حاشیہ ہدایہ مین ہی کہ یہ آیت نازل ہوئی اُن عورتون مین جو معتدہ ہین طلاق رجعی سے اور مراد یہان یہ ہی کہ شہادت کردینا مستحب ہی جیسا کہ اوپر گذرا ص اور خاوند کو جائز ہی کہ اپنی زوجہ سے جسکو طلاق رجعی دیا ہو وطی کرے اور امام شافعیؒ کے نزدیک وطی درست نہین یہان تک کہ زبان سے پہلے رجعت کرے اور ہمارے نزدیک وطی خود رجعت ہی ف اور یہی قول ہی امام احمدؒ کا اور ہماری دلیل قول ہی عمران بن حصینؓ کا جیسا کہ گذرا روایت کیا اُسکو ابوداؤد نے اور دوسرے یہ کہ وہ بمنزلہ زوجہ کے ہی کیونکہ اگر اُسکو دوسرا طلاق دے تو پڑجاتا ہی اور وارث ہوتی ہی اور تیسرے یہ کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَبُعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ اور خاوند اُنکے زیادہ حقدار ہین اُنکے پھیر لینے پر اور خاوند عورت کا نہین ہوسکتا جب تک وہ عورت اُسکی زوجہ نہو اور تفصیل اسکی تفاسیر مین مذکور ہی ص اور جب عورت کو طلاق بائن دے تین سے کم تو مرد کو جائز ہی کہ اُس عورت سے عدت مین یا بعد عدت کے نکاح کرے ف اسواسطے کہ جب تین طلاق دیگا تو اُسکا حکم آگے آتا ہی ص اور اگر تین طلاق دے آزاد کو یا دو لونڈی کو تو پھر اُسکو حلال نہین ہوتی جب تک کہ اُس عورت سے وطی کرے دوسرا خاوند بہ نکاح صحیح اور پھر دوسرا خاوند اُسکو طلاق دے یا مرجاوے اور عدت گذرجاوے یہ مذہب اکثر لوگون کا ہی اور سعید بن المسیبؓ کے نزدیک دوسرے خاوند کی وطی شرط نہین بلکہ فقط نکاح کافی ہی اور دلیل لاتے ہین ساتھ قول اللہ تعالی کے حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ اور ہماری دلیل حدیث عسیلہ کی ہی اور وہ حدیث مشہور ہی اُس سے زیادتی کلام اللہ پر درست ہی تو حلالہ کرنا بدون وطی کے مخالف ہی اس حدیث کے یہانتک کہ اگر قاضی اسکا حکم دے تو حکم اُسکا جاری نہوگا ف میزان شعرانی مین ہی کہ اتفاق کیا ائمہ اربعہ نے کہ جو شخص تین طلاق دے اپنی عورت کو تو پھر اُسکو وہ درست نہین یہانتک

کہ دوسرے خاوند سے نکاح کرے اور نکاح سے مراد اس مقام پر وطی ہی اور نکاح صحیح کی قید اسواسطے لگائی کہ نکاح فاسد سے وطی ہو تو حلال نہوگی انتہی اور حدیث عسیلہ یہ ہی کہ داخل ہوئی عورت رفاعہ قرظی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور کہا کہ تحقیق رفاعہ نے طلاق بائن دی مجکو اور عبد الرحمن بن زبیر نے نکاح کیا مجسے اور اُسکے پاس کنارہ ہی کپڑے کا اور پکڑ لیا اپنی چادر کے کنارے کو سو تبسم فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور فرمایا کہ شاید تو چاہتی ہی کہ پھر رفاعہ کے پاس چلی جاوے نہین ہوگا یہ جب تک تو نہ چکھے شیرینی عبد الرحمن بن زبیر کی اور وہ شیرینی تیری روایت کیا اسکو بخاری و مسلم اور اصحاب سنن نے اور ایک روایت مین صحیحین کی ہی کہ تین طلاق دیے تھے اسکو رفاعہ نے اور ایسا ہی اخراج کیا اسکا مالک نے مؤطا مین اور نام رفاعہ کی عورت کا تمیمہ بنت وہب تھا اور بھی روایت کی جماعت نے حضرت عائشہ رض سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوچھے گئے اُس شخص سے کہ تین طلاق دے اپنی زوجہ کو اور پھر نکاح کرے وہ عورت کسی اور سے اور طلاق دے وہ اسکو قبل جماع کے کیا حلال ہی وہ عورت اب پہلے خاوند کے واسطے فرمایا آپ نے نہین یہانتک کہ چکھے وہ دوسرا خاوند مزہ اُسکا جیسا کہ چکھا تھا اول خاوند نے اور بھی اخراج کیا ابن المنذر نے مقاتل بن حبان سے مانند اسکے **ص** اور جو لڑکا قریب بلوغ کے ہو وہ بھی حلالہ مین مثل بالغ کے ہی **ف** جب حشفہ فرج مین داخل ہو جاوے اور لڑکا بعضون نے لکھا ہی کہ بارہ برس کا ہووے اور بعضون نے لکھا ہی کہ دس برس کا ہو اور ہدایہ مین ہی کہ معنی اسکے یہ ہین کہ آلت اُسکی متحرک باشہوت ہوتی ہو اور نہایہ مین ہی نقلا عن التمرتاشی کہ اگر بہت بوڑھا شخص اپنی آلت کو ہاتھ کے زور سے داخل کر دے تو حلالہ ثابت نہوگا بہر حال شہوت اور ادخال معتبر ہی **ص** اور ایسے لڑکے کو مراہق کہتے ہین یعنی قریب بلوغ کے ہووے اور اُسکے امثال جماع کرتے ہون اور ضرور ہی کہ آلت اُسکی متحرک ہو اور اشتہا ہووے جماع کی اور اگر نکاح کیا عورت سے شرط پر حلالہ کے تو مکروہ ہی **ف** مثلا کہے کہ نکاح کرتا ہون مین تجھسے اس شرط سے کہ حلال کر دونگا تجکو یا عورت یہ کہے اور چلپی حاشیہ شرح وقایہ مین ہی کہ اگر دونون اپنے دل مین نیت کرین اور شرط نہ کرین زبان سے تو مکروہ نہین بلکہ اجر پاوینگے واسطے قصد اصلاح کے اور یہ نکاح اسواسطے مکروہ ہی کہ لعنت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حلالہ کرنے والے پر اور جسکے واسطے حلال کی جاوے روایت کیا اسکو دارمی نے حضرت عبد اللہ بن مسعود سے اور ابن ماجہ نے حضرت علی اور ابن عباس اور عقبہ بن عامر سے اور ظاہر یہ ہی کہ یہ قول مقتضی ہی تحریم کو **ص** لیکن حلال ہو جاویگی واسطے اول خاوند کے اور جسوقت کہ طلاق دیا عورت آزاد کو ایک یا دو اور عدت اُسکی گذر گئی اور اُسنے دوسرے خاوند سے نکاح کیا پھر اول خاوند پاس لوٹ آئی تو اب پھر اول خاوند مالک تین طلاق کا ہو گیا اور امام محمد کے نزدیک مالک ایک طلاق کا رہیگا اگر دو طلاق دے چکا تھا اور دو طلاق کا اگر ایک دے چکا تھا **ف** اجماع کیا ایمہ اربعہ نے کہ دوسرا خاوند ساقط کر دیتا ہی تین طلاقون کو اول خاوند سے تو اگر پھر وہ عورت اول خاوند پاس لوٹ آوے مالک تین طلاق کا ہو جاویگا اور تین سے کم مین اختلاف ہی اور ہماری دلیل قول ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ لعنت کی اللہ نے حلال کرنے والے پر اور جسکے واسطے حلال کی جاتی ہی تو معلوم ہوا کہ دوسرا خاوند حلت کا ثابت کرنیوالا ہی اور دوسرے یہ کہ جب تین طلاق کو ساقط کر دیا تو تین سے کم کو بدرجہ اولی ساقط کر دیگا اور بھی دلیل ہماری وہ ہی جو روایت کی محمد بن الحسن نے کتاب الآثار مین ابن عباس سے اِنَّهُ قَالَ يَهْدِمُ الزَّوْجُ الثَّانِي الْوَاحِدَةَ وَالثِّنْتَيْنِ وَالثَّلٰثَ

فرمایا حضرت عائشہ رض نے کہ تجیسا کہ جماع کے لطف ... یعنی لذت ... اور قادر نہین جماع پر ۱۲ ... اور اسواسطے کہ یہ نکاح تو ہو جاتا ہی بلکہ ... ہو گیا ۱۲ مجددہ

یعنی ... حلالہ ... [illegible]

یعنی ساقط کر دیتا ہے دوسرا خاوند ایک طلاق اور دو اور تین کو اور ایسا ہی کہا ابن عمرؓ نے اور امام محمدؒ کی دلیل وہ ہے جو
روایت کی بیہقی نے طریق شافعیؒ سے حمید بن عبد الرحمن اور عبد اللہ بن عبد اللہ اور سلیمان بن یسار سے
کہ ان سب نے سنا ابو ہریرہؓ سے کہ فرماتے تھے پوچھا میں نے عمر بن الخطابؓ سے اُس شخص سے کہ طلاق دیا اپنی عورت کو
ایک یا دو پھر عدت اُسکی گذر گئی اور نکاح کیا اُسنے دوسرے خاوند سے اور پھر نکاح کیا اُس سے اول خاوند نے
کہا حضرت عمرؓ نے کہ وہ عورت اُتنے ہی طلاق پر ہے جتنے باقی رہے ہیں اور بھی روایت کی بیہقی نے حکم بن عیینہ سے
انھوں نے یزید بن جابر سے انھوں نے اپنے باپ سے کہ سنا انھوں نے حضرت علیؓ بن ابی طالب سے کہ فرماتے
تھے وہ عورت اُتنے پر ہے جتنے طلاق باقی رہے ہیں یہ خلاصہ ہے اُسکا جو ذکر کیا اس مقام پر زیلعی نے تخریج ہدایہ میں ص
اور جس عورت کو تین طلاق دیے ہیں اگر اُسنے بعد ایسی مدت کے کہ اُسمین حلالہ ہو سکتا ہے کہا کہ میں حلالے
سے فارغ ہوئی اور خاوند کو گمان غالب ہوا کہ یہ سچی ہے تو اُسکو درست ہے کہ اُسے نکاح میں لاوے اور بعضون
نے کہا ہے کہ اقل اس مدت سے انتالیس[۳۹] روز ہیں اسواسطے کہ حلالے میں تین حیض اور دو طہر ضرور ہیں اور اقل مدت
حیض کی تین روز ہیں اور طہر کی پندرہ دن تو سب ملا کر انتالیس[۳۹] روز ہوے وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

ص باب ایلاء کے بیان میں

ایلاء شرع میں اُسے کہتے ہیں کہ خاوند قسم کھالے کہ مدت ایلاء میں میں عورت سے قریب نہونگا پس نہیں ایلاء ہے جو قسم
کرے کم مدت ایلاء سے اور مدت ایلاء کی واسطے آزاد عورت کے چار مہینے ہیں ف اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے
لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ الاٰیۃ ترجمہ جو لوگ ایلاء کرتے ہیں اپنی عورتوں سے انتظار ہے
چار مہینے کا ص اور واسطے لونڈی کے دو مہینے ہیں ف اور امام شافعیؒ اور احمدؒ کے نزدیک مدت ایلاء کی واسطے لونڈی اور آزاد
دونون کے لیے چار مہینے ہیں اور امام مالکؒ کے نزدیک مدت ایلاء کی واسطے غلام کے دو مہینے ہیں اور واسطے مرد
آزاد کے چار مہینے تو وہ مدت ایلاء میں اعتبار مردون کا کرتے ہیں اور ہم عورتون کا ص اور حکم ایلاء کا یہ ہے کہ اگر وطی
نکی چار مہینے تک تو بعد گذرنے مدت کے ایک طلاق بائن پڑجاویگا ف اور یہ مذہب امام ابو حنیفہؒ کا ہے اور ایمہ
ثلثہ کے نزدیک بعد گذرنے چار مہینے کے طلاق واقع نہوگا بلکہ مَولی ٹھہرایا جاویگا کہ یا رجوع کرے یا طلاق دیوے
اور دلیل اُنکی وہ ہے جو روایت کی بخاری نے حضرت ابن عمرؓ سے کہ کہا انھوں نے جسوقت کہ گذر جاویں چار ماہ ٹھہرایا جاویگا
یہان تک کہ طلاق دیوے اور روایت کی مالک نے موطا میں حضرت علیؓ بن ابی طالب سے کہ وہ فرماتے تھے جسوقت کہ
ایلاء کرے مرد اپنی عورت سے تو نہ واقع ہوگا اُسپر طلاق تو اگر گذر جاویں چار مہینے ٹھہرایا جاویگا یہان تک کہ طلاق
دیوے یا رجوع کرلے اور روایت کی امام احمدؒ نے حدیث حبیب بن ثابت سے انھوں نے طاؤس سے انھوں نے عثمانؓ سے
مانند اسکے اور جواب اسکا یہ ہے کہ معارض اسکی ہے حدیث بخاری کے وہ جو اخراج کیا ابن ابی شیبہ نے حَدَّثَنَا
اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ حَبِيْبٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ وَابْنِ عُمَرَؓ قَالَا اِذَا
اٰلٰى فَلَمْ يَفِئْ حَتّٰى مَضَتْ اَرْبَعَةُ اَشْهُرٍ فَهُوَ تَطْلِيْقَةٌ بَائِنَةٌ یعنی فرمایا حضرت عبد اللہ بن عباسؓ اور حضرت عبد اللہ بن عمرؓ

کہ جسوقت ایلاء کرے اور نہ رجوع کرے یہان تک کہ گذر جاوین چار مہینے تو وہ ایک طلاق بائن ہی اور معارض ہی روایت مالکؒ کی وہ جو روایت کی عبد الرزاق نے معمر سے انھون نے قتادہ سے کہ حضرت علیؓ اور عبد اللہ بن مسعودؓ تھے فرماتے جسوقت کہ گذر جاوین چار مہینے تو وہ ایک طلاق ہی اور عورت حقدار ہی اپنے نفس کی اور عدت کرے عدت مطلقہ کی اور بھی اخراج کیا عبد الرزاق نے معمر سے انھون نے قتادہ سے تحقیق کہ حضرت علیؓ اور حضرت عبد اللہ بن مسعود اور حضرت عبد اللہ بن عباسؓ ان سبؓ نے فرمایا کہ جسوقت گذر جاوین چار مہینے تو وہ ایک طلاق ہی اور عورت مستحق ہی اپنے نفس کی اور عدت کرے عدت مطلقہ کی اور معارض ہی روایت احمدؒ کی وہ جو روایت کی عبد الرزاق نے معمر سے انھون نے عطاء خراسانی سے انھون نے ابی سلمہ بن عبد الرحمن سے کہ عثمانؓ بن عفان اور زید بن ثابتؓ فرماتے تھے ایلاء مین کہ جسوقت گذر جاوین چار مہینے سو وہ ایک طلاق ہی اور عورت حقدار ہی اپنے نفس کی اور عدت کرے عدت مطلقہ کی کہا شیخ ابن الہمام نے وہ جو روایت کی ہمنے عثمان بن عفانؓ اور زید بن ثابتؓ سے بہتر ہی اس سے کہ روایت کیا اسکو احمدؒ نے عثمانؓ سے اسواسطے کہ ہماری سند جید ہی برخلاف روایت امام احمدؒ کے کیونکہ اسمین حال رجال کا معلوم نہین جبتک در مفصل کیا انھون نے اسکو اور نہین معلوم ہی کہ طاؤس نے اخذ کیا ہی عثمانؓ سے اور رد وہ جو روایت کی مالکؒ نے محمد بن علی سے انھون نے علیؓ بن ابی طالب سے مرسل ہی مثل روایت قتادہ کے اور دونون ہم عصر ہین اور رد وہ جو روایت کی ہمنے عبد اللہ بن عمرؓ اور ابن عباسؓ سے رجال انکے سب ایسے ہین کہ اخراج کیا انسے شیخین نے صحیحین مین تو نہین تفوق ہی روایت بخاری کو ابن عمرؓ سے ہماری روایت پر اور مین کہتا ہون کہ اور بھی صحابہ سے مثل ہمارے مروی ہی اخراج کیا دار قطنی نے مسلم بن شہاب سے انھون نے سعید بن المسیب سے اور ابی بکر بن عبد الرحمن سے تحقیق کہ عمر بن الخطابؓ فرماتے تھے جسوقت کہ گذر جاوین چار مہینے تو وہ ایک طلاق ہی اور خاوند مالک ہی اوسکی رد کا جبتک وہ عدت مین ہی مگر اس سے ثابت ہوتا ہی کہ ایک طلاق رجعی واقع ہوتا ہی اور سند عبد الرزاق مین ہی حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ وَابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ قَالَ آلَى النُّعْمَانُ مِنِ امْرَأَتِهِ وَكَانَ جَالِسًا عِنْدَ ابْنِ مَسْعُودٍؓ فَضَرَبَ فَخِذَهُ وَقَالَ إِذَا مَضَتْ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ فَاعْتَرِفْ بِتَطْلِيقَةٍ یعنی ایلاء کیا نعمان نے اپنی عورت سے اور تھے بیٹھے نزدیک حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کے تو ماری انھون نے ران اپنی اور کہا کہ جسوقت گذر جاوین چار مہینے تو سمجھ لے ایک طلاق اور زیلعی تخریج ہدایہ مین ہی کہ نکالا ابن ابی شیبہ نے مانند ہمارے مذہب کے ابن الحنفیہ اور شعبی اور نخعی اور مسروق اور حسن اور ابن سیرین اور قبیصہ اور سالم اور ابی سلمہ سے اور بھی نکالا دار قطنی نے ان سب سے اور بھی اخراج کیا عبد الرزاق نے عطاء اور جابر بن زید اور عکرمہ اور ابن المسیب اور ابی بکر بن عبد الرحمن اور مکحول سے مثل ہمارے مذہب کے اور ہدایہ مین ہی وَهُوَ الْمَأْثُورُ عَنْ عُثْمَانَ وَعَلِيٍّ وَالْعَبَادِلَةِ الثَّلٰثَةِ وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رِضْوَانُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ اور کہا امام محمدؒ نے موطا مین پونہچا ہمکو حضرت عمرؓ اور عثمانؓ اور تینون عبد اللہ سے اور زید بن ثابتؓ سے کہ کہتے تھے جسوقت کہ ایلاء کیا مرد نے اپنی عورت سے اور گذر گئے چار مہینے قبل رجوع کے تو وہ عورت بائن ہو گئی ساتھ ایک طلاق بائن کے اور فرمایا حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے تفسیر آیت شریف مین مانند اسکے اور ابن عباسؓ زیادہ جاننے والے ہین تفسیر قرآن کو غیر سے اور یہی قول ابی حنیفہؒ کا ہی اور اکثر فقہا کا انتہی ص تو مدت ایلاء سے کم کی اگر قسم کھاویگا

ل‍ه یعنی عبد اللہ بن عمرؓ اور عبد اللہ بن عباسؓ اور عبد اللہ بن مسعودؓ کہ عبادلہ ثلثہ سے یہی مراد ہین ۱۲

تو ایلاء ثابت نہوگا **ف** اسواسطے کہ ہدایہ میں ہی فرمایا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے نہیں ایلاء ہی کم میں چار مہینے سے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے کہ کہا انھون نے جب ایلاء کرے مرد عورت اپنی سے ایک مہینے یا دو مہینے یا تین مہینے اور میعاد تک نہ پونہچے یعنی چار مہینے تک تو نہیں ہی وہ ایلاء اور اخراج کیا مانند اسکے عطاء اور طاؤس اور سعید بن جبیر اور شعبی سے اور روایت کی بیہقی نے کہ کہا ابن عباسؓ نے تھا ایلاء جاہلیت کا ایک برس اور دو برس اور زیادہ اس سے اور اللہ نے مقرر کیا اسکے واسطے چار مہینے کو تو اگر کم ہو چار مہینے سے تو نہیں ہی ایلاء وہ ایسا ہی ذکر کیا زیلعی نے تخریج ہدایہ میں **ص** اور اگر وطی کر لی مدت ایلاء میں تو قسم میں حانث ہوگا اور کفارہ یا جزا لازم آویگی **ف** اور اسکا بیان آگے آتا ہی **ص** اگر کسی مرد نے اپنی زوجہ سے کہا قسم خدا کی مین تجھسے قربت نکرونگا یا قسم خدا کی چار مہینے تک قربت نکرونگا یا کہا کہ اگر مین تجھسے نزدیکی کرون تو مجھپر حج ہی یا روزہ ہی یا صدقہ ہی یا تو طالق ہی یا غلام میرا آزاد ہی تو ان سب صورتون مین ایلاء ثابت ہوگا **ف** اور یہی قول ہی امام شافعیؒ کا اور دلیل اسکی یہ ہی کہ فرمایا حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے جو قسم کہ مانع ہو جاع سے تو وہ ایلاء ہی ذکر کیا اسکو شیخ عبدالوہاب شعرانی نے کشف الغمہ میں **ص** اب اگر مدت ایلاء مین اُسکے ساتھ نزدیکی کر تو اگر قسم اللہ کے ساتھ کھائی ہی تو کفارہ قسم کا لازم آویگا **ف** اور ذکر کیا اس مسئلے کو میزان میں مسائل مجمع علیہا سے مگر قول قدیم شافعیؒ میں ہی کہ اُنکے نزدیک کفارہ لازم نہیں آتا اسواسطے کہ آگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہی فَإِنْ فَاؤُا فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ سو اگر رجوع کرین تو اللہ بخشنے والا ہی بڑا مہربان اور اللہ تعالیٰ نے جب وعدہ کیا مغفرت کا تو اب اُسکا گناہ عفو ہو گیا اور کفارہ لازم نہوگا اور ہمارا جواب یہ ہی کہ وہ وعدہ مغفرت کا آخرت مین ہی اس سبب سے کہ حانث ہوا یمین میں اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ فَكَفَّارَتُهٗ الآیۃ اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَاٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا فَلْيَأْتِ بِمَا هُوَ خَيْرٌ وَّلْيُكَفِّرْ عَنْ يَّمِيْنِهٖ یعنی جو شخص کہ قسم کھاوے کسی امر پر اور پھر خلاف اسکے بہتر دیکھے تو کرے وہ کام خلاف اور کفارہ دے قسم کا اور بیان کفارہ قسم کا اور اس حدیث کا کتاب الیمین مین انشاء اللہ آویگا اور روایت کی ترمذی نے عائشہؓ سے کہ کہا انھون نے کہ ایلاء کیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیبیون سے اور حرام کیا پھر کیا حرام کو حلال اور دیا قسم کا کفارہ کہا شیخ ابن حجر نے کہ راوی اسکے سب ثقہ ہین اور یہ حدیث ظاہر ہی کہ ہمارے مطلوب پر دلالت کرتی ہی **ص** ورنہ جزا **ف** یعنی حج کی صورت مین حج کرنا پڑیگا اور روزے کی صورت مین روزہ اور غلام آزاد ہونے کی صورت مین غلام آزاد ہو جاویگا **ص** اور ساقط ہو جاویگا ایلاء اور اگر اس مدت مین اُس سے وطی نہ کی ایک طلاق بائن پڑ جاویگا **ف** اور دلیل اسکی اوپر گذر چکی **ص** اور قسم موقت ساقط ہو جاویگی **ف** قسم موقت اُسکو کہتے ہین کہ اُسمین کوئی مدت معین مذکور ہووے **ص** تو اگر کہا قسم خدا کی تجھسے وطی نکرونگا چار مہینے تک اور وطی نہ کی تو وہ مطلقہ بائنہ ہو جاویگی جو پھر اُس سے نکاح کرے اور چار مہینے تک اُس سے نزدیکی نہ کرے طلاق واقع نہوگا اور قسم سو بدستور ساقط نہوگی **ف** یعنی جس قسم میں کوئی مدت مقرر نہ کرے مثلاً یون کہے قسم خدا کی مین تجھسے قربت نہ کرونگا **ص** تو اگر بعد بائنہ ہونے اور نکاح کے پھر چار مہینے تک

یعنی چار مہینے تک اُس سے وطی نہ کی اور مطلقہ بائنہ ہو گئی تو اگر اب پھر اُس سے نکاح کرے اور پھر چار مہینے تک اُس سے وطی نہ کرے تو طلاق واقع نہوگا ۱۲ منہ سلمہ ربہ

اُس سے نزدیکی نہ کی پھر طلاق واقع ہوگا پھر اگر اُس سے نکاح کرے اور نہ قریب ہو چار مہینے تو پھر طلاق واقع ہوگا
اور یہ تیسرا طلاق ہے اور عورت بائن ہوجاویگی **ف** یعنی اب بدون حلالہ کے اُس سے نکاح درست نہیں **ص**
اور اگر حلف مؤبد میں بعد تین طلاق کے اور حلالہ کے پھر اُس سے نکاح کیا تو ایلاء ساقط ہوجاویگا اور قسم باقی مؤبد ۱۲
رہیگی تو اب اگر چار مہینے تک اُس سے نزدیکی نہ کریگا طلاق واقع نہوگا اسواسطے کہ ایلاء باقی نہیں رہا اور اگر نزدیکی کریگا
واسطے عدم حنث کے ۱۲
حانث ہوگا اور کفارہ یا جزا لازم ہوگی اسواسطے کہ قسم باقی ہے اور یہ صورت جب ہے کہ قسم کو سوا طلاق کے اور چیز و پر معلق کیا
ہو اور اگر طلاق پر ہو **ف** جیسے کہا اگر میں تجھسے نزدیکی کرون تو تو طالق ہے **ص** تو قسم باقی نرہیگی اسواسطے کہ تنجیز یعنی بالفعل تین طلاق
دیدینا باطل کرتا ہے تعلیق کو **ف** جیسا کہ اوپر کتاب الطلاق میں بیان کر چکے تو صورت مسئلے کی یہ ہے کہ کسی شخص نے
اپنی عورت سے کہا کہ اگر میں تجھسے قربت کرون تو تجھکو طلاق ہے اور پھر بالفعل اُسکو کسی طرح سے تین طلاق دیدیے
اور وہ عورت بعد حلالہ کے پھر نکاح میں آئی تو اب اگر قربت کریگا طلاق واقع نہوگا اسواسطے کہ تنجیز باطل کرتی ہے تعلیق کو
ص اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا قسم خدا کی میں تجھسے نزدیکی نہ کرونگا دو مہینے اور دو مہینے بعد ان دو مہینون کے
تو ایلاء ثابت ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ دو مہینے میں تجھسے قربت نہ کرونگا اور ایکدن توقف کرکے پھر کہا قسم خدا کی میں تجھسے
دو مہینے قربت نکرونگا بعد ان دو مہینون کے جو اول میں اسکے تو ایلاء نہوگا اسواسطے کہ پہلے دن تو قسم کھائی تھی دو مہینے پر
ف اور دو مہینے سے ایلاء ثابت نہوگا **ص** اور دوسرے دن قسم کھائی چار مہینے پر مگر ایکدن کم **ف** اسواسطے
کہ اول دو مہینون سے ایکدن گذر گیا ہے تو سب چار مہینے پورے نہوے تو مدت ایلاء کی تمام نہوگی **ص** اگر
کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا قسم خدا کی ایک سال تجھسے نزدیکی نکرونگا مگر ایکدن تو ایلاء ثابت نہوگا **ف** اسواسطے کہ
ایلاء اسوقت ہوتا ہے کہ چار مہینے تک خاوند کو بغیر لازم ہونے جزا یا کفارے کے امکان وطی کا نہووے اور اس جگہ ممکن ہے
کہ بغیر لازم آنے کسی چیز کے ایک دن اُس سے وطی کرلے لیکن اگر ایک روز وطی کرلی اور بعد وطی کے چار مہینے یا زیادہ اُسکے
باقی رہے تو ایلاء ثابت ہوگا اسواسطے کہ اب امکان وطی کا بغیر لازم آنے جزا یا کفارے کے جاتا رہا ہدایہ **ص**
اگر کوئی شخص بصرے میں ہے اور اُسنے قسم کھائی کہ میں کوفے میں نہ جاؤنگا اور عورت اُسکی کوفے میں ہے تو ایلاء نہوگا
ف کیونکہ ممکن ہے کہ عورت کو کوفے سے باہر نکال کے اُس سے وطی کرے **ص** جس عورت کو کہ طلاق رجعی دیا
ہے قبل گذرنے عدت کے اُس سے ایلاء درست ہے اور جو عورت کہ اُسکو طلاق بائن دیا ہے یا اجنبیہ ہے تو اُس سے ایلاء
جائز نہیں **ف** تو اگر بعد قسم کے اُس عورت مبانہ کو یا اجنبیہ کو نکاح میں لایا اور اُس سے وطی کی حانث ہوگا
اور کفارہ یا جزا لازم ہوگی لیکن اگر اُس سے چار مہینے تک وطی نہ کریگا تو ایلاء نہوگا اسواسطے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایلاء اپنی بیبیون کے ساتھ خاص ہے نہ غیر عورتون سے
ص اگر کسی شخص نے اپنی عورت سے ایلاء کیا اور بسبب بیماری زوج یا زوجہ کے یا بہ سبب صغر سنی عورت کے یا رتق کے
ف رتق کے معنی بند ہوجانا اور کہتے ہین کہ یہ عورت رتقا ہے یعنی اُس سے جماع نہیں کر سکتے بسبب اس بات کے
کہ اُسمین سوا پیشاب کرنیکی جگہ کے اور کوئی سوراخ نہیں ہوتا ھکذا فی المغرب **ص** یا بسبب ہونے زوجہ کے

چار مہینے کی راہ پر وطی سے عاجز ہووے تو اُسکا رجوع زبان سے ہو جاویگا یعنی زبان سے کہدے کہ رجوع کیا مین نے اُس سے تو اگر مدت ایلاء کی گذر جاوے طلاق واقع نہوگا جب تک عاجز رہے تو اگر قبل مدت گزرنیکے وطی پر قادر ہو گیا اور عذر جاتا رہا تو اب رجوع اُسکا بغیر وطی کے نہوگا اور اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ سے کہا کہ تو مجھپر حرام ہے تو اگر نیت کی طلاق کی تو ایک طلاق بائن پڑجاویگا اور اگر نیت کی ظہار کی یا تین طلاق کی یا جھوٹ کہنے کی تو جو نیت کی ہے اُسکے موافق پڑیگا **ف** اور مروی ہے مؤطا مین کہ حضرت علیؓ فرماتے تھے أَنْتِ عَلَيَّ حَرَامٌ مین کہ وہ تین طلاق ہین اور یہ جب ہے کہ نیت کرے تین طلاق کی اور دلیل اسپر اثر حضرت عمرؓ کا ہے کہ جو شخص کہے عورت سے أَنْتِ حَرَامٌ تو وہ حرام ہے اور جو شخص کہے أَنْتِ بَائِنَةٌ تو وہ بائنہ ہے اور جو شخص کہے أَنْتِ طَالِقٌ ثَلٰثًا تو تین طلاق پڑجاوینگے تو لازم آویگا ہر شخص کو جیسا اُسنے لازم کیا اپنے اوپر اور مروی ہے ابن عباسؓ سے کہ وہ کہتے تھے أَنْتِ حَرَامٌ قسم ہے کفارہ دے اُسکا اور ایک روایت مین ہے کہ جس شخص نے حرام کیا اپنے اوپر اپنی عورت کو سو وہ کچھ نہین فرق کر کیا ان سب آثار کو کشف الغمہ مین آوران سب سے معلوم ہوتا ہے کہ مدار نیت پر ہے **ص** اور اگر نیت کی اپنے اوپر حرام کرنیکی یا کچھ نیت نہ کی تو وہ ایلاء ہو جاویگا اور بعضون کے نزدیک اگر زوجہ سے کہا تو مجھپر حرام ہے یا کہا کہ جو مجھپر حلال ہے وہ میرے اوپر حرام ہے یا کہا کہ جو میرے سیدھے ہاتھ مین ہووے وہ مجھپر حرام ہے طلاق واقع ہو جاویگا بغیر نیت کے واسطے عرف کے اور استعمال کے اور اسی پر فتویٰ ہے

باب خلع کے بیان مین

ف خلع کہتے ہین زوجیت زائل کرنے کو مقابلے مین اُس مال کے کہ خاوند زوجہ سے لیتا ہے **ص** نہین حرج ہے ساتھ خلع کے وقت حاجت کے **ف** مثلاً آپسمین ایسی لڑائی پڑجاوے کہ اصلاح اُسکی نہوسکے اور بدون حرج کے خلع مکروہ ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو عورتین کہ شرارت کرتی ہین اپنے خاوندون سے اور جو عورتین کہ خلع کرتی ہین وہی عورتین منافق ہین اور مراد اس سے یہی ہے کہ بغیر حاجت کے ہووے کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ یعنی اگر خوف کرو تم اس بات کا کہ نہ قائم کر سکینگے حدین اللہ کی تو نہین ہے گناہ اُن دونون پر اُس چیز مین کہ بدلا دیوے عورت ساتھ اُسکے اور روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ عورت ثابت بن قیس کی آئی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اور کہا یا رسول اللہ ثابت بن قیس نہین عیب لگاتی ہون مین اُسپر خلق و دین مین ولیکن مین مکروہ جانتی ہون ناشکری کو شوہر کی اسلام مین فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا رد کریگی تو اُسپر باغ اُسکا کہا ہان پھر فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ثابت کو قبول کر باغ اور دے اُسکو طلاق روایت کیا اُسکو بخاری نے اور ایک روایت مین اُسکی ہے کہ حکم کیا ثابت کو طلاق دینے کا اُس عورت کے اور ایک روایت مین ابن ماجہ کی ہے کہ ثابت بن قیس تھا بدصورت اور عورت نے اُسکی کہا کہ اگر نہوتا خوف اللہ کا تو جب آتا میرے پاس تو تھوکتی مین منہ پر اُسکے اور امام احمد کی روایت مین ہے کہ یہ اول خلع تھا اسلام مین اور نام ثابت بن قیس کی بیوی کا جمیلہ بنت عبداللہ بن ابی ہے اور دارقطنی نے اخراج کیا کہ نام اُسکا زینب ہے اور ایک روایت مین ابوداؤد اور ابن حبان اور بیہقی کی ہے کہ نام اُسکا حبیبہ بنت سہل تھا کہا

شیخ ابن حجر نے کہ شاید اُسکے دو نام ہین اور ایک حدیث مین حبیبہ واقع ہی اور وہ جو مجکو ظاہر ہوا یہ کہ ثابت بن قیس کے دو قصے ہین کہ دو عورتون مین اُسکی واقع ہوے کیونکہ دونون طریقے صحیح ہین **ص** بدلے مین اُس مال کے کہ صلاحیت رکھتا ہی مہر ہونیکی اور ایک طلاق بائن خلع سے پڑجاویگی **ف** اور یہی مشہور ہی قول امام شافعیؒ کا اور ایک روایت مین اُنسے اور امام احمدؒ کے نزدیک خلع فسخ ہی اور طلاق نہین ہی تو بعد دو طلاق کے اگر خلع کیا تو اُنکے نزدیک پھر نکاح کرنا اُس سے درست ہی اور ہمارے نزدیک درست نہین اور استدلال دونون مذہب کا اُسی آیت سے ہی جو خلع مین وارد ہوئی ہی اور طریقہ استدلال کتب اصول مین مذکور ہی اور یہی امام شافعیؒ دلیل لاتے ہین اثر ابن عباسؓ سے کہ وہ پوچھے گئے ایک شخص سے کہ دو طلاق دے اپنی عورت کو پھر خلع کرلے اُس سے آیا درست ہی کہ اب اُس سے نکاح کرے تو فرمایا انھون نے کہ ہان درست ہی چاہیے نکاح کرلے اُس سے روایت کیا اُسکو ابن الجوزی نے اور اخراج کیا اُسکا عبدالرزاق نے اور روایت کی دارقطنی نے ابن عباسؓ سے کہ خلع فرقت ہی اور ایسا ہی مروی ہی حضرت عثمانؓ سے اور دلیل ہماری وہ ہی جو ذکر کیا صاحب ہدایہ نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خلع ایک طلاق بائن ہی اور روایت کی دارقطنی اور بیہقی نے سنن مین عباد بن کثیر سے انھون نے ایوب سے انھون نے عکرمہ سے انھون نے ابن عباسؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا خلع کو ایک طلاق بائن اور روایت کیا اُسکو ابن عدی نے کامل مین اور ضعیف کیا اُسکو ساتھ عباد بن کثیر ثقفی کے اور روایت کی بخاری سے کہ وہ متروک ہی اور کہا نسائی نے متروک الحدیث ہی اور شعبہ سے کہ انھون نے کہا پرہیز کرو اُسکی حدیث سے اور سکوت کیا اُس سے دارقطنی نے اور ایک طریقہ اس حدیث کا صحیح ہی وہ جو روایت کی عبدالرزاق نے سعید بن المسیب سے مرسلاً تحقیق کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا خلع کو ایک طلاق بائن اور یہ مرسل ہی صحیح اور مرسل ہمارے نزدیک حجت ہی خصوصاً جب کہ مؤید ہوا اُسکی حدیث مسند اور حکم کیا امام شافعیؒ نے بھی کہ مراسیل سعید بن المسیبؓ کے اُنکو حکم وصل کا ہی کیونکہ مین نے اُنکو مسانید پایا اور حدیث ثابت بن قیس کی جو اوپر گذری ہمارے مذہب پر دلالت کرتی ہی اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے عثمانؓ سے کہ انھون نے کیا خلع کو ایک طلاق اور حضرت ابن مسعودؓ سے کہ انھون نے کہا نہین ہوتا ہی طلاق بائن مگر فدیے مین یا ایلا مین اور ایسا ہی روایت کی حضرت علیؓ سے اور تفصیل کی اُسکی اس مقام مین شیخ ابن الہمام نے **ص** اور اگر شرارت خاوند کی طرف سے ہی تو بدلا خلع کا لینا مکروہ ہی **ف** تحریماً اسواسطے کہ روایت کی امام محمدؒ نے آثار مین **أنا** أَبُو حَنِيفَةَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِذَا كَانَ الظُّلْمُ مِنْ قِبَلِ الْمَرْأَةِ فَقَدْ حَلَّتْ لَكَ الْفِدْيَةُ وَإِنْ كَانَ مِنْ قِبَلِ الرَّجُلِ فَلَا تَحِلُّ لَهُ الْفِدْيَةُ قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهِ نَأْخُذُ یعنی کہا ابراہیم نخعیؒ نے کہ جب ہووے ظلم طرف سے عورت کے تو حلال ہی تجکو فدیہ لینا اور اگر ہو طرف سے مرد کے تو نہین حلال ہی اُسکو فدیہ کہا محمدؒ نے اسی سے ہم اخذ کرتے ہین **ص** اور اگر شرارت طرف سے عورت کے ہووے تو جتنا مہر ہی اُس سے زیادہ لینا مکروہ ہی **ف** اسواسطے کہ روایت کی ابوداؤد نے مراسیل مین اور ابن ابی شیبہ اور عبدالرزاق نے قصہ ثابت بن قیس مین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا اُنکی عورت سے کیا پھیر دیتی ہی تو اُسپر اُسکے باغ کو کہ اُسنے تجکو مہر مین دیا ہی کہا اُسنے ہان اور کچھ زیادہ

توفرمایا آپ نے کہ زیادہ نہین اور نکالا اُسکو دارقطنی نے اسیطرح اور کہا کہ اسناد کی اوسکی ولید نے ابن جریج سے
انھون نے عطا سے انھون نے ابن عباس رضؓ سے آور مرسل صحیح ہی اور نکالا ابن الجوزی نے طریق دارقطنی سے
ابی الزبیر سے کہ ثابت بن قیس بن شماس تھی اُنکے پاس زینب بنت عبد اللہ بن ابی بن سلول اور مہر مین دیا تھا اُسکو
ایک باغ تو مکروہ جانا اُسکو اُسکی عورت نے تب فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا پھیر دیتی ہی تو اُسپر باغ کو
کہا اُسنے ہان اور کچھ زائد تو فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لیکن زیادتی تو نہین تب لے لیا اُس باغ کو ثابت نے
اور چھوڑ دیا اُسکو آخر حدیث تک کہا ابن الجوزی نے کہ اسناد اسکی صحیح ہی اور کہا دارقطنی نے کہ سُنا اُسکو ابو زبیر نے
کئنے لوگون سے اور بھی نکالا دارقطنی نے اپنی سند سے عطا سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہ لیوے مرد
اُس عورت سے جس سے خلع کرے زیادہ اُس سے کہ دیا ہی اُسکو اور روایت کیا اُسکو ابن ماجہ نے ابن عباسؓ سے اور اُسمین ہی کہ
حکم کیا ثابت کو کہ لے لیوے باغ اپنا اور نہ زیادہ لیوے کہا بعض محققین نے کہ نہین شک ہی ثبوت اس زیادت مین
ساتھ مرسل صحیح کے کہ مؤید ہو گئی ساتھ مسند اور مرسل کے اور روایت کی امام محمدؒ نے آثار مین اور امام ابو حنیفہؒ نے
مسند مین اور عبد الرزاق نے اور وکیع نے حضرت علیؓ سے کہ فرمایا انھون نے نہ لیوے مرد عورت سے زیادہ اُس سے کہ دیا ہی اور
جامع صغیر مین روایت ہی امام ابو حنیفہؒ سے کہ مکروہ نہین اور اس روایت کی دلیل اطلاق آیت ہی آور دوسرے یہ کہ روایت
زیادہ مہر سے لینا ۱۲
کی ابن الجوزی نے ابو سعید خدری سے کہا انھون نے تھی بہن میری زوجیت مین ایک مرد انصاری کے کہ
نکاح کیا تھا اُس سے باغ پر آخر حدیث تک یہان تک کہ فرمایا اُسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا پھیر دیتی ہی تو
اُسکو باغ اور وہ طلاق دے تجکو کہا اُسنے ہان اور زیادہ کرتی ہون تب فرمایا آپ نے کہ پھیر دے اُسپر باغ اور نہ زیادہ کر
اُسپر لیکن یہ حدیث صحیح نہین اسناد مین اُسکی عطیہ عوفی ہی کہا ابن حبان نے کہ نہین حلال ہی لکھنا اُسکی حدیث کا اور بھی
اسناد مین اُسکی حسن بن عمارہ ہی کہا بقیہ نے کذاب ہی واللہ اعلم ص اور اگر طلاق دیا عورت کو مال پر یا مال کے
ساتھ اور زوجہ نے قبول کیا طلاق بائن واقع ہوگا اور زوجہ پر مال لازم ہوگا آور جو شراب یا سور پر طلاق دیا تو طلاق رجعی
واقع ہوگا اور زوجہ پر کچھ نہ لازم آویگا آور اگر شراب یا سور پر خلع کیا تو عورت کو طلاق بائن واقع ہوگا ف کیونکہ
حدیث مین ہی کہ خلع ایک طلاق بائن ہی ص اور زوجہ پر کچھ لازم نہ آویگا اور اگر زوجہ نے کہا کہ جو کچھ میرے ہاتھ
مین ہی اُسکے بدلے مین خلع کرلے اور خاوند نے قبول کیا اور عورت کے ہاتھ مین کچھ نہ نکلا ایک طلاق بائن واقع ہوگا
اور زوجہ پر کچھ لازم نہ آویگا آور اگر عورت نے کہا کہ خلع کر مجھ سے اُس مال پر جو میرے ہاتھ مین ہی یا اُن درہمون پر جو
میرے ہاتھ مین ہین اور خاوند نے خلع کیا اور عورت کے ہاتھ مین کچھ نہ نکلا تو اول صورت مین جو کچھ مہر سے لیا ہی پھیر
دیوے اور دوسری صورت مین تین درم دیدیوے ف اسواسطے کہ اقل جمع کے تین ہین آور اگر خلع کیا عورت نے
خاوند سے اس بات پر کہ جو کچھ اُسکے گھر مین ہی وہ خاوند کے واسطے ہی تو جائز ہی اور جو کچھ اُس ساعت مین گھر مین ہوگا تو وہ
خاوند کا ہی آور اگر کچھ نہ نکلا تو عورت پر کچھ نہین آور اگر زوجہ نے خلع کیا اُسپر جو کچھ گھر مین ہی مال وغیرہ سے تو خاوند کو جو کچھ
ہوگا دیدیا جاویگا اور اگر کچھ نہ نکلا تو جتنا مہر کہ خاوند سے لیا ہی وہ خاوند کو پھیر دیگی ھکذا فی الکفایۃ ص اگر عورت نے

بقیہ نام راوی ہے ۱۲

ایک غلام پر جو بھاگ گیا ہے خاوند سے خلع کیا طلاق واقع ہوگا اور اُس غلام کا تسلیم کرنا عورت کو واجب ہوگا اگر اُسپر قادر ہو اور قیمت اُسکی اگر اُسکی تسلیم سے عاجز ہووے اگرچہ عورت نے شرط لگائی ہو کہ مین اُسکی تسلیم کی ضمان سے بری ہون اور اگر کسی عورت نے خاوند سے کہا طَلِّقْنِي ثَلٰثًا بِأَلْفٍ یعنی تین طلاق دے مجکو بدلے مین ہزار روپے کے اور خاوند نے اُسکو ایک طلاق دیا تو ایک طلاق بائن واقع ہوگا اور عورت پر تہائی حصہ ہزار روپے کا لازم ہوگا اور اگر کہا عورت نے طَلِّقْنِي ثَلٰثًا عَلٰى أَلْفٍ یعنی تین طلاق دے مجکو اوپر ایک ہزار روپے کے اور خاوند نے اُسکو ایک طلاق دیدیا تو اس صورت مین ایک طلاق رجعی واقع ہوگا نزدیک امام ابوحنیفہؒ کے اور عورت پر کچھ نہ لازم آویگا اور صاحبین کے نزدیک ایک طلاق بائن واقع ہوگا اور تہائی ہزار روپے کی زوجہ پر لازم ہوگی اور اگر کسی مرد نے اپنی زوجہ سے کہا کہ تین طلاق دے اپنے تئین بدلے مین ہزار کے یا اوپر ایک ہزار کے اور عورت نے اپنے کو ایک طلاق دیا تو کچھ واقع نہوگا اور اگر مرد نے زوجہ سے کہا کہ تو طالق ہے اور اوپر تیرے ہزار ہین یا لونڈی سے کہا کہ تو آزاد ہے اور اوپر تیرے ہزار ہین تو زوجہ پر طلاق واقع ہوجاویگا اور لونڈی آزاد ہوجاویگی برابر ہے کہ قبول کیا ہو ہزار کو یا نہ کیا ہو اور صاحبین کے نزدیک اگر زوجہ اور لونڈی نے ہزار قبول کیے ہین تو ہزار اُنپر لازم آوینگے اور اگر قبول نہین کیا تو زوجہ پر طلاق واقع نہوگا اور لونڈی آزاد نہوگی اور خلع عورت کے حق مین معاوضہ ہے یہانتک کہ صحیح ہے کہ عورت قبل قبول کرنے خاوند کے رجوع کر جاوے جب کہ ایجاب عورت کی طرف سے ہووے **ف** تو اگر کسی عورت نے خاوند سے کہا کہ خلع کر لے مجھسے اتنے مال پر اور قبل قبول کرنے خاوند کے پھر گئی تو جائز ہوگا **ص** اور شرط خیار کی صحیح ہے واسطے عورت کے نزدیک امام ابوحنیفہؒ کے اور نزدیک صاحبین کے صحیح نہین **ف** تو اگر خاوند نے عورت سے کہا کہ تو طالق ہے اوپر ہزار روپے کے اور تجکو خیار ہے تین دن تک تو اگر عورت رد کرے خیار کو تین دن مین باطل ہوگا اور اگر رد نہ کیا تین دن تک تو اُسکو طلاق پڑجاویگا اور ہزار روپے لازم آوینگے **ص** اور جب کہ ایجاب عورت کی طرف سے ہو تو ضرور ہے قبول کرنا خاوند کا مجلس مین **ف** تو اگر بعد اختلاف مجلس کے قبول کریگا معتبر نہوگا **ص** اور خاوند کے حق مین یمین ہے تو جب ایجاب خاوند کی طرف سے ہو تو نہین صحیح ہے رجوع اُسکا قبل قبول کرنے عورت کے اور نہین صحیح ہے شرط خیار کی واسطے خاوند کے اور قبول زوجہ کا مقید ساتھ مجلس کے نہوگا **ف** تو اگر عورت بعد اختلاف مجلس کے قبول کرے جائز ہوگا **ص** اور جانب غلام کا عتاق مین مال پر بمنزلہ جانب عورت کے ہے طلاق مین تو غلام کی طرف سے معاوضہ ہوگا اور مولی کی طرف سے یمین ہوگی **ف** تو صحیح ہوگا رجوع کرنا غلام کا قبل منظور کرنے مولی کے اور خیار ہوگا غلام کو اور ضرور ہوگا قبول مولی کا مجلس مین اور نہین صحیح ہوگا رجوع مولی کا قبل قبول کرنے غلام کے اور نہین صحیح ہوگی شرط خیار کی واسطے مولی کے اور نہ موقوف ہوگا منظور کرنا غلام کا مجلس مین **ص** اور اگر مرد نے اپنی عورت سے کہا کہ کل مین نے تجکو ہزار درم پر طلاق دیا تھا اور تو نے قبول نہین کیا تھا اور عورت نے کہا کہ مین نے قبول کیا تھا تو قول خاوند کا ساتھ قسم کے مقبول ہوگا اور اگر بائع نے مشتری سے کہا کہ کل اس غلام کو بدلے مین ہزار درم کے تیرے ہاتھ بیچا تھا اور تو نے قبول نہین کیا تھا اور مشتری نے کہا کہ مین نے قبول کیا تھا تو قول مشتری کا قبول ہوگا ساتھ قسم کے **ف** اور وجہ فرق کی دونون مسئلون مین اصل مین مذکور ہے **ص** اور خلع اور مبارات

ف اور وہ یہ ہے کہ ہر ایک دوسرے کو بری کر دے ص ساقط کر دیتے ہیں ہر حق کو جو ایک کا دوسرے پر ہے اُن حقوق میں سے جو متعلق ہیں نکاح کے ف مثلاً ایک عورت کا مہر ہزار درم تھا اور اسنے قبل لینے مہر کے سو درم پر خاوند سے خلع کیا تو خاوند پر کچھ مہر و نفقہ لازم نہ آویگا اور اگر بعد لینے مہر کے سو درم پر خلع کیا تو خاوند کو سوا سو درم کے اور کچھ نہ ملیگا ص اور جو حقوق کہ نکاح سے متعلق نہیں جیسے قیمت اُن اسباب کی کہ زوجہ نے خاوند سے اسکو خریدا ہے ساقط نہونگے اور مہر و نفقہ ساقط ہو جاوینگے اور لیکن نفقہ ایام عدت کا تو نہیں ساقط ہوگا بغیر ذکر کے ایسا ہی ہے ذخیرے میں اور مہر ساقط ہو جاویگا بغیر ذکر کے[ایام گذشتہ ۱۲] اور اگر باپ نے اپنی لڑکی نابالغہ کی طرف سے اُسکے خاوند سے خلع کیا تو لڑکی پر کچھ لازم نہ آویگا اور مہر اُسکا ساقط نہوگا اور طلاق پڑ جاویگا اُسپر صحیح روایت میں ف اور بعضوں نے کہا ہے کہ طلاق واقع نہوگا اور اول صحیح ہے جیسا کہ ہدایہ میں ہے اور مراد طلاق سے طلاق بائن ہے ص اور اگر باپ بدل خلع کا ضامن ہو گیا ہے تو صحیح ہے اور اُسپر مال لازم آویگا ف اور مہر ساقط نہوگا ہدایہ ص اور اگر شرط کیا بدل خلع کو اُس لڑکی پر پس اگر قبول کیا اُسنے[یعنی باپ پر ۱۲] اور وہ اہل قبول سے ہے تو اُسپر طلاق پڑ جاویگا اور مال لازم نہ آویگا ف یعنی وہ اہل قبول سے ہو مثلاً جانتی ہو کہ خلع کیا چیز ہے اور نکاح کیا چیز ہے تو اگر اُس بدل کو زوجہ کی طرف سے باپ نے قبول کیا تو اُسمیں دو روایتیں ہیں ایک روایت میں طلاق واقع نہوگا اور ایک روایت میں طلاق واقع ہوگا ہدایہ

ص باب ظہار کے بیان میں

ظہار شرع میں کہتے ہیں اسکو کہ مرد تشبیہ دے اپنی زوجہ کو یا اُسکے اُس عضو کو جس سے کل زوجہ سے تعبیر کرتے ہیں یا کسی عضو شائع کو اُس سے ف مثلاً یوں کہے کہ ثلث تیرا یا ربع تیرا ص ساتھ اعضا محارم کے کہ اُسپر نظر کرنا اُسکو حرام ہو چاہے وہ محارم رضاعی ہوں یا نسبی ف تو اگر تشبیہ نہ دی اور کہا کہ تو میری ماں ہے یا بہن ہے یا بیٹی ہے تو ظہار نہوگا اور اگر عورت کہے کہ تو میرے اوپر ایسا ہے جیسے پشت میری ماں کی تو کچھ نہیں ص تو اگر کہے کہ تو اوپر میرے مثل پشت یا شکم میری ماں یا بہن یا پھوپھی کے ہے یا کہے سر تیرا یا فرج تیری مثل پشت یا شکم یا ران یا فرج میری ماں یا بہن یا پھوپھی کے یا کہے نصف تیرا یا ثلث تیرا مثل پشت یا شکم میری خالہ یا بہن کے ہے تو ظہار ثابت ہوگا اور حرام ہوگی وطی اُس سے اور دواعی وطی یہاں تک کہ کفارہ دیوے ف اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ الآیۃ یہاں تک کہا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ص تو اگر وطی کی قبل کفارہ دینے کے استغفار مانگے اور کفارہ دیوے ظہار کا فقط اور اُس وطی حرام کے بدلے میں کچھ دینا لازم نہ آویگا ف اسواسطے کہ روایت ہے سلمہ بن صخر سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس مظاہر میں کہ جماع کرے قبل کفارہ دینے کے کہا کہ ایک ہی کفارہ ہے روایت کیا اسکو ترمذی اور ابن ماجہ نے اور ہدایہ میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واسطے اُسکے استغفار کر اللہ سے اور نہ عود کر یہاں تک کہ کفارہ دے اور روایت کی مانند اُسکے ابن عباسؓ سے کہ ایک مرد نے ظہار کیا عورت سے پھر جا پڑا اُسپر پھر آیا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اور عرض کیا میں جا پڑا اُسپر کفارہ دینے کے پہلے فرمایا پھر نہ پاس جا اُسکے جب تک کہ پورا نہ کرے تو جو حکم فرمایا تجکو اللہ نے[یعنی کفارہ ۱۲] اخراج کیا اسکو جماعت نے اور صحیح کیا اُسکو ترمذی نے اور ترجیح دیا

نسائی نے ارسال کو اُسکے اور روایت کیا اُسکو بزار نے ایک دوسرے طور سے نقل کی اُسنے ابن عباسؓ سے اور نہ یادہ کیا اُسمین کفارہ دے اور اعادہ نہ کر اور روایت کی امام محمدؒ نے آثار مین اَنَا اَبُوْحَنِیْفَةَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ فِی الرَّجُلِ یُظَاهِرُ مِنِ امْرَأَتِهٖ ثُمَّ یَقَعُ بِهَا قَبْلَ اَنْ یُّکَفِّرَ قَالَ قَدْ اَسَاءَ وَلَا یَعُدْ ص اور پھر وطی نہ کرے جب تک کفارہ نہ دے لیوے اور جب تک کہ مرد بعد ظہار کے قصد وطی کا نکرے کفارہ لازم نہوگا ف اور اگر قبل کرنے قصد وطی کے کوئی خاوند جورو مین سے مر جاوے کفارہ لازم نہ آویگا اور اگر بعد قصد وطی کے پھر جزم کرے کہ ہرگز اُس سے وطی نکرونگا تو بھی کفارہ ساقط ہوگا اور اگر ظہار موقت کیا جیسے کہے کہ تو میرے اوپر مانند پشت میری مان کے ہے ایک سال تک تو اب سال کے اندر قبل کفارہ دینے کے وطی حرام ہے اور بعد سال گذر جانیکے قبل کفارہ دینے کے وطی درست ہے اسواسطے کہ اب کفارہ ساقط ہوگیا بسبب گذر جانے وقت کے اور عورت کو مطالبہ کفارہ کا خاوند سے پہونچتا ہے اور حاکم خاوند پر جبر کریگا کفارے پر قید اور ضرب سے اور نکاح باقی رہیگا اور یہ حرمت بغیر دینے کفارے کے زائل نہوگی اور اسیواسطے اگر عورت سے ظہار کرکے اُسکو طلاق دیدیا اور پھر اُس سے نکاح کیا بعد عدت کے یا دوسرے خاوند کی طلاق کے بعد تو اب بھی وطی اُسکو حرام ہے یہان تک کہ کفارہ دیوے جامع الرموز ص اور یہ جتنے الفاظ گذر چکے سوائے ظہار کے اور کچھ نہونگے برابر ہے کہ نیت کرے ظہار کی یا کچھ نیت نکرے اور طلاق اور ایلا نہونگے اور اگر اپنی زوجہ سے کہا کہ تو اوپر میرے مثل میری مان کے ہے تو اُسکی نیت پر مدار ہوگا اگر اُسنے کہا کہ میری نیت کراہت کی تھی تو ویسا ہی ہوگا اور اگر کہا کہ مین نے ارادہ ظہار کا کیا تھا تو ظہار ہوجاویگا اور اگر کہا کہ مین نے ارادہ طلاق کا کیا تھا تو طلاق بائن واقع ہوگا اور اگر کچھ نیت نہ تھی تو لغو ہوجاویگا ف نزدیک شیخین کے اسواسطے کہ اُسکو محمول کرسکتے ہین کراہت پر اور امام محمدؒ کے نزدیک ظہار ہوگا ہدایہ ص اور اگر اپنی زوجہ سے کہا کہ تو اوپر میرے حرام ہے مثل میری مان کے تو جیسی نیت ہوگی ظہار یا طلاق وہی ہوگا ف اور اگر کچھ نیت نہوگی تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ایلا ہوگا اور امام محمدؒ کے نزدیک ظہار ہدایہ ص اور اگر کہا کہ تو اوپر میرے حرام ہے مانند پشت میری مان کے تو ظہار ہوگا اگرچہ نیت کی طلاق یا ایلا کی اور سوا ظہار کے کچھ نہوگا ف نزدیک امام ابو حنیفہؒ کے اور نزدیک صاحبین کے اُسکی نیت پر رہیگا لیکن فرق یہ ہے کہ امام محمدؒ کے نزدیک جب نیت طلاق کی کریگا تو ظہار نہوگا اور ابو یوسفؒ کے نزدیک دونون ہوجاوینگے ہدایہ ص اور خاص ہے ظہار اپنی زوجہ سے تو لونڈی سے اگر ظہار کیا کچھ لازم نہوگا ف روایت کی امام محمدؒ نے آثار مین ابو حنیفہؒ سے انھون نے حماد سے انھون نے ابراہیم سے کہ ظہار لونڈی سے واقع ہوگا اگر ظہار کرے اُس سے خاوند اُسکا اور نہ واقع ہوگا ظہار اگر ظہار کرے اُس سے مولی اُسکا کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَالَّذِیْنَ یُظَاهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ اور لونڈی زوجہ نہین کہ اُسپر ظہار واقع ہووے اور یہی قول ہے امام اور سعید بن المسیب اور مجاہد اور عامر شعبی کا انتہی اور امام مالکؒ کے نزدیک ظہار لونڈی سے ہوجاتا ہے اور ایمہ ثلثہ کے نزدیک نہین ہوتا اور ایسا ہی کہا عکرمہؓ نے ذکر کیا اُسکو بخاری نے تعلیقاً اور مجاہد نے اخراج کیا اُسکا سعید بن منصور نے ص اگر نکاح کیا ایک عورت سے بغیر اُسکے حکم کے

[illegible]

پھر ظہار کیا اُس سے اور پھر عورت نے اجازت دی نکاح کی تو ظہار باطل ہی اور اگر اپنی عورتون سے کہا کہ تم اوپر میرے مانند میری مان کی پشت کے ہو تو اُن سب سے مظاہر ہو جاویگا اور اُسکو ہر ایک کی طرف سے جدا جدا کفارہ لازم ہوگا **ف** روایت کی امام محمدؒ نے آثار مین اَنَا اَبُوْحَنِیْفَۃَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ اِذَا ظٰهَرَ الرَّجُلُ مِنْ اَرْبَعِ نِسْوَۃٍ فَعَلَیْهِ اَرْبَعُ کَفَّارَاتٍ قَالَ مُحَمَّدٌ وَبِهٖ نَاْخُذُ وَهُوَ قَوْلُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ یعنی کہا ابراہیم نخعیؒ نے کہ جسوقت ظہار کیا مرد نے چار عورتون سے تو اُسپر چار کفارے ہین

فصل کفارۂ ظہار کے بیان مین

ص کفارہ ظہار کا یہ ہی کہ ایک رقبہ[یعنی غلام یا لونڈی ۱۲] آزاد کرے **ف** تو اگر نہ پاوے تو دو مہینے پے درپے روزے رکھے اور اگر اسکی بھی استطاعت نہو تو ساٹھ مسکینون کو کھانا کھلاوے اسواسطے کہ کلام اللہ مین ایسا ہی وارد ہوا ہی **ص** مسلمان ہو یا کافر اور امام شافعیؒ کے نزدیک کافر درست نہین **ف** اور دلیل ہماری اطلاق ہی آیتؐ کا **ص** عورت ہو یا مرد چھوٹا ہو یا بڑا اگرچہ اونچا سُنتا ہو اور اگر بہرہ ہو یعنی بالکل نہ سنتا ہو تو جائز نہین اور جائز ہی کانا جسکی ایک چشم درست ہی اور جسکے ایک ہاتھ اور ایک پیر کٹا ہو خلاف سے **ف** یعنی داہنا ہاتھ اور بایان پیر کٹا ہو اور یا بایان ہاتھ اور داہنا پیر[بسبب فوت ہونے جنس منفعت کے ۱۲] کٹا ہو **ص** اور وہ مکاتب جسنے کچھ ادا نہین کیا **ف** اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکاتب غلام ہی جب تک کہ اُسپر ایک درم باقی ہی روایت کیا اُسکو ابوداؤد نے حدیث عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے **ص** اور جائز ہی کہ اپنا قریب رشتے دار[یعنی ذی رحم محرم ۱۲] جیسے باپ یا بیٹا نیت کفارہ سے خرید کر کے کفارے مین دیوے **ف** اور امام شافعیؒ کے نزدیک جائز نہین تو اگر بغیر نیت کفارے کے خرید کیا کفارہ نہوگا اگرچہ پھر نیت کفارے کی کر لے جامع الرموز **ص** اور بھی درست ہی کہ پہلے آدھا غلام آزاد کرے اور پھر باقی آزاد کر دے اور جائز نہین وہ غلام یا لونڈی جسکی جنس منفعت فوت ہو مثلاً دیوانے لا یعقل کو کفارے مین آزاد کرے اور یا اندھے کو تو جو شخص کبھی دیوانہ ہو جاتا ہی اور کبھی ہوش والا تو اُسکو آزاد کر دینا جائز ہی اور بھی جائز نہین وہ رقبہ کہ دونون ہاتھ یا دونون پیر اُسکے یا دونون انگوٹھے ہاتھ کے **ف** یا تین انگلیان ہر ہاتھ سے **ص** یا ایک ہاتھ اور ایک پیر ایک ہی طرف سے کٹے ہون اور بھی جائز نہین کہ مدبر کو کفارے مین آزاد کرے **ف** مدبر اُس غلام کو کہتے ہین کہ مولی اُسکے کہدے کہ تو بعد میرے مرنے کے آزاد ہی اور اسکا بیان آگے آویگا **ص** اور نہ وہ مکاتب جسنے کچھ بدل کتابت ادا کیا ہی اور نہ وہ غلام کہ مشترک ہو اور اپنا حصہ آزاد کر دے پھر باقی کو آزاد کرے بعد ضمان کے امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک جائز ہی اگر آزاد کرنیوالا مالدار ہو کیونکہ وہ اپنے شریک کے حصے کا ضامن ہو جاویگا تو گویا اُسنے کل غلام آزاد کیا اور اگر مفلس ہو تو اُنکے نزدیک بھی جائز نہین اور اگر آدھا غلام آزاد کیا نیت کفارے سے اور پھر باقی غلام بعد وطی اُس عورت کے جس سے ظہار کیا تھا آزاد کیا تو بھی جائز نہین اسواسطے کہ آزاد کرنا قبل جماع کے چاہیے اور صاحبین کے نزدیک درست ہو جاویگا اسواسطے کہ اُنکے نزدیک بعض آزاد کرنے سے کل آزاد ہو جاتا ہی اور جو شخص کہ عاجز ہو رقبہ آزاد کرنے سے **ف** یعنی بعد رکھ لینے خرچ حاجت اصلی کے جیسے کپڑے پہننے کے یا گھر رہنے کا اور امام محمدؒ سے مروی ہی کہ پیشے والا ایک روز کی خوراک رکھ لے اور غیر پیشے والا ایک مہینے کی محیط

ف کفارۂ ظہار بیان وارد ہے قال اللہ تعالی والذین یظاہرون من نسائہم ثم یعودون لما قالوا فتحریر رقبۃ من قبل ان یتماسا الآیۃ ۱۲ منہ

ص دو مہینے لگاتار روزے رکھے کہ ان مہینوں میں رمضان اور روز عید کے اور تین ان ایام تشریق کے نہ آویں اور اگر ان دونوں میں ایک دن بھی افطار کیا اگرچہ عذر سے ہو یا وطی کی رات میں قصدًا یا دن میں سہوًا تو پھر سرے سے روزے شروع کرے یعنی ان روزوں کو جو پہلے رکھ چکا ہے کفارے میں شمار نکرے اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک پھر شروع نکرے اور ان روزوں کو ملا کے تمام کر دیوے **ف** جامع الرموز میں لکھا ہے کہ اگر اثنائے کفارہ میں اخیر روزے میں آفتاب کے غروب تک غلام کے آزاد کرنے پر قادر ہو جاوے تو عجز ثابت نہوگا **ص** اور اگر روزے سے عاجز ہو تو آپ کھلا دے وہ یا اُسکا نائب ساٹھ مسکینوں کو ہر ایک کو بقدر صدقۂ فطر کے **ف** یعنی گیہوں سے نصف صاع اور جو اور خرمے سے ایک صاع اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے فَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّیْنَ مِسْکِیْنًا یعنی جو شخص کہ طاقت نرکھے روزے کی تو کھانا کھلانا ہے ساٹھ مسکینوں کا اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث اوس بن صامت اور سہیل بن صخر میں کہ واسطے ہر مسکین کے نصف صاع ہے گیہوں سے ایسا ہی ہدایہ میں کہا زیلعی نے تخریج میں درصواب سلمہ بن صخر ہے اور ہدایہ میں سہیل بن صخر واقع ہے اور یہ حدیث غریب ہے لیکن روایت کیا طبرانی نے معجم میں اوس بن صامت سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھلا تو ساٹھ مسکینوں کو تیس صاع تو کہا اُسنے کہ نہیں مالک ہوں میں اسکا مگر یہ کہ اعانت کیجیے آپ میری یا رسول اللہ تو اعانت کی اُسکی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ پندرہ صاع کے اور اور لوگوں نے یہانتک کہ پہونچ گیا تیس صاع تک اور سنن ابو داؤد میں ہے کہ حضرت نے اُنکی بیوی سے کہا کہ لیجا یہ عرق کھجور کا اور کھلا دے اُسکو ساٹھ مسکینوں کو اور وہ عرق ساٹھ صاع کا تھا اور عرق کہتے ہیں زنبیل کو **ص** اور اگر ہر ایک کو قیمت صدقۂ فطر کی دیدیوے تو بھی درست ہے اور امام شافعیؒ کے نزدیک دینا قیمت کا درست نہیں اور اگر ہر ایک کو صبح و شام پیٹ بھر کے کھانا کھلایا تو بھی جائز ہوگا اگرچہ کم میں سیر ہو گئے ہوں اور اگر ہر ایک کو ایک سیر گیہوں اور دو سیر خرمے یا جو دیدیے تو بھی درست ہے **ف** مطلب یہ ہے کہ دونوں ملکے برابر نصف صاع گیہوں کے یا ایک صاع جو اور خرمے کے ہو جاویں **ص** اور اگر ایک شخص کو دو مہینے تک ہر روز بمقدار صدقۂ فطر کے دیا یا اُسقدر قیمت دی یا ہر روز دونوں وقت پیٹ بھر کے کھانا کھلایا کیا تو بھی درست ہوگا اور اگر دو مہینے کا صدقہ ایک ہی روز میں ایک شخص کو دیدیا تو درست نہوگا مگر اُسی روزے جسدن دیا ہے اور اگر دو ظہار کی نیت سے ساٹھ شخصوں کو کھانا دیا ہر ایک کو ایک ایک صاع گیہوں کا تو شیخین کے نزدیک ادا نہوگا مگر ایک ظہار سے اور امام محمدؒ کے نزدیک دونوں ظہار سے ادا ہو جاویگا اور اگر نیت سے کفارۂ افطار اور ظہار سے دیا ہے تو سب کے نزدیک دونوں سے ادا ہو جاویگا **ف** اور وجہ اسکی شرح عربی میں مذکور ہے **ص** اور اگر دو ظہار سے چار ماہ تک روزے رکھے یا ایک سو بیس شخصوں کو کھانا دیا یا دو غلام کو آزاد کیا تو دونوں ظہار کفارہ ادا ہو جاویگا اگرچہ کسی کو معین نکیا ہو اور اگر دو ظہار کی نیت سے دو ماہ تک روزے رکھے یا ایک غلام کو آزاد کیا تو جسکے واسطے چاہے معین کر دے اور اگر نیت کفارۂ قتل خطا اور ظہار سے ایک غلام کو آزاد کیا تو کسی کی طرف سے جائز نہوگا اور امام زفرؒ کے نزدیک دونوں صورتوں میں **ف** یعنی دونوں ظہار کی نیت میں اور ظہا

اور کفارۂ قتل کی نیت مین **ص** کسی سے کافی نہوگا اور امام شافعیؒ کے نزدیک دونون صورتون مین جس سے چاہے معین کردے اور اگر غلام نے ظہار کیا **ف** ظہار غلام کا باتفاق ایمۂ اربعہ صحیح ہے اور یہی ماثور ہے تابعین سے **ص** تو فقط دو مہینے روزے رکھے اور جائز نہین ہے کہ مولی اُسکا مال سے اُسکی طرف سے کفارہ دیوے اسواسطے کہ کفارہ عبادت ہے تو دوسرے کے کرنے سے ادا نہوگا

ص باب لعان کے بیان مین

ف لعان شرع مین عبارت ہے اُن شہادات سے جو جاری ہوتے ہین درمیان جورو اور خاوند کے ساتھ الفاظ معروفہ کے فتح القدیر **ص** جس شخص نے اپنی زوجۂ عفیفہ پاکدامن کو جو زنا کے ساتھ متہم نہوئی ہو مثل اُس عورت کے کہ اُسکے پاس لڑکا ہو اور باپ اُسکا معلوم ہو تہمت زنا کی لگائی **ف** مثلاً یون کہا کہ تو زانیہ ہے یا مین نے دیکھا تھا کہ تو زنا کرتی تھی یا پکارا کہ اے زانیہ اور امام مالکؒ کے نزدیک مشہور مذہب مین لعان یا زانیہ مین نہوگا بلکہ حد واجب ہوگی اور یہی قول ہے لیث اور عثمان اور یحیی ابن سعید کا فتح **ص** اور دونون خاوند اور جورو صلاحیت شہادت کی رکھتے ہون **ف** یعنی دونون حر بالغ عاقل ہون اور کبھی حد قذف اُنپر نپڑی ہو **ص** اور اگر وہ عورت متہمہ ہے مثلاً اُسکے پاس ایک لڑکا ہے اور اُسکا باپ معروف نہین تو اُسکے قذف سے لعان نہین **ف** یا اُس عورت سے نکاح فاسد کیا اور دخول کیا اُس سے یا اُسنے اپنی عمر مین کبھی زنا کیا ہو اگرچہ ایک بار ہو یا وطی حرام کی ہو شبہ سے اگرچہ ایک بار تب بھی لعان جاری نہوگا **ص** یا اُسکے لڑکے کے نسب کو نفی کیا اور عورت نے مطالبہ کیا حد قذف کا تو خاوند پر لعان واجب ہوگا **ف** اور طلب کرنا عورت کا شرط ہے کیونکہ وہ اُسکا حق ہے ہدایہ **ص** تو اگر انکار کرے لعان سے قید کیا جاویگا یہان تک کہ لعان کرے **ف** اسواسطے کہ یہ حق ہے عورت کا خاوند پر اور خاوند اُسکے پورے کرنے پر قادر ہے **ص** یا اپنے کو جھٹلا دے تو حد مارا جاوے تو اگر لعان کیا مرد نے پھر لعان کرے عورت اور اگر لعان نہ کیا اُسنے قید کی جاویگی یہان تک کہ لعان کرے **ف** اسواسطے کہ یہ حق ہے عورت پر اور عورت قادر ہے اسکے ایفا پر تو قید کی جاویگی اسمین **ص** یا خاوند کی تصدیق کرے تو اُسکے لڑکے کا نسب خاوند سے دور ہو جاویگا لیکن اُسپر حد واجب نہوگی اس تصدیق سے تو اگر خاوند غلام ہے یا کافر ہے یا حد قذف مارا گیا ہے تو خاوند پر حد قذف پڑیگی کیونکہ ان صورتون مین وہ اہل لعان سے نہین بوجہ نہ صلاحیت رکھنے شہادت کے **ف** تو رجوع ہو جاویگا طرف موجب اصلی کے اور وہ قول اللہ تعالی کا ہے وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنَاتِ الایۃ اور خاوند کے کافر ہونے کی صورت یہ ہے کہ پہلے سے دونون کافر تھے اور عورت اسلام لائی قبل اسلام لانے خاوند کے اور خاوند نے اُسکو تہمت زنا کی لگائی قبل عرض اسلام کے اُسپر ایسا ہی ہے فتح القدیر مین **ص** اور اگر مرد صلاحیت شہادت کی رکھتا ہے اور عورت لونڈی ہے یا کافرہ ہے یا حد قذف پڑی ہے اُسپر یا صبیہ ہے یا مجنونہ ہے یا زانیہ ہے تو خاوند پر حد یا لعان کچھ لازم نہ آویگا کیونکہ جس صورت مین وہ عورت زانیہ ہے تو پاکدامن نہی ہے اور غیر زنا مین وہ صالح شہادت کی نہین تو خاوند پر حد نہین اسواسطے کہ وہ غیر محصنہ ہے اور لعان بھی نہین کیونکہ وہ عفیفہ یا صالح شہادت نہین ہے **ف** اور اصل اس باب مین قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم کا ہے چار عورتین ہین کہ نہین ملاعنہ ہے درمیان اُنکے نصرانیہ تحت مین مسلمان کے اور یہودیہ تحت مین مسلمان کے اور غلام نیچے حرہ کے اور حرہ نیچے غلام کے روایت کیا اُسکو ابن ماجہ نے ابن عطا سے انھون نے اپنے باپ عطای خراسانی سے انھون نے

عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے اور اخراج کیا اسکا دارقطنی نے عثمان بن عبد الرحمن وقاصی سے انھون نے عمرو بن شعیب سے اور طریق ابن ماجہ سے بھی اور کہا کہ متابعت کی عثمان بن عطاء خراسانی کی یزید بن ربیع نے عطاء سے اور وہ بھی ضعیف ہے اور روایت کیا اسکو اوزاعی اور ابن جریج سے اور یہ دونون بڑے امام ہین انھون نے عمرو بن شعیب سے لیکن انھون نے اسکو مرفوع نہین کیا پھر اخراج کیا اسکا موقوفاً پھر اخراج کیا اسکا عمار بن مطر سے انھون نے عمرو بن شعیب سے انھون نے اپنے باپ سے انھون نے اپنے دادا سے اور ذکر کیا مانند اسکے اور ضعیف کیا اسکے راویون کو کہا شیخ ابن الہمام نے اور تو جان چکا ہے کہ حدیث ضعیف جب متعدد طریقون سے روایت کی جاوے تو حجت ہو جاتی ہے اور یہ بھی ایسی ہی ہے خصوصاً جب کہ معتضد ہو اسکے روایت اوزاعی اور ابن جریج کی موقوفاً عمرو بن شعیب کے دادا پر اور تفصیل کی اس مقام مین زیلعی نے تخریج ہدایہ مین **ص** اور صورت لعان کی یہ ہے کہ اول خاوند کہے چار مرتبہ اَشْهَدُ بِاللّٰهِ اِنِّیْ لَصَادِقٌ فِیْمَا رَمَیْتُهَا بِهٖ مِنَ الزِّنَا یعنی گواہی دیتا ہون مین ساتھ خدا کے کہ مین سچا ہون نسبت کرنے مین زنا کی طرف اسکے اور پانچوین مرتبہ کہے لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَیْهِ اِنْ كَانَ كَاذِبًا فِیْمَا رَمَاهَا بِهٖ مِنَ الزِّنَا یعنی لعنت اللہ کی خاوند پر اگر اس زنا کی نسبت کرنے مین جھوٹا ہو اور ہر بار کہنے مین عورت کی طرف اشارہ کرتا جاوے پھر عورت کہے چار مرتبہ اَشْهَدُ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَكَاذِبٌ فِیْمَا رَمَانِیْ بِهٖ مِنَ الزِّنَا یعنی گواہی دیتی ہون مین ساتھ اللہ کے کہ خاوند کاذب ہے نسبت کرنے مین زنا کی طرف میرے اور پانچوین مرتبہ کہے غَضَبُ اللّٰهِ عَلَیْهَا اِنْ كَانَ صَادِقًا فِیْمَا رَمَانِیْ بِهٖ مِنَ الزِّنَا یعنی غضب اللہ کا ہو زوجہ پر اگر خاوند سچا ہو نسبت کرنے مین زنا کی طرف میری **ف** کیونکہ ایسا ہی وارد ہوا ہے کلام اللہ مین اور اگر قاضی اول زوجہ سے شہادتین لیوے تو اسکا اعتبار نہین پھر بعد لعان کرنے خاوند کے پھر زوجہ سے شہادتین لی جاوین اور یہی مذہب ہے امام شافعیؒ اور احمدؒ کا **ص** پھر قاضی ان دونون کے درمیان تفریق کر دے **ف** اور جب تک قاضی تفریق نکریگا تو تفریق نہوگی اور امام زفرؒ کے نزدیک فقط لعان سے فرقت ہو جاتی ہے تو اگر قبل تفریق قاضی کے کوئی دونون مین سے مر جاوے وارث ہوگا اور دلالت کرتا ہے ہمارے مذہب پر وہ جو مروی ہے صحیحین مین ابن عمرؓ سے تحقیق کہ ایک شخص نے لعان کیا اپنی عورت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین تو تفریق کر دی آپ نے درمیان ان دونون کے اور ملا دیا لڑکے کو ساتھ مان اسکی کے اور وہ جو سنن ابو داؤد اور صحیحین مین ہے عویمر عجلانی سے جب وہ دونون فارغ ہوے لعان سے تو کہا عویمر نے کہ جھوٹ بولا مین اگر روک رکھون مین زوجہ کو تو طلاق دیدے عویمر نے اسکو تین طلاق اور جاری کیا اسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور یہ امر سنت ہو گیا کہا سہل نے حاضر تھا مین اسوقت نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھر جاری ہوئی سنت بعد متلاعنین مین یہ کہ تفریق کر دی جاوے پھر نہ جمع ہو وین کبھی اور بیہقی نے اس مقام پر اعتراض کیا ہے اور جواب اسکا مذکور ہے فتح القدیر مین **ص** اور اگر نفی ولد سے تہمت لگائی ہے یا اس سے اور زنا سے تو انکو ذکر کرے لعان مین **ف** تو فقط نفی ولد مین زوج کہے اَشْهَدُ بِاللّٰهِ اِنِّیْ لَمِنَ الصَّادِقِیْنَ فِیْمَا رَمَیْتُكِ بِهٖ مِنْ نَفْیِ الْوَلَدِ اور عورت کہے اَشْهَدُ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكَاذِبِیْنَ فِیْمَا رَمَانِیْ بِهٖ مِنْ نَفْیِ الْوَلَدِ + اور دونون کی صورت مین خاوند کہے اَشْهَدُ بِاللّٰهِ اِنِّیْ لَمِنَ الصَّادِقِیْنَ فِیْمَا رَمَیْتُهَا بِهٖ مِنَ الزِّنَا

(حاشیہ:) ۱ یعنی ابن الہمام نے … ۲ یعنی شوہر اور زوجہ کی … ۳ یعنی اگر زوجہ … ۴ … صحیحین مین …

وَنَفَى الْوَلَدَ اور عورت کہے اَشْهَدُ بِاللّٰهِ اِنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِيْنَ فِيْمَا رَمَانِيْ بِهٖ مِنَ الزِّنَا وَنَفْيِ الْوَلَدِ ص پھر قاضی تفریق کردے اور نفی کرے نسب اس لڑکے کا خاوند سے اور ملادے اسکو ماں سے ف اور دلیل اسکی حدیث ابن عمرؓ ہے جو ابھی گذری ص اور بائن ہوجاویگی وہ عورت خاوند سے ساتھ ایک طلاق بائن کے تو اگر بعد تفریق کے یا قبل تفریق کے بعد لعان کے خاوند نے اپنے تئین جھٹلایا تو اسکو حد قذف ماری جاویگی اور حلال ہوجاویگا خاوند کو نکاح اسکا اسواسطے کہ اب لعان باقی نہیں رہا اور قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اَلْمُتَلَاعِنَانِ لَا يَجْتَمِعَانِ اَبَدًا یعنی دونوں لعان کرنے والے نہیں جمع ہونگے کبھی ف روایت کیا اسکو دارقطنی نے ابن عمرؓ سے مرفوعًا اور کہا صاحب تنقیح نے اسناد اسکی جید ہے اور موقوفًا اور پر علیؓ اور ابن مسعودؓ کے اور روایت کیا اسکو عبد الرزاق نے عمرؓ اور ابن مسعودؓ سے موقوفًا اور ابن ابی شیبہ نے موقوفًا حضرت عمرؓ اور ابن عمرؓ اور ابن مسعودؓ کہا سے نے اَلْمُتَلَاعِنَانِ لَا يَجْتَمِعَانِ اَبَدًا ص جب ہے کہ دونوں متلاعنین ہیں اسواسطے کہ علت ان دونوں کے جمع نہونے کی لعان ہے تو ہرگاہ لعان باطل ہوا تو اسکا حکم یعنی نہ جمع ہونا وہ بھی باقی نرہیگا ف اور تفصیل اسکی فتح القدیر میں ہے ص اور اسیطرح اگر بعد لعان اور تفریق کے زوج نے کسیکو تہمت زنا کی لگائی اور اسپر حد پڑی یا زوجہ نے کسی سے زنا کیا اور حد کھائی تو اب بھی نکاح ان دونوں میں حلال ہوجاویگا اسواسطے کہ اہلیت لعان کی باقی نرہی تو اسکا حکم بھی نرہیگا اور اگر گونگے نے اشارے سے اپنی زوجہ کو قذف کیا تو لعان لازم نہوگا اور حد قذف اسپر نہ پڑیگی ف اسواسطے کہ اسمیں شبہہ ہے اور حد دفع ہوجاتی ہین شبہون سے ص اگر زوج نے زوجہ سے کہا کہ حمل تیرا مجھسے نہیں ہے نزدیک امام کے لعان لازم نہوگا اگرچہ چھ مہینے سے کم میں جنی اور نزدیک صاحبین کے اگر چھ مہینے سے کم میں جنی تو لازم ہوگا ف اور دلیل دونوں کی ہدایہ میں اور اصل میں مذکور ہے ص اور اگر کہا کہ تو نے زنا کیا اور یہ حمل زنا کا ہے تو لعان واجب ہوگا اور نسب ولد کا ثابت رہیگا اسلیے کہ تلاعن دونوں کا بسبب اس قول کے تھا کہ زنا کیا تو نے نہ نفی حمل سے ف اور امام شافعیؒ کے نزدیک قاضی کو چاہیے کہ ولد کا نسب بھی نفی کردے اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نفی کی ولد کی ہلال بن امیہ سے اور اُسنے قذف کیا تھا اپنی زوجہ کو اور وہ حاملہ تھی روایت کیا اسکو بخاری اور ابوداؤد نے اور ہماری دلیل یہ ہے کہ احکام نہیں مترتب ہوتے ہین مگر بعد ولادت کے کیونکہ قبل ولادت کے احتمال گنجایش ہے اور یہ حدیث محمول ہے اس بات پر کہ آپنے پہچانا تھا قیام حمل کو ساتھ وحی کے کذا فی الہدایہ ص جس شخص نے کہ اپنی عورت کے جننے کے بعد نفی کیا ولد کو مبارکبادی کے وقت مین یا اسباب ولادت خریدنے کے وقت مین تو نفی صحیح ہے اور نسب ثابت نہوگا اور لعان لازم آویگا اور اگر بعد اس مدت کے کہا تو نسب ثابت رہیگا اور لعان واجب ہوگا ف اور زمانہ تہنیت کا معین نہیں ایک روایت مین تین روز ہین اور ایک روایت مین سات روز باعتبار عقیقے کے جامع الرموز ص اگر زوجہ نے ایک ہی حمل سے دو لڑکے جنے یعنی بیچ میں دونوں جننے کے چھ مہینے سے کم مدت گذری اور زوج نے اول کی نفی کی اور دوسرے کا اقرار کیا تو حد مارا جاویگا اور نسب ثابت ہوجاویگا دونوں کا اور اگر زوج نے کہا کہ اول مجھسے ہے اور دوسرے کی نفی کی تو نسب دونوں کا ثابت ہوگا اور لعان لازم آویگا ف اور وجہ اسکی اصل مین مذکور ہے

ص باب عنین کے بیان مین

ف عنین وہ شخص ہے جو قادر نہیں ہے وطی عورت پر باوجود قیام آلت کے اور اگر قادر ہو ثیبہ پر اور بکر پر قادر نہو

ضعف آلت کے یا بعض عورتون پر قادر ہو اور بعض پر نہین بسبب سحر کے یا کبرسن کے تو وہ عنین ہی بہ نسبت اُس عورت کے
جسپر قادر نہین آور بعض کتابون مین امتحان اسکا اسطرح پر مرقوم ہی کہ ایک طشت مین سرد پانی بھر کے اُسکو اُسمین بٹھلاوین
اگر ذکر اُسکا چھوٹا اور مائل ہو جاوے طرف پیڑو کے تو معلوم ہو کہ عنین نہین ہی ورنہ عنین ہی لیکن بات مقرر کرنا نہ وجہ
اور محیط مین ہی کہ اگر آلت اُسکا صغیر ہی کہ فرج مین ادخال اُسکا ممکن نہین تو عورت کو مطالبہ تفریق کا نہین پہونچتا اور
اگر نہایت صغیر ہی تو وہ مانند مجبوب کے ہی فی الفور تفریق کرا دی جاوے گی جیسا کہ آتا ہی **ص** اگر اُسنے اقرار
کیا کہ مین عورت پر نہین پہونچا **ف** یعنی ادخال نہین کیا **ص** تو ایک سال قمری کی حاکم مدت مقرر کر دے
اُسکو اور یہی صحیح ہی اور روایت حسن مین امام ابو حنیفہ رح سے ایک سال شمسی مہلت دے اور سال شمسی تین سو پینسٹھ دن
اور ربع دن کا ہوتا ہی اور سال قمری بارہ مہینے کا اور مدت اُسکی تین سو چون دن اور تیسرا حصہ ایک دن کا اور تیسوان حصہ
ایک دن کا ہوتا ہی اور ماہ رمضان اور ایام حیض اُسی مدت سے شمار کیے جاوینگے نہ ایام مرض زوج اور زوجہ کے **ف** ہدایہ
مین ہی کہ ایک برس کی مدت دینا مروی ہی حضرت عمرؓ اور علیؓ اور ابن مسعودؓ سے انتہی لیکن روایت عمرؓ کی سو اخراج کیا اسکا عبدالرزاق
نے سعید بن المسیبؓ سے کہ فیصلہ کیا عمر بن الخطابؓ نے عنین مین کہ مدت مقرر کی جاوے ایک سال کی کہا معمر نے اور یہ مدت اُس وقت سے
ہوگی جب سے نزاع واقع ہوا آور اسیطرح نکالا اُسکو ابن ابی شیبہ نے شعبیؒ سے کہ عمر بن الخطابؓ نے لکھا شریحؒ کو کہ مدت مقرر کر دے
واسطے عنین کے ایک برس جس دن سے کہ قصہ اُٹھایا جاوے نزدیک تیرے آور ایک روایت مین ہی کہ حضرت عمرؓ نے مدت مقرر کر دی واسطے
عنین کے ایک برس اور زیادہ کیا یہ کہ اگر اس مدت مین جماع کیا عورت سے تو فبہا ورنہ تفریق کر دو درمیان اُنکے اور واسطے عورت کے
مہر ہی کامل اور روایت کیا اسکو امام محمد بن الحسنؒ نے ابو حنیفہؒ سے انھون نے اسمعیل بن اسلم مکی سے انھون نے حسنؓ سے کہ آئی ایک
عورت نزدیک عمر بن الخطابؓ کے اور خبر کی اُنکو کہ خاوند میرا مجھ تک نہین پہونچتا ہی تو مدت مقرر کر دی انھون نے اُسکے لیے ایک سال تو
ہر گاہ کہ گذر گیا ایک سال اور نہ پہونچا اُسکو تو اختیار دیا عورت کو اور اُسنے اختیار کیا اپنے نفس کو تو کیا حضرت عمرؓ نے اُسکو
ایک طلاق بائن آور لیکن حدیث حضرت علیؓ کی سو روایت کیا اُسکو عبدالرزاق اور ابن ابی شیبہ دونون نے اپنی
سندون سے آور حدیث ابن مسعودؓ کی روایت کیا اُسکو ابن ابی شیبہ نے کہ کہا انھون نے مدت مقرر کی جاوے عنین
کی ایک سال تو اگر جماع کرے فبہا ورنہ تفریق کرا دی جاوے درمیان اُنکے اور بھی اخراج کیا اُسکا دارقطنی اور عبدالرزاق
نے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے مغیرہ بن شعبہ سے کہ انھون نے مدت دی عنین کو ایک سال اور نکالا ابن ابی شیبہ
نے حسن اور شعبی اور عطار اور سعید بن المسیب رضی اللہ عنہم سے کہ کہا ان سب نے مدت دیجاوے عنین کو ایک سال کی
ص پس جو وطی نہین کی اس مدت ایک سال مین تو قاضی تفریق کر دے آن دونون مین اگر عورت طلب کرے تفریق
کو اور بائن ہو جاویگی عورت ساتھ ایک طلاق کے اور عورت کو کل مہر ہی اگر خلوت کی ہی اُس سے اور واجب ہوگی
عدت آور اگر درمیان زوج اور زوجہ کے ابتدا سے اختلاف پڑا جیسا کہ زوج نے کہا کہ مین تجھپر قادر ہوا ہون اور زوجہ نے
اُسکا انکار کیا اور وہ قبل نکاح کے بکر تھی یا ثیب اور عورتون نے دیکھ کر کے گواہی دی کہ ثیبہ ہی خاوند کو قسم دینگے اگر قسم کھائی
تو حق زوجہ کا یعنی تفریق باطل ہو جاویگی اور اگر قسم سے نکول کیا یا عورتون نے گواہی دی کہ بکرہ ہی قاضی خاوند کو

سلہ یعنی آلت ادبیرہ وخصیہ مالیدہ
سلہ نکول بالضم از قسم باز ایستادن

ایک سال مہلت دے اور اگر بعد مہلت کے بھی اختلاف ہوا تو تقسیم ویسی ہی ہوگی جیسے قبل مہلت کے تھی لیکن اب مہلت نہ دیجاویگی تو اگر عورتون نے کہا ثیب ہے تو اگر خاوند حلف کریگا عورت کا حق باطل ہوگا جیسا کہ پہلے تھا اور اگر نکول کیا یا عورتون نے کہا بکر ہے تو عورت کو اختیار ہے تو اگر اپنے تئین اختیار کر لے ایک طلاق بائن واقع ہوگا اور اگر خاوند کو اختیار کریگی تو حق اسکا باطل ہوگا اور خصی مہلت دیا جاویگا مثل عنین کے **ف** خصی اسے کہتے ہین کہ جسکے خصیے نکال لیے گئے ہون اور آلت قائم ہو اور اسکا حکم کل مسائل مذکورہ مین مثل عنین کے ہے **ص** اگر زوج مجبوب ظاہر ہوا **ف** یعنی اسکی آلت کٹی ہو **ص** اور زوجہ نے قاضی سے تفریق طلب کی تو فی الفور تفریق کرا دیجاویگی اسواسطے کہ اسکو مہلت دینے مین کچھ فائدہ نہین برخلاف خصی کے کہ وطی کی توقع اس سے ہے **ف** بوجہ قیام آلت کے **ص** اسکو زوج اور زوجہ مین سے بسبب عیب دوسرے کے خیار نہین برخلاف امام شافعیؒ کے کہ انکے نزدیک پانچ عیبون مین خیار ہے ایک جنون دوسرے برص تیسرے جذام چوتھے قرن پانچوین رتق اور امام محمدؒ کے نزدیک اگر خاوند کو جنون یا جذام یا برص ہے تو عورت کو اختیار ہے اور اگر عورت کو ہے تو مرد کو اختیار نہین کیونکہ مرد اپنے سے دفع ضرر کر سکتا ہے اسطرح کہ طلاق دیدیوے برخلاف عورت کے **ف** رتق کے معنی بند ہونا اور عرب مین کہا کرتے ہین اِمْرَاَۃٌ رَتْقَاءُ جس سے جماع نہین کر سکتے بوجہ بند ہونے مقام دخول کے اور قرن نام ہے ایک عصب غلیظ کا یا گوشت کا جو اٹھا ہوا ہو یا ہڈی کا جو فرج مین ہووے اسطرحپر کہ مانع ہو دخول سے امام شافعیؒ کہتے ہین کہ بعضی ان چیزون سے کراہت طبع ہوتی ہے اور طبع مؤید ہے ساتھ شرع کے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھاگ تو اس شخص سے جسکو جذام ہو جیسا کہ بھاگتا ہے تو شیر سے روایت کیا اسکو بخاری نے ابو ہریرہؓ سے اور بعضی ایسی ہین کہ وہ مانع ہین استیفاے منافع کو ہمارا جواب یہ ہے کہ فوت استیفاے منافع کا موت سے بھی ہو جاتا ہے اور وہ موجب فسخ نکاح نہین یہان تک کہ موت سے کچھ مہر ساقط نہوگا تو یہ عیوب بطریق اولی موجب فسخ نہونگے اور یہ اسواسطے کہ استیفاے منافع ثمرہ نکاح ہے اور استحقاق تمکین خاوند کا ہے وطی پر عورت سے اور وہ حاصل ہے مجذومہ اور مجنونہ اور برصا سے اور اسیطرح رتقاء اور قرناء سے ساتھ شق اور فتق کے کذا فی الہدایہ والکفایہ

ص باب عدت کے بیان مین

جس شخص نے اپنی زوجہ کو بعد خلوت کے طلاق رجعی یا بائن دیا اور عورت آزاد ہے اگر اسکو حیض آتا ہو تو تین حیض کامل تک اسکو عدت لازم آویگی **ف** کیونکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَالْمُطَلَّقَاتُ یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْءٍ یعنی مطلقات روک رکھین اپنے نفسون کو تین حیضون تک اور امام شافعیؒ کے نزدیک عدت اسکی تین طہر ہین اور یہ اختلاف واقع ہوا ہے اس سبب سے کہ لفظ قرء سے کیا مراد ہے ہمارے نزدیک قرء کے معنی حیض ہین اور انکے نزدیک طہر اور ادلہ طرفین کے کتب اصول مین تفصیل مذکور ہین اور مذہب ہمارا ماثور ہے خلفاء راشدین اور عبادلہ ثلاثہ اور ابی بن کعب اور معاذ بن جبل اور ابو الدرداء اور عبادہ بن الصامت اور زید بن ثابت اور ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہم سے اور زیادہ کیا ابو داؤد اور نسائی نے معبد جہنی کو منقول ہے اور امام شافعیؒ کا مذہب ماثور ہے حضرت عبد اللہ بن عمرؓ اور زید بن ثابتؓ سے حالانکہ معارض ہوئی اسکی روایت ابن عمرؓ سے موافق ہمارے مذہب کے نقل کیا اسکو طحاوی نے اور بعض حفاظ نے

خنابلہ سے اور اسناد کی طحاوی نے طرف قبیصہ بن ذویب کے کہ انھون نے سنا زید بن ثابت سے کہ کہتے تھے عدت
لونڈی کی دو حیض مین تو یہ بھی معارض ہے آنکی روایت کے زید بن ثابت سے اور یہی قول ہے سعید بن المسیب اور ابن جبیر
اور عطا اور طاؤس اور عکرمہ اور مجاہد اور قتادہ اور ضحاک اور حسن بصری اور مقاتل اور شریک قاضی اور ثوری اور اوزاعی
اور ابن شبرمہ اور ربیعہ اور سدی اور ابو عبید اور اسحق کا اور اسی طرف رجوع کیا امام احمدؒ نے اور کہا امام محمد بن حسن نے
موطا مین **حَدَّثَنَا** عِيسَى بْنُ أَبِي عِيسَى الْخَيَّاطِ الْمَدَنِيِّ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ ثَلٰثَةَ عَشَرَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ قَالُوا الرَّجُلُ أَحَقُّ بِامْرَأَتِهِ حَتّٰى تَغْتَسِلَ مِنَ الْحَيْضَةِ الثَّالِثَةِ یعنی کہا
تیرہ شخصون نے اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ مرد حق دار زیادہ ہے اپنی عورت کے ساتھ یہان تک کہ غسل کرے
تیسرے حیض سے **ص** اور اگر اُس عورت کو حیض نہین آتا جیسا کہ وہ صغیرہ ہے یا کبیرہ ہے اور سن یاس کو پہونچ گئی ہے یا بن
بلوغ کو نہین پہونچی اور حیض نہین آیا تو اُسکو تین مہینے تک عدت واجب ہوگی **ف** اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَاللّٰئِي
يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيضِ مِنْ نِسَائِكُمْ الآیہ **ص** اور اگر نکاح فسخ ہوگیا بسبب خیار بلوغ کے یا احد الزوجین کی ملک کے سبب دوسرے پر
یا بسبب بوسہ لینے زوجہ کے ابن زوج کو بشہوت یا بسبب مرتد ہو جانے احد الزوجین کے یا بسبب کفو نہونے کے یا اور
کسی سبب سے بعد خلوت کے اور زوجہ آزاد و صاحب حیض ہے تو اُسکی عدت تین حیض ورنہ تین ماہ ہونگے **ف** اور عدت
شروع ہوگی وقت طلاق سے یا فسخ سے نہ وقت خبر سے ایسا ہی ہے جامع الرموز مین **ص** اور تین حیض کامل اسواسطے
معتبر ہین کہ اگر کسی شخص نے اپنی زوجہ کو حیض مین طلاق دیا تو یہ حیض عدت مین محسوب نہوگا اور جس ام ولد کا مولیٰ مر گیا یا
اُسکو آزاد کر دیا اور جس عورت سے وطی کی کسی شخص نے شبہے سے اپنی بیوی جانکر یا نکاح فاسد سے مثل نکاح موقت اور
متعہ کے اور خاوند مر گیا یا آپس مین فرقت ہو گئی تو اگر عورت صاحب حیض ہے تو تین حیض اُسکی عدت ہوگی اور اگر صاحب حیض
نہین تو تین مہینے **ف** اور امام شافعیؒ کے نزدیک جب مولیٰ ام ولد کا مر جاوے یا آزاد کر دیوے تو عدت اُسکی ایک
حیض ہے اور دلیل ہماری وہ ہے جو روایت کی ابن ابی شیبہ نے یحییٰ بن کثیر سے تحقیق کہ عمرو بن العاص نے حکم کیا ام ولد کو
کہ آزاد ہو گئی تھی عدت کرنے کا ساتھ تین حیض کے اور لکھا یہ طرف حضرت عمرؓ کے تو آپ نے پسند کیا اسکو اور وفات مین
قول آنکا معلوم نہین لیکن نکالا ابن ابی شیبہ نے حارث سے انھون نے علی اور عبد اللہ سے کہ کہا اُن دونون نے عدت
ام ولد کی تین حیض ہین جس وقت کہ مر جاوے مولیٰ اُسکا اور نکالا مثل اسکے ابراہیم نخعی اور ابن سیرین اور حسن بصری
اور عطا سے **ص** اور اگر حرہ کا خاوند مر گیا **ف** برابر ہے کہ وہ عورت مسلمان ہو یا کتابیہ حائضہ یا غیر حائضہ مدخولہ
بہا یا غیر مدخولہ بہا صغیرہ یا کبیرہ **ص** تو عدت اُسکی چار مہینے دس دن ہین **ف** اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ اس نے
وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَّعَشْرًا
ترجمہ اور جو مر جاتے ہین تم مین سے اور چھوڑ جاتے ہین بیویان روک رکھین اپنے نفسون کو چار مہینے دس دن **ص** اور
عدت اُس لونڈی کی جو صاحب حیض ہے واسطے طلاق اور فسخ کے دو حیض ہین **ف** اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے لونڈی کے دو طلاق اور عدت اُسکی دو حیض ہین اور یہ حدیث اوپر گذر چکی اور اسواسطے

ط اور ان دونون کلیمان

کہ قیمت منصف ہو اور حیض قسمت نہین پاتا تو دو سرا حیض بھی پورا ہوگیا تو دو حیض ہو گئے جیسا کہ کہا حضرت عمرؓ نے
کہ اگر استطاعت رکھتا مین یہ کہ کردون اسکو ایک حیض اور آدھا البتہ کرتا مین اسکو سو ایک شخص نے کہا کہ آپ کرتے اسکو
ڈیڑھ مہینا تو چپ رہے حضرت عمرؓ روایت کیا اسکو عبد الرزاق نے اور شافعی نے مسند مین اور ابن ابی شیبہ نے
مصنف مین اور حضرت عمرؓ نے اسواسطے سکوت کیا کہ کلام اسکا قابل التفات تھا کیونکہ انکا کلام صاحبات حیض مین
تھا اور وہ عدت بیان کرتا تھا آیسہ کی تو مشورہ اسکا ماتحن فیہ سے خارج تھا **ص** اور جو لونڈی صاحب حیض نہین تو عدت
اسکی نصف عدت حرہ ہے یعنی واسطے طلاق اور فسخ کے ڈیڑھ مہینا اور واسطے موت کے دو مہینے اور پانچ روز اور عدت
حاملہ کی آزاد ہو یا لونڈی طلاق اور فسخ اور موت مین ساتھ وضع حمل کے ہے اگرچہ خاوند اسکا جو مرگیا ہے لڑکا ہو **ف** اسواسطے
کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ یعنی جو عورتین حاملہ ہین تو انکی عدت یہ ہے
کہ وضع حمل کریں اور حضرت علیؓ کے نزدیک ضرور ہے وضع حمل اور چار مہینے دس دن بھی اور یہی قول ہے ابن عباس کا
کیونکہ اس آیت سے واجب ہوئی اسپر عدت ساتھ وضع حمل کے اور آیت يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ
وَّعَشْرًا سے واجب ہے چار مہینے دس دن کو تو دونون جمع کرنے مین احتیاط ہے اور امام مالک کی موطا مین ہے سلیمان بن یسار
سے کہ عبد اللہ بن عباس اور ابا سلمہ بن عبد الرحمن بن عوف نے اختلاف کیا اس عورت مین کہ جنی کچھ راتون بعد اپنے
خاوند کے تو کہا ابو سلمہ نے کہ جسوقت جنا اسنے تو حلال ہوگیا کہ نکاح کرے اور ابن عباس نے کہا کہ عدت اسکی
آخر ہے دونون مدتون سے تو کہا ابو ہریرہؓ نے کہ مین اپنے بھائی کے بیٹے یعنی ابا سلمہ کے ساتھ ہون پھر بھیجا
کریب مولا عباس کو طرف ام سلمہؓ کے کہ انسے پوچھے اسکو تو خبر دی انھون نے اسکو کہ سبیعہ اسلمیہ جنی تھی بعد
وفات اپنے خاوند کے کچھ راتون بعد تو ذکر ہوا اسکا واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تب فرمایا آپ نے کہ حلال ہوئی
نکاح کرے جس سے چاہے اور جامع ترمذی مین ہے کہ وہ جنی تھی بعد تیئیس یا پچیس دن کے اور صحیح بخاری مین ہے
کہ فرمایا حضرت ابن مسعود نے کہ اتری ہے سورت نسا قصری بعد طولی کے اور مراد قصری سے يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ
النِّسَاءَ الآية ہے اور طولی سے سورہ بقرہ ہے تو غرض ابن مسعود کی یہ ہے کہ قول اللہ تعالی کا وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ
اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ اترا ہے بعد قول اللہ تعالی کے وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ تو متاخر ناسخ ہوگا واسطے متقدم
کے اور روایت ابو داؤد اور نسائی اور ابن ماجہ مین ہے کہ کہا عبد اللہ بن مسعود نے واللہ لمن شاء لاعناہ لانزلت
سورۃ النساء القصری بعد اربعۃ اشہر وعشرا اور بزار کی روایت مین ہے من شاء خالفناہ
اور حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ جب وضع حمل کرے تو وہ حلال ہو جاویگی تو خبر دی انکو ایک شخص نے انصار مین سے
کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اگر وضع حمل کرے اور خاوند اسکا تخت پر رکھا ہو اور دفن نہوا ہو تب بھی حلال ہو جاویگی
روایت کیا اسکو مالک نے موطا مین اور اسکی اسناد مین ایک شخص مجہول ہے اور تفصیل فتح القدیر مین ہے **ص**
اور امام ابو یوسف اور شافعی کے نزدیک عدت اسکی عدت وفات ہے **ف** اور دلیل ہماری اصل مین مذکور ہے **ص** اور اگر
حاملہ ہو بعد مرنے لڑکے کے تو اسکی عدت عدت وفات ہوگی اور نسب دونون صورتون مین یعنی چاہے قبل مرنے لڑکے کے حاملہ ہو یا بعد اسکے

ثابت نہوگا اور عدت زوجۂ فار کی **ف** یعنی اُس شخص کی جسنے اپنی زوجہ کو مرض مین طلاق دیا اور اُسی مین مرا **ص**
واسطے طلاق بائن کے **ف** ایک ہو یا تین **ص** ابعد الاجلین ہے یعنی اگر عدت طلاق کی گذر گئی اور وہ مین
حیض مین ہنوز اور عدت موت کی نہین گذری تو ضرور ہے اُنکو کہ موت کی عدت تک ٹھہر جاوین اور اگر عدت موت کی
گذر چکی اور عدت طلاق کی نہین گذری تو طلاق کی عدت تک ٹھہر جاوین اور واسطے طلاق رجعی کے عدت وفات ہے اور
اگر مولا نے اپنی لونڈی کو آزاد کیا اور وہ اپنے خاوند سے عدت مین طلاق رجعی کے تھی تو عدت حرہ کو تمام کرے اور اگر عدت
مین طلاق بائن کے یا عدت مین موت کے تھی تو عدت لونڈی کی تمام کرے اور اگر عورت آیسہ یعنی جو سن ایاس مین ہو یعنی پچپن
برس یا زیادہ کی ہوئے اور خون اُسکا موقوف ہو گیا ہو اور طلاق دیا اُسکو خاوند نے تو عدت کریگی ساتھ تین مہینے کے تو اگر قبل گذرنے
ان تین مہینون کے خون دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ آیسہ نتھی تو اب پھر عدت حیضون سے شروع کرے اور ہدایہ مین لکھا ہے
کہ یہی صحیح ہے **ف** اور بعضون کا مذہب ہے کہ اگر بعد سن ایاس کے خون دیکھا تو حیض نہوگا اور عدت مہینون سے
باطل نہوگی اور فساد نکاح بھی ظاہر نہوگا اور بعضون نے کہا کہ حیض ہوگا تو عدت مہینون سے باطل ہو جاویگی اور فساد نکاح ظاہر
ہوگا اور صدر الشہید فتوی دیتے تھے اس بات پر کہ اگر آیسہ نے خون دیکھا بعد سن ایاس کے چاہے جسطرح کا ہو وے
حیض ہو جاویگا اور فتوی دیتے تھے کہ عدت مہینون سے باطل ہو جاویگی اگر خون دیکھا قبل تمام ہونے عدت کے
مہینون سے اور اگر بعد تمام ہونے عدت کے خون دیکھا تو باطل نہوگی ھکذا فی الکفایہ وفتح القدیر اور وقایہ مین
لکھا ہے کہ اگر بعد عدت گذرنے کے بھی خون دیکھے تب بھی پھر سے عدت حیضون سے شروع کرے اور ایسا ہی اکثر
معتبر کتابون مین کذا فی الچلپی **ص** اور ابو علی دقاق کی روایت مین ہے کہ اگر کسی عورت کو حکم ایاس کا ہو گیا ہو اور وہ
خون دیکھے بعد اُسکے تو حیض نہوگا اور ایاس باطل نہوگا اور اگر بعد تین مہینے کے اُسنے نکاح کر لیا ہو تو ایسے خون سے نکاح
فاسد نہوگا اسواسطے کہ وہ خون اپنے وقت مین نہین **ف** اور موافق روایت وقایہ کے فاسد ہوگا **ص** اور
اگر اُس عورت نے عدت شروع کی حیض سے اور بعد ایک دو حیض کے آیسہ ہو گئی اور خون اُسکا منقطع ہوا تو مہینون سے
عدت شروع کرے **ف** اور جو کچھ کہ حیض و طہر گذرا ہے عدت مین محسوب نہوگا **ص** اور اگر ایک عورت عدت
مین تھی اور کسی شخص نے اُس سے شبہے سے وطی کی **ف** برابر ہے کہ وہ شخص اُسکا خاوند ہو جو طلاق دے چکا ہے یا اجنبی
ہو **ص** تو اس وطی کے لیے ایک اور عدت چاہیے اور دونون عدتین متداخل ہو جاوینگی یعنی جو کچھ عدت
اول سے باقی ہو اب وہ دونون مین محسوب ہوگا اور جو حیض کہ بعد وطی بالشبہہ کے دیکھے وہ دونون عدت سے محسوب ہوگا
اور جب پہلی عدت تمام ہو جاوے تو دوسری کو تمام کر لے اور صورت اُسکی یون ہے کہ زوج نے اُسکو ایک طلاق بائن یا تین طلاق دیے اور اُسکو
ایک حیض آیا اور پھر اُس سے کسی نے شبہے سے وطی کی تو اُسپر دو عدتین ہین تو اول حیض پہلی عدت کا ہوگا اور دو حیض بعد
اُسکے دونون عدتون مین ہو جاوینگے تو عدت پہلی تمام ہو گئی اور دوسری عدت کے واسطے ایک حیض اور چاہیے
اور امام شافعی کے نزدیک تداخل جب ہوگا کہ وطی بالشبہہ زوج سے ہو اور عورت اُسکی عدت مین ہو لیکن اگر
دوسرے کسی اجنبی سے ہو تو تداخل نہوگا اور عدت طلاق اور موت کی گذر جاویگی اگرچہ زوجہ کو خاوند کی موت

اور طلاق کا علم نہووے ف اور اگر بیچ مین عدت کے علم ہو گیا تو باقی کو تمام کرے ص اور شروع اس
عدت کا طلاق اور موت کے وقت سے ہوگا اور نکاح فاسد مین جب سے تفریق ہو یا وطی کرنے والا قصد کرے
ترک وطی کا عدت شروع ہوگی اور اگر زوجہ نے کہا کہ عدت میری تمام ہو گئی اور تکذیب کی اسکی زوج نے تو قول
عورت کا معتبر ہوگا ساتھ قسم کے اور اگر طلاق بائن دیا زوج نے اپنی زوجہ کو پھر نکاح کیا اس سے عدت مین اور پھر
طلاق دیا اسکو قبل دخول کے تو خاوند پر کامل مہر لازم ہے اور اسپر نئے سرے سے ایک عدت مستقل واجب ہے نزدیک
شیخین کے اور امام محمد کے نزدیک خاوند پر نصف مہر ہے اور عورت پر تمام کرنا پہلی عدت کا واجب ہے اور امام زفر کے
نزدیک عورت پر بالکل عدت نہین ف اور دلائل مذہب ثلثہ کے مذکور ہین ہدایہ اور شرح وقایہ مین ص اور اگر
ذمی نے طلاق دیا ذمیہ کو تو اسپر عدت نہین اگر ذمیون کا یہی اعتقاد ہے اور اگر اعتقاد مین انکے عدت ہے تو اسپر عدت لازم ہے
امام صاحب کے نزدیک بھی اور صاحبین کے نزدیک دونون صورتون مین عدت اسپر واجب ہے ف اور اگر حربی نے
حربیہ کو طلاق دیا تو بالاتفاق عدت لازم نہ آویگی اور اگر مسلمان نے ذمیہ کو طلاق دیا تو عدت واجب ہوگی جامع الرموز ص
اور اسیطرح اگر حربیہ ہماری طرف چلی آئی مسلمان ہو کے تو اسپر عدت نہین تو اگر نکاح کرے جائز ہے مگر یہ کہ حاملہ ہو
ف اور صاحبین کے نزدیک اس صورت مین بھی اسپر عدت ہے اور ایک روایت مین امام ابو حنیفہ سے یہ ہے کہ اگر وہ حاملہ ہو
تو جائز ہے نکاح اسکا اور وطی نکرے اس سے جیسے وہ عورت جو حاملہ ہو زنا سے اور اول صحیح ہے کذا فی الہدایہ ص
فصل جس عورت کا خاوند مر گیا یا اسکو طلاق بائن دیا اور وہ بالغہ ہے مسلمان ہے حرہ ہو یا نہو تو اسکو عدت مین چاہیے
کہ سوگ کرے اور امام شافعی کے نزدیک سوگ نہین ہے معتدہ بائن پر ف دلیل ہماری یہ ہے کہ فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث ام عطیہ مین سوگ کرے عورت مردے پر تین دن سے زیادہ مگر مرے پر خاوند
کے چار مہینے اور دس دن روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے یہ تو متوفی عنہا الزوج مین ہے اور لیکن مبتوتہ مین سو دلیل
اسکی ہدایہ مین مذکور ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا معتدہ کو کہ خضاب کرے مہندی سے اور فرمایا کہ حنا خوشبو
ہے کہا ابن الہمام نے فتح القدیر مین کہ اس حدیث کو سروجی نے ذکر کیا اور نسبت کیا اسکو طرف نسائی کے
اور لفظ اسکا یہ ہے نہی المعتدۃ عن الکحل والدھن والخضاب بالحناء قال الحناء طیب اور جائز ہے کہ یہ حدیث
کسی کتاب مین ہو کتب نسائی سے اور روایت کی ابوداؤد نے مراسیل مین عمرو بن شعیب سے تحقیق کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے رخصت دی عورت کو کہ سوگ کرے اپنے خاوند پر یہانتک کہ گذر جاوے عدت اسکی اور اپنے
دوسرے عزیزون پر تین دن تک ص یعنی آرایش نکرے اور جامہ زعفرانی اور کسم رنگ کا نہ پہنے ف اسواسطے
کہ اسمین خوشبو آتی ہے اور خوشبو ممنوع ہے جیساکہ روایت کیا اسکو ہمنے اوپر اور حدیث ام عطیہ مین ہے کہ نہ پہنے کپڑا رنگین
مگر کپڑا رنگے سوت کا ص اور مہندی نہ لگاوے ف کیونکہ حدیث ام سلمہ مین ہے اور نہ مہندی اسواسطے
کہ وہ خضاب ہے روایت کیا اسکو ابو داؤد اور نسائی نے اور اسناد اسکی حسن ہے ص اور خوشبو اور تیل نہ
لگاوے ف ہدایہ مین ہے اسواسطے کہ تیل بھی خالی نہین خوشبو سے اور زیلعی نے تصریح کی کہ تیل مین کوئی [illegible]

نہین آئی **ص** اور سرمہ نہ لگاوے **ف** اسواسطے کہ حدیث ام عطیہ مین ہی کہ سرمہ نہ لگاوے اور نہ خوشبو
لگاوے مگر جب پاک ہو حیض سے ڈالے فرج مین ٹکڑا قسط کا یا اظفار کا یہ حدیث متفق علیہ ہو اور یہی لفظ مسلم کا ہو اور
ابوداود اور نسائی نے زیادہ کیا کہ خضاب نکرے اور نسائی کی روایت مین ہو کہ کنگھی نکرے اور حدیث ام سلمہ مین ہو
کہ پوچھا مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کس چیز سے سر دھوؤن فرمایا پتون سے بیری کے **ص** مگر عذر سے
ف کیونکہ اجازت دی حضرت ام سلمہ نے سرمہ لگانے کی مان کو ام حکیم کی جب مرگئے تھے خاوند انکے اور شدت تھی
اُنپر درد کی آنکھون مین روایت کیا اُسکو امام احمد نے اور اسواسطے کہ اُسمین ضرورت ہی اور مقصود دوا ہی نہ زینت
ہی جیسا کہ حضرت نے مباح کیا تھا حریر کو واسطے ایک شخص کے بسبب کثرت جوؤن کے **ص** اور نہ سوگ
کرے وہ لونڈی ام ولد جسکو آزاد کرو یا مولا نے اور نکاح فاسد مین اسواسطے کہ یہان کچھ نعمت نکاح جاتی نرہی
بلکہ نکاح فاسد کا رفع واجب ہی **ف** تو اور خوشی چاہیے **ص** اور نہ پیغام صریح بھیجے اُس عورت کے پاس جو معتدہ ہو
نکاح کا بلکہ اشارے اور کنایے سے اگر معتدہ موت ہو **ف** اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا
عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ الآیۃ یعنی نہین گناہ ہی تمپر اُسمین جو اشارہ کرو تم ساتھ اُسکے پیغام سے عورتون کے اور
حضرت ابن عباس سے مروی ہی صحیح بخاری مین کہ کہے ارادہ کرتا ہون مین نکاح کا یا چاہتا ہون کہ مل جاوے مجھے کوئی عورت
نیک بخت اور کہا قاسم نے کہ کہے تو اچھی ہی اور مین تجھ مین راغب ہون اور اللہ تجکو ایک خیر پونہچاتا ہی یا مانند اسکے اور
نکالا بیہقی نے سعید بن جبیر سے قول مین اللہ تعالی کے اِلَّآ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا کہا کہ کہے مین تجھ مین راغب
ہون اور مین اُمیدوار ہون کہ ہم تم جمع ہون اور یہ نہ کہے کہ مین تجھسے ارادہ نکاح کا رکھتا ہون اور ہدایہ مین ہی کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تفسیر مین اس آیت شریف کے وَلٰكِنْ لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا اور نہ وعدہ کرو تم اُنسے
پوشیدہ کہ پوشیدہ نکاح ہی اور ابن الہمام نے کہا کہ یہ حدیث غریب ہی اور جو عورت کہ عدت مین ہو طلاق کی تو اُس سے
تعریض بھی بالاجماع جائز نہین ہی فتح القدیر **ص** اور جو عورت کہ عدت مین طلاق رجعی کے یا بائن کے ہو تو وہ اپنے
گھر سے کسی وقت نہ نکلے اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَلَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ الآیۃ **ف** اِلَّآ اَنْ
يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ یعنی نہ نکالو اُنکو اپنے گھرون سے اور نہ وہ نکلین مگر جب لاوین کسی فاحشہ صریح کو حضرت
عبد اللہ بن مسعودؓ سے مروی ہی کہ فاحشہ یہ ہی کہ زنا کرین اور واسطے حد مارنے کے نکالی جاوین اور کہا حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے
کہ فاحشہ یہ ہی کہ بدزبانی کرے اپنے خاوند کے عزیزون پر اور اسواسطے کہ مطلقہ عورتون کا نفقہ خاوند کے مال مین سے ہی
تو اُنکو احتیاج نکلنے کی نہین **ص** اور جو عورت کہ عدت مین موت کی ہو اُسکو جائز ہی کہ دن کو نکلے اور کچھ حصہ رات
کو اور نہ گذارے اکثر رات کو مگر اپنی منزل مین **ف** اسواسطے کہ اُسکے واسطے نفقہ نہین ہی تو محتاج ہوگی طرف نکلنے کے بخلاف مطلقہ
کے کہ نفقہ اُسکا خاوند پر ہی **ص** جو عورت کہ اُسپر عدت واجب ہوئی تو اُسکو چاہیے کہ جس گھر مین اپنے فرقت یا موت یا طلاق ہوا تھا
اُسی گھر مین عدت کو تمام کرے **ف** یعنی اُس گھر مین جو اُسکی طرف نسبت کیا جاتا تھا وقت وقوع فرقت اور موت کے اسواسطے
کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَلَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ اور اضافت بیوت کی اُنکی طرف کی اور فریعہ بنت مالک سے

۱ قسط بالضم عود ہندی را گویند [illegible]
۲ [illegible]

مروی ہو کہ خاوند اُنکا انکی تلاش مین اپنے بھاگے ہوئے غلامون کی پھر قتل کیا انھون نے اُسکو جب ملے وہ اُس نے
کہا آپ نے کہ پھر پوچھا مین نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ پھر جاؤن اپنے لوگون مین کہ خاوند نے میرے لیے نہین چھوڑا
مکان اور خرچ تو فرمایا اچھا پھر جب گئی مین حجرے مین پکارا مجکو پھر فرمایا ٹھہر تو اپنے گھر مین جبتک کہ پہونچے لکھا اللہ کا
اپنی مدت کو پھر عدت تمام کی اُسمین چار مہینے اور دس دن کہا کہ فیصلہ کیا اسی حکم سے اسکے بعد عثمان رض نے نکالا اُسکو
احمد اور چارون عالمون نے اور مالک نے موطا مین اور ابن حبان نے صحیح مین اور حاکم نے اور کہا کہ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ مِنَ
الْوَجْهَيْنِ جَمِيعًا وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ یعنی صحیح ہو اسناد اُسکی دونون طریقون سے اگرچہ نہ نکالا اُسکو بخاری و مسلم
نے اور کہا محمد بن یحیی ذہلی نے کہ یہ حدیث صحیح محفوظ ہو اور ایسا ہی کہا ترمذی نے ص مگر یہ کہ گھر سے نکالی جاوے یا خوف
ہووے اُسکو تلف مال کا یا گھر کے گرجانے کا یا کرایہ گھر کا اُسکو نہ ملے تو ان سب صورتون مین زوجہ کو اختیار ہو کہ اُس گھر
سے نکل جاوے اور اگر زوجہ عدت مین طلاق بائن کی ہو تو گھر مین خاوند سے پردہ چاہیے اور اگر گھر تنگ ہو تو اولی یہ ہو
کہ خاوند وہان سے نکل آوے ف اور زوجہ کو بھی نکل آنا جائز ہو ہدایہ ص اور اسیطرح اگر خاوند فاسق
ہووے تب بھی نکل آوے اور اولی یہ ہو کہ خاوند نکل جاوے ف فتح القدیر مین ہو کہ جہان کوئی اس قسم کا
عذر متحقق ہو تو عورت کو خروج مباح ہو جاویگا اور اولی یہ ہو کہ خاوند نکل آوے ص اور اچھا یہ ہو کہ ان دونون
کے بیچ مین ایک عورت معتبر مقرر کی جاوے کہ قادر ہووے منع پر وطی سے اور اگر کسی شخص نے سفر مین اپنی زوجہ کو
کہ اُسکے ساتھ ہو طلاق بائن دیا یا مر گیا اور وہان موضع اقامت نہین ہو اور زوجہ کے شہر تک وہان سے مدت سفر
نہین ہو تو وہان سے پھر آوے اور اُن کے عدت بیٹھے اور اگر جہان کا ارادہ رکھتی ہو اور جہان سے آتی ہو دونون
تین دن تین رات کی مسافت سے کم نہون تو عورت کو اختیار ہو جہان ان دونون جانب سے چلی جاوے
ہو سکتا ہو برابر ہو کہ اُسکے ساتھ کوئی ولی ہو یا نہو اور احتیاط اسمین ہو کہ رجوع کرے اور اپنے مسکن مین آکے
جہان سے چلی تھی عدت کرے اور امام سرخسی کے نزدیک دونون جانبون سے جو اقرب ہو اُسکو اختیار کرے
مدت سفر سے زیادہ ہو یا کم اور اگر جس جگہ سے نکلی ہو تین روز کی راہ ہووے اور جسطرف جاتی ہو کم ہووے
تو اُسی طرف چلی جاوے اور اگر وہ جگہ موضع اقامت ہو مثلاً شہر ہو تو امام کے نزدیک وہین عدت تمام کرے اگرچہ اُسکے
پاس کوئی ولی موجود ہووے اسواسطے کہ نکلنا معتدہ کو حرام ہو اگرچہ مسافت مدت سفر سے کم ہووے اور صاحبین کے
نزدیک اگر اُسکے ساتھ ولی ہو تو نکلنا اُسکا حرام نہین ہو کیونکہ واسطے وحشت جدائی کے نکلنا مباح ہو اور حرمت سفر کی ٹھہری
بوجہ ولی کے تو اب بنا بر قول صاحبین کے جب نکلنا جائز ہوا تو اب کس طرف جاوے اسمین ویسی ہی تفصیل ہو جیسے گذری

ص باب ثبوت نسب کے بیان مین

اگر کسی شخص نے کسی عورت کو کہا کہ اگر اُس سے مین نکاح کرون تو وہ طالق ہو اور پھر نکاح کیا اُس سے اور وہ جنی
بعد چھ مہینے کے وقت نکاح سے تو نسب لڑکے کا اُس شخص سے ثابت ہو جاویگا اور لازم ہو ویگا اُسکو مہر اُس
عورت کا ف اور دلیل اسکی اصل مین مذکور ہو ص اور ثابت ہو ویگا نسب مطلقہ بطلاق رجعی کا اگر جنے

وہ لڑکے کو دو برس میں یا زیادہ میں جب تک اقرار نکرے عدت کے گذرنے کا تو اگر اقرار کر لیگی عدت کے گذرنے کا اور پھر جنی اور طلاق اور ولادت کے بیچ میں دو برس سے زیادہ کی مدت ہی تو نسب ثابت نہوگا اسواسطے کہ نسب جب ثابت ہوتا ہی کہ مدت اقرار اور ولادت میں چھ مہینے سے کم گذرے ہوں جیسا کہ آگے آتا ہی اور اگر لائی اُس لڑکے کو کم میں دو برس سے تو بائنہ ہو جاویگی اپنے خاوند سے ساتھہ گذرنے عدت کے اور نسب ثابت ہو جاویگا بخلاف اُس صورت کے جب جنے زیادہ میں دو برس سے کہ وہاں رجعت ثابت ہو جاویگی کیونکہ اب حمل وطی کا نہیں ہو سکتا ہی اگر عدت میں **ف** اور اول صورت میں ہو سکتا ہی کہ وطی نکاح میں ہو کیونکہ وہاں وقت طلاق سے دو برس سے کم مدت گذری ہی **ص** اور جو عورت کہ مطلقہ بطلاق بائن ہی تو اُسکے لڑکے کا نسب ثابت ہوگا جب جنے وقت طلاق سے دو برس سے کم میں اسلیے کہ ممکن ہی کہ یہ علوق قبل طلاق کے ہوا اور جو دو برس کے بعد جنی تو نسب ثابت نہوگا مگر یہ کہ خاوند اُسکا دعوی کرے کیونکہ ہو سکتا ہی کہ اُسنے وطی کی ہو شبہے سے ایام عدت میں اور جو عورت مراہقہ ہی یعنی ایسی لڑکی ہی کہ اُسکے مثل کی عورتوں سے جماع ہوتا ہی اور وہ ایسی سن میں ہی کہ بالغ ہو سکتی ہی مثلاً نو برس یا زیادہ کی ہی لیکن علامات بلوغ ظاہر نہیں ہوئے وہ اگر بعد طلاق کے کم میں نو مہینے سے جنی نزدیک طرفین کے نسب لڑکے کا ثابت ہو جاویگا اور اگر نو مہینے میں جنی تو نسب ثابت نہوگا اور نو مہینے اسواسطے معتبر ہوئے کہ اقل مدت حمل چھ مہینے ہیں اور عدت اُسکی تین مہینے **ف** اور اصل میں اس مقام پر تفصیل کی ہی **ص** اور نزدیک امام ابو یوسف کے اگر طلاق رجعی ہی تو ستائیس ماہ تک نسب ثابت ہوگا اسواسطے کہ تین مہینے اُسکی عدت کے مدت ہیں اور دو برس اکثر مدت حمل ہیں اور اگر طلاق بائن ہی تو دو برس تک اور اگر کسی عورت معتدہ نے اقرار کیا کہ عدت میری تمام ہو گئی اور پھر چھ مہینے سے کم میں وقت اقرار سے جنی تو نسب لڑکے کا ثابت ہو جاویگا لیکن اگر چھ مہینے میں یا زیادہ میں وقت اقرار سے جنی تو نسب ثابت نہوگا **ف** کفایہ اور فتح القدیر وغیرہما میں لکھا ہی کہ چھ مہینے کی مدت وقت اقرار سے معتبر ہی اور نسخ شرح وقایہ میں وقت طلاق سے لکھا ہی اور ظاہر یہ ہی کہ سہو ہی قلم ناسخ سے **ص** اگر عورت معتدہ نے دعوی کیا کہ میں نے لڑکا جنا اور خاوند نے اُسکی ولادت کا انکار کیا تو اگر قبل ولادت کے حمل ظاہر تھا یا خاوند نے اُسکا اقرار کیا تھا تو ایک عورت کی گواہی سے نسب ثابت ہوگا اور اگر قبل ولادت کے حمل ظاہر نتھا اور خاوند نے بھی اُسکا اقرار نہیں کیا تھا تو دو مردوں کی یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی واسطے ثبوت نسب کے ضرور ہی امام صاحب کے نزدیک اسطرح پر کہ زوجہ تنہا گھر میں گئی اور اُسکے ساتھ کوئی نتھا اور گھر میں کوئی لڑکا نتھا اور وہ دونوں مرد گھر کے دروازے پر تھے کہ آواز لڑکے کی سنی یا لڑکے کو اپنی آنکھ سے دیکھا اور صاحبین کے نزدیک سب صورتوں میں گواہی ایک عورت کی کافی ہی اگر کوئی عورت عدت موت میں دو سال کے قبل جنے تو نسب ثابت ہو جاویگا اور اگر معلوم نہیں کہ قبل موت کے جنی یا بعد اُسکے دو برس میں یا کم میں لیکن اقرار کیا ورثہ نے کہ یہ لڑکا اُنکے مورث کا ہی تو اگر صاحب اقرار ایسے ہیں کہ اُنسے صحت شہادت نہیں ہو سکتی بوجہ نہ کامل ہونے نصاب شہادت کے یا عدم عدالت کے تو فقط وہ لڑکا وارث ہو جاویگا اُس مقر کے حق میں اور اگر صحیح الشہادۃ ہیں تو نسب اُسکا ثابت ہو جاویگا مقر اور غیر مقر سب کے حق میں اور جو ورثہ نے اقرار نہیں کیا تو نسب ثابت نہوگا ایک مرد نے نکاح کیا کسی عورت سے

اور وہ جنی کم مین چھ مہینے سے وقت نکاح سے تو نسب اُسکا ثابت نہوگا اور اگر جنی چھ مہینے یا زیادہ مین تو نسب ثابت
ہوگا برابر ہے کہ خاوند اقرار کرے یا چپ رہے اور اگر انکار کرے ولادت کا تو ایک عورت کی گواہی دینے سے ثابت
ہوگا پھر اگر بعد گواہی کے خاوند لڑکے کی نفی کرے یعنی کہے کہ یہ لڑکا مجھسے نہین تو لعان کر لیوے اور اگر بعد نکاح کے
جنی اور یہ دعویٰ کیا زوجہ نے کہ نکاح کو چھ مہینے ہوے اور مرد نے دعویٰ کیا کہ چھ مہینے نہین ہوے تو امام ابو حنیفہؒ کے
نزدیک قول عورت کا بغیر قسم کے قبول ہو جاویگا **ف** اور لڑکا زوج کا ہو جاویگا ہدایہ **ص** اور اگر عورت سے کہا کہ اگر تو جنیگی
تو طالق ہے اور گواہی دی ایک عورت نے ولادت پر تو طلاق واقع نہوگا نزدیک امام ابو حنیفہؒ کے اور امام ابو یوسفؒ اور محمدؒ
کے نزدیک طلاق واقع ہو جاویگا کیونکہ ولادت ایسا امر ہے کہ ایک عورت کی گواہی سے ثابت ہو جاتا ہے اور طلاق بالتبع ثابت
ہو جاویگا **ف** اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ شہادت عورتون کی جائز ہے اُن امور مین کہ نہین استطاعت رکھتے ہین
مرد اُنکی نظر کی اور یہ حدیث اس لفظ سے نہین پائی لیکن روایت کیا ابن ابی شیبہ نے زہریؒ سے کہا انھون نے جاری ہوئی سنت
اس بات پر کہ جائز ہے شہادت عورتون کی اُن امور مین کہ نہین اطلاع پاتے ہین اُنپر کوئی سوا اُنکے مثل عورتون کے ولادت اور عیوب
پر اور جائز ہے شہادت دایہ کی تنہا اوپر رونے لڑکے کے اور دو عورتین چاہیین اسکے سوا مین اور یہ حدیث حجت ہے کیونکہ
یہ مرسل ہے اور روایت کیا اسکو دارقطنی نے محمد بن عبد الملک واسطی سے انھون نے اعمش سے انھون نے ابی وائل سے
انھون نے حذیفہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جائز رکھی شہادت دایہ کی اور روایت کی امام محمدؒ نے آثار مین ابراہیم نخعی سے
کہ وہ جائز رکھتے تھے شہادت عورتون کی لڑکے کے رونے پر اور اخراج کیا اسکا امام ابو حنیفہؒ نے مسند مین اور دلیل امام صاحب
کی مذکور ہے ہدایہ اور فتح القدیر مین **ص** اور اگر خاوند نے اقرار کیا حمل کا اور پھر تعلیق کی طلاق کی ولادت پر تو
عورت پر طلاق پڑجاویگا بغیر شہادت کے اور صاحبین کے نزدیک شرط ہے شہادت دایہ کی اور اکثر مدت حمل دو برس ہین **ف**
امام اعظم کے نزدیک اور دلیل ہماری قول حضرت عائشہؓ کا ہے کہ نہین رہتا ہے لڑکا رحم مین اکثر دو برس سے اور ایک لفظ مین ہے کہ نہین
زیادہ ہوتی ہے عورت حمل مین دو برس سے اگرچہ ہو مانند سایہ نکلنے کے یعنی اگرچہ بقدر سایہ نکلنے کے ہو کیونکہ سایہ نکلنے کا وقت دوران
چرخ کے سریع الزوال ہوتا ہے اور سایون سے اور مقصود تقلیل مدت ہے اخراج کیا اس قول کا دارقطنی نے اور بیہقی نے سنن
مین اور امام مالکؒ اور شافعیؒ کے نزدیک اکثر مدت حمل چار برس ہین اور دلائل اُنکے ضعیف ہین قابل حجت کے نہین فتح القدیر
مین مذکور ہین **ص** اور اقل چھ مہینے ہین **ف** اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَحَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا پھر
فرمایا وَفِصَالُهٗ فِيْ عَامَيْنِ تو نہ باقی رہے حمل کے واسطے مگر چھ مہینے **ص** اور جس شخص نے نکاح کیا کسی کی لونڈی
سے پھر طلاق دیا اُسکو **ف** بعد دخول کے **ص** پھر خریدا اُسکو اور جنی وہ چھ مہینے سے کم مین خرید کے وقت سے
تو لازم آویگا لڑکا اُس شخص کو بغیر دعویٰ کے اور اگر چھ مہینے مین یا زیادہ مین جنی تو بغیر دعویٰ کے اُسکو لازم نہوگا **ف**
اور یہ جب ہے کہ طلاق ایک ہو رجعی یا بائن یا خلع ہو اور اگر دو طلاق دیے تھے تو نسب ثابت ہوگا دو برس تک تحت طلاق
سے ہدایہ **ص** اگر کسی شخص نے اپنی لونڈی سے کہا کہ اگر تیرے پیٹ مین ولد ہے تو وہ میرا ہے اور شہادت دی اُسکی
ولادت پر ایک عورت نے تو نسب لڑکے کا اُس سے ثابت ہو جاویگا اور وہ لونڈی اُسکی ام ولد ہو جاویگی اور اگر کسی نے

ایک لڑکے کو کہا کہ یہ میرا فرزند ہے اور وہ اُسکا لڑکا ہوسکتا ہے بعد اُسکے وہ شخص مر گیا اور لڑکے کی ماں نے کہا کہ وہ اُسکا بیٹا ہے اور مین اُسکی بیوی ہون تو دونون وارث ہونگے اگر وہ عورت معروفۃ الحریۃ ہو اور یہ بھی مشہور ہو کہ اُس لڑکے کی ماں ہے اور اگر معلوم نہو کہ وہ عورت حرہ ہے اور وارثون نے کہا کہ تو ام ولد ہے تو عورت کو میراث نہ ملیگی اور لڑکا وارث ہوگا

ص باب حضانت کے بیان مین

اور واسطے تربیت صغیر کے حقدار اول ماں ہے اور اُسپر جبر نکرینگے اگرچہ اُسکے اور خاوند کے درمیان مین تفریق ہوجاوے یعنی طلاق دیا ہو **ف** کیونکہ روایت ہے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ یہ بیٹا میرا تھا پیٹ میرا اُسکا برتن اور چھاتی میری اُسکی مشک اور گود میری اُسکا مکان اور باپ نے اُسکے مجھے طلاق دیا اور چاہتا ہے کہ چھین لے اُسکو مجھسے سو فرمایا اُسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو زیادہ حقدار ہے اُسکے رکھنے کی جب تک نکاح نہ کرے روایت کیا اسکو احمد اور ابو داؤد اور حاکم نے اور صحیح کیا اسکو اور اسواسطے کہ ماں کی شفقت زیادہ ہے تو دینا اُسکی طرف اچھا ہوگا اور حضرت ابو بکرؓ نے نہ دیا عاصم پسر حضرت عمرؓ کو بلکہ سپرد کیا اُسکو طرف اُسکی ماں کے وقت وقوع فرقت کے روایت کیا اُسکو مالک نے اور عبد الرزاق نے اور زیادہ کیا بیہقی نے کہ کہا ابو بکرؓ نے سنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرماتے تھے نہین جدا کی جاوے والدہ اپنے لڑکے سے اور مصنف ابن ابی شیبہ مین ہے کہ عمر بن خطابؓ نے طلاق دیا جمیلہ بنت عاصم بن ابی الافلح کو تو اُسنے نکاح کیا اور آئے حضرت عمرؓ اور لے لیا اپنے بیٹے کو اور پکڑا اُسکو اُسکی ماں نے یہانتک کہ مرافعہ کیا دونون نے حضرت ابو بکرؓ پاس تو فرمایا حضرت ابو بکرؓ نے کہ چھوڑ دو اُسکی ماں اور لڑکے کو تو لے لیا اُسکی ماں نے لڑکے کو اور ایک روایت مین مصنف کی ہے کہ فرمایا حضرت ابو بکرؓ نے چھونا ماں کا اور گود اُسکی اور بو اُسکی بہتر ہے اُسکے لیے تمسے یہانتک کہ جوان ہوجاوے لڑکا تو اختیار کرلے اپنے نفس کو **ص** اور جب ماں نہووے **ف** یعنی مر گئی ہو یا کسی اجنبی سے اُسنے نکاح پڑھا لیا ہو کفایہ **ص** تو نانی اولی ہے اگرچہ کتنی ہی بلند ہوجاوے **ف** یعنی نانی کی ماں اور نانی کی نانی وغیرہما اسواسطے کہ یہ حق ماؤن کی جانب کا ہے تو جب ماں نہوئی تو ماں کی ماں کی طرف منتقل ہوجاویگا **ص** اور اگر نانی نہووے تو دادی بہتر ہے بہنون سے **ف** اسواسطے کہ دادی بھی حصہ ماں کا رکھتی ہے ترکے میں اور شفقت بھی اُسکو زیادہ ہے بہ نسبت بہنون کے **ص** تو اگر دادی نہو تو بہنین اُسکی حقیقی پھر اخیافی پھر علاتی **ف** اور یہ اولی ہین خالہ سے اسواسطے کہ یہ بیٹیاں ہین اپنے باپ کی اور اسی واسطے مقدم ہین میراث مین اور ایک روایت مین خالہ اولی ہے بہن سے اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خالہ بجا ماں کے ہے حق مین بیٹی حضرت حمزہؓ کے نکالا اُسکو بخاری نے اور نکالا اُسکو امام احمدؒ نے حدیث سے علیؓ کی پھر فرمایا کہ لڑکی اپنی خالہ کے پاس ہے کہ بیشک خالہ ماں ہے اور روایت اسحق بن راہویہ مین ہے اس لفظ سے فَاِنَّ الْخَالَةَ وَالِدَةٌ اور یہی عبارت واقع ہے ہدایہ مین **ص** بعد اُسکے حقیقی بہنین ماں کی پھر اخیافی بہنین ماں کی پھر علاتی بہنین ماں کی پھر باپ کی بہنین حقیقی پھر اخیافی پھر علاتی **ف** اور حاصل ہے کہ اول جو ذوات قرابتین ہے یعنی باپ اور ماں دونون کی طرف کی ہے مقدم کیجاویگی پھر ماں کی جانب پھر باپ کی جانب کی اور خالہ اسواسطے مقدم ہے پھوپھی پر کہ پھوپھی باپ کی بہن ہوتی ہے

اور خالہ ماں کی بہن اور قرابت مادری اس مقام مین اولی ہو ص اور یہ جب ہو کہ یہ عورتین آزاد ہون اسواسطے کہ لونڈی
اور ام ولد کو حق تربیت اپنے لڑکے کا نہین ف اسواسطے کہ انکو خدمت سے فراغت نہین ص اور حکم ذمیہ کا مثل
مسلمہ کے ہی تو اگر لڑکا مسلمان ہو اور ماں اسکی ذمیہ ہو تو اسکی ماں کو حق ہو پرورش کا جبتک وہ نہ پہچانے دین کو یا الفت پکڑے
کفر سے تو ان دونون صورتون مین ماں سے چھین لیا جاویگا اور جس عورت نے کہ نکاح کر لیا غیر محرم سے ولد کے تو پرورش
کا حق اسکی جاتا رہا ف اور دلیل اسکی حدیث عبد اللہ بن عمرؓ ہو جو اوپر گذری ص اور اگر محرم سے نکاح کیا جیسے اسکی
ماں نے نکاح کیا لڑکے کے چچا سے یا اسکی دادی نے اسکے دادا سے تو یہ حق باطل نہوگا ف اور دلیل اسکی ظاہر ہو
ص اور اگر نکاح جو غیر محرم سے ہوا تھا ساقط ہو گیا تو پھر حق اسکا لوٹ آویگا اور اگر کوئی عورت ماں اور باپ
کی جانب سے موجود نہووے تو حق پرورش عصبات کو ہو علی الترتیب ف یعنی پہلے باپ پھر دادا پھر بھائی حقیقی پھر بھائی
علاتی پھر بیٹا حقیقی بھائی کا پھر بیٹا علاتی بھائی کا اور اسیطرح نیچے تک انکی اولادون پھر چچا پھر چچا کے بیٹے ص لیکن صغیرہ
کو ساتھ عصبہ غیر محرم کے مثل مولی عتاقہ یا چچا کے بیٹے کے نہ دینگے ف اور صغیر کو دیدینگے اور مولی عتاقہ کہتے ہین
آزاد کرنیوالے کو اور کافی مین ہو کہ جب صغیر کا کوئی عصبہ نہو تو اخیافی بھائی کو دینگے پھر اسکے بیٹے کو پھر باپ کے اخیافی بھائی
کو پھر اسکے بیٹے کو پھر ماں کے حقیقی بھائی کو پھر علاتی کو پھر اخیافی کو اسواسطے کہ ان لوگون کو بھی ولایت ہو نکاح مین نزدیک
امام ابو حنیفہؒ کے کفایہ اور اگر کئی مستحق پرورش ایک ہی درجے مین ہون تو جو زیادہ پرہیزگار ہوگا اسکو پھر جو زیادہ عمر والا
ہوگا اسکو دینگے جامع الرموز ص اور نہ اسکو جو فاسق ہو لوگون کو حیلہ سکھاتا ہو اور لڑکے کو اختیار نہوگا بخلاف امام شافعی کے
ف کہ انکے نزدیک لڑکے کو اختیار ہو اسواسطے کہ روایت ہو نافع بن سنان سے کہ وہ اسلام لائے اور انکار کیا انکی عورت نے
اسلام سے سو بٹھلایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ماں کو ایک گوشے مین اور باپ کو ایک گوشے مین اور لڑکے کو انکے درمیان
مین سو جھکا لڑکا اپنی ماں کی طرف پھر فرمایا آپنے یا اللہ تو ہدایت کر اسے پھر جھکا اپنے باپ کی طرف تو لے لیا اسنے اسکو نکالا
اسکو ابو داؤد اور نسائی نے اور صحیح کیا اسکو حاکم نے اور بھی نکالا چارون عالمون نے ابو ہریرہؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے اختیار دیا لڑکے کو ماں اور باپ کے درمیان مین کہا ترمذی نے حدیث حسن صحیح ہو اور صاحب ہدایہ نے یہ جواب دیا ہو
کہ لڑکے کی عقل قاصر ہو سو اختیار کریگا اسی شخص کو جو اسکو تقیید نکرے بوجہ میلان اسکے کے طرف لعب کے اور صحیح ہوا ہو صحابہ سے کہ
انھون نے اختیار نہین دیا اور یہ حدیث سو اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اے اللہ ہدایت کر اسکو اور دعا
آپ کی مستجاب ہو مقبول ہو تو اسمین بہتری تھی واسطے لڑکے کے یا محمول ہو اس صورت پر کہ لڑکا بالغ ہوگا ص اور ماں اور
نانی حقدار ہین پسر کی یہانتک کہ کھاوے اور پیوے اور پہنے اور استنجا کرے اکیلے اور اندازہ کیا اسکا خصاف نے سات برس سے
ف اور اسی پر فتوی ہو ج ص اور دختر کی یہانتک کہ حیض آوے اور امام محمدؒ سے مروی ہو یہانتک کہ شہوت دار ہووے
اور یہی معتبر ہو واسطے فساد زمانے کے اور سوا ماں باپ کے حقدار ہین دختر کے یہانتک کہ شہوت والی ہو اور مطلقہ کو جائز نہین ہو
کہ بعد عدت کے کہین اپنے فرزند کو سفر مین لیجاوے مگر اپنے وطن اصلی مین جہان اسکا نکاح ہوا تھا ف اسواسطے کہ
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص اہل والا ہوا کسی شہر مین تو وہ اہل اس شہر کا ہو نماز پڑھے مقیم کی نماز

اسکو ابن ابی شیبہ نے حضرت عثمانؓ سے اور ابن ابی یعلی نے اور لفظ اسکا یہ ہے جو بیگانہ ہے کوئی شخص کسی شہر میں تو وہ اہل اس شہر کا ہے اور اسناد میں اسکی عکرمہ بن ابراہیم ازدی ضعیف ہے **ص** اور ساتھ انتیار حضرت عثمانؓ کو ہوا اور غیر کو درست نہیں اگرچہ نزدیک ہو

باب نفقے کے بیان میں

واجب ہے نفقہ اور لباس اور مسکن خاوند پر **ف** اور اصل اس باب میں قول اللہ تعالی کا ہے لِيُنْفِقْ ذُو سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ چاہیے کہ خرچ کرے صاحب کشایش اپنی کشایش سے اور فرمایا وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیث حجۃ الوداع میں کہ تمہارے واسطے ہے اوپر انکے رزق انکا اور لباس انکا موافق دستور کے اور یہ حدیث صحیح مسلم میں ہے اور اس واسطے کہ نفقہ بدلے حبس کا ہے جیسے نفقہ قاضی کا ہے اور عامل صدقے کا **ص** اگرچہ چھوٹی ہو وطی پر قادر نہو واسطے اپنی زوجہ کے مسلمان ہو یا کافرہ **ف** واسطے اطلاق آیت کے **ص** بڑی ہو یا چھوٹی جسکی وطی کی جاتی ہو اور اگر وطی نہ کی جاتی ہو بسبب صغر سنی کے یا کوئی اور مانع کے ہو جانب زوجہ سے ہو تو خاوند پر نفقہ واجب ہوگا اور معتبر نفقے میں دونوں کا حال ہے تو اگر دونوں غنی ہیں تو نفقہ غنا کا اور جو دونوں تنگدست ہیں تو نفقہ تنگدستی کا اور جو ایک غنی ہو اور دوسرا تنگدست تو دونوں کے بیچ میں **ف** مثلاً خاوند مالدار ہو اپنے گھر میں حلوا اور کباب اور اقسام کے کھانے کھاتا ہو اور عورت اپنے گھر میں جو کی روٹی کھاتی ہو تو خاوند پر واجب نہیں کہ جو آپ کھاتا ہو وہ دیوے بلکہ گیہوں کی اور ایک قسم کے کھانے دیوے **ص** اور یہ ہمارا مذہب ہے اور امام شافعیؒ کے نزدیک سب نفقوں میں اعتبار خاوند کا ہے **ف** اور دلیل ہماری یہ ہے کہ حضرت نے فرمایا ہندہ عورت ابو سفیان کو کہ لے لے تو اسکے مال سے اسقدر کہ کافی ہو تجکو اور تیرے لڑکے کو روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے اور اضافت کی نفقے کی طرف زوجہ کے اور تفصیل فتح القدیر میں ہے **ص** اگرچہ زوجہ اپنے باپ کے گھر میں ہو اور خاوند نے اسکو طلب کیا ہو یا خاوند کے گھر میں بیمار ہو تو نفقہ اسکا خاوند پر ہے **ف** اور اگر باوجود طلب کے از راہ شرارت ناحق نہ آتی ہو تو نفقہ اسکا خاوند پر نہیں ہے **ص** نہ وہ جو نکل گئی ہو شرارت ناحق اور اگر حق پر نکلی مثلاً اپنا مہر معجل طلب کرتی ہو تو نفقہ اسکا رہیگا **ف** اور اگر خاوند کے گھر میں ہے اور وطی سے مانع ہوتی ہے تو بھی نفقہ رہیگا کیونکہ خاوند کو یہ پہونچتا ہے کہ جبراً بغیر اسکی رضا کے وطی کرے **ص** اور اگر زوجہ قرضے میں قید ہو گئی یا اپنے باپ کے گھر میں مریض ہوئی یا کوئی اسکو غصب کر لے گیا یا بغیر خاوند کے حج کو گئی تو نفقہ اسکا خاوند کے ذمے سے ساقط ہوگا اور اگر خاوند کے ساتھ حج کو گئی تو اسکو نفقہ حضر کا ملیگا نہ سفر کا اور نہ کرایہ سواری وغیرہ کا اور اگر خاوند مالدار ہے تو واجب ہے اسپر نفقہ ایک خادم کا واسطے زوجہ کے یہ مذہب طرفین کا ہے اور امام ابی یوسفؒ کے نزدیک اسپر دو خادموں کا نفقہ واجب ہے ایک واسطے امور داخل خانہ کے اور دوسرا واسطے امور خارج خانہ کے اور طرفین یہ کہتے ہیں کہ ایک دونوں کا متولی ہو سکتا ہے **ف** اور فتویٰ قول طرفین پر ہے **ص** اور اگر تنگدست ہو تو واجب نہیں نفقہ خادم کا اور امام محمدؒ کے نزدیک تنگدستی میں بھی ایک خادم کا نفقہ واجب ہے **ف** اور صحیح مفتی بہ اول ہے ہدایہ **ص** اور اگر خاوند نفقے سے عاجز ہو تو تفریق نہ کرائی جاویگی اور حکم ہوگا کہ مرد کے اوپر قرض لیکر کھاوے یہاں تک کہ خاوند مالدار ہو جاوے اور ادا کرے اور امام شافعیؒ کے نزدیک تفریق کرا دی جاویگی **ف** اور احادیث اور آثار امام شافعیؒ کے ثبوت میں

مذکور ہین فتح القدیر مین اور دلائل ہمارے اور جوابات اُنکے استدلالات کے بھی بتفصیل مذکور ہین اور فرمایا اللہ تعالی نے
وَاِنْ کَانَ ذُوْعُسْرَۃٍ فَنَظِرَۃٌ اِلٰی مَیْسَرَۃٍ یعنی اگر خاوند تنگدست ہو تو انتظار کرنا چاہیے کشادگی دست تک
ص اور ہمارے علمانے جب دیکھا کہ بسبب تفریق کے معاش ممکن نہین ہی اسواسطے کہ رفع حاجت دائمی کا ساتھ قرض کے
مشکل ہی اور بہت ایسا ہوگا کہ کوئی اُسکو قرض نہ دیگا اور غنی ہو جانا خاوند کا ایک امر متوہم ہی تو اچھا جانا اس بات کو
کہ قاضی ایک نائب شافعی المذہب کو معین کردے کہ وہ اُن دونون کے بیچ مین تفریق کر دیوے ف اور اس سے معلوم
ہوتا ہی کہ حنفی کو مخالف اپنے مذہب کے فتوی دینا جائز نہین مگر جب کہ مجتہد ہو ص اور اگر قاضی نے واسطے عورت کے
کہ خاوند اُسکا تنگدست ہی نفقہ فرض کیا بعد اُسکے خاوند غنی ہوا اور زوجہ نے طلب کیا تو خاوند نفقہ غنا تمام کرے اور
اگر خاوند بہت مدت تک اپنی زوجہ کو نفقہ نہین دیا تو اُن ایام گذشتہ کا نفقہ ساقط ہو جاویگا مگر جبکہ قاضی نے اُسکے واسطے
نفقہ معین کیا ہو یا دونون کسی چیز پر راضی ہوے ہون تو اِن صورتون مین اُن ایام ماضیہ کا بھی نفقہ دلایا جاویگا
جب تک کہ دونون زندہ ہین تو اگر کوئی انمین سے مرگیا یا طلاق دیدیا خاوند نے عورت کو تو بھی ساقط ہوگا مگر جب کہ
قرض لیا ہو عورت نے حکم قاضی سے تو وہ موت اور طلاق سے ساقط نہوگا اور امام شافعی کے نزدیک موت سے
ساقط نہوگا بلکہ وہ دین ہوجاویگا اور اگر پہلے سے پیشگی خاوند نے مثلاً چھ مہینے کا نفقہ دیدیا اور بعد ایک مہینے کے
خاوند یا زوجہ کوئی مرگیا تو اب باقی نفقہ زوجہ سے پھیرا نہ جاویگا شیخین کے نزدیک اور امام محمد اور شافعی کے نزدیک حساب
کر کے ایک مہینے کا نفقہ عورت کے پاس رہیگا اور پانچ مہینے کا پھیر لیا جاویگا ف اور فتوی قول شیخین پر ہی ص اور اگر غلام
نے نکاح کیا اذن سے مولی کے تو نفقہ اُسکا اُسپر واجب ہی تو بیچا جاویگا اُسمین پھر اگر نفقہ جمع ہوا تو پھر بیچا جاویگا اسی طرح بے
نہایت تک ف مثلاً ہزار روپے اُسپر نفقے کے جمع ہو گئے اور دو بار بیچنے مین وہ ادا ہو گئے پھر اور ہزار جمع ہوے تو پھر
تیسری بار بیع کیا جاویگا پھر چوتھی بار پھر پانچوین بار زیلعی ص اور صورت اسکی یون ہی کہ ایک غلام نے نکاح کیا اپنے مولی
کے اذن سے کسی عورت سے اور قاضی نے اُسپر نفقہ فرض کیا یہانتک کہ ہزار درم جمع ہوے اور پانسو روپے کو بیچا گیا اور وہی اُسکی قیمت ہی
اور مشتری جانتا ہی کہ اُسکے اوپر دین نفقے کا ہی تو پھر بیچا جاویگا اور اگر غلام پر دین نفقے کا نہین ہی بلکہ اور طرح کا دین ہی تو ایک ہی
بار بیع کیا جاویگا ف اور باقی دین موقوف رہیگا اُسکی حریت پر ص اور خاوند پر واجب ہی کہ عورت کو رکھے ایک جدا گھر مین
کہ اُسمین کوئی خاوند کے اہل سے نہووے اور نہ اُسکا بیٹا ہو جو اور بیوی سے ہو مگر جب کہ زوجہ راضی ہو جاوے خاوند
کے اہل کے ساتھ رہنے پر اور اگر گھر بڑا ہی اور اُسمین کئی قطعے ہین تو بھی ایسا قطعہ چاہیے کہ زنجیر اور قفل اُسکا علیحدہ ہو اور
خاوند کو پہونچتا ہی کہ والدین زوجہ کو اور اُسکے ولد کو جو اس خاوند سے نہو گھر مین نہ آنے دیوے اسواسطے کہ گھر ملک
خاوند کا ہی تو اُسکو منع پہونچتا ہی اور نہین جائز ہی کہ منع کرے اُنکو دیکھنے سے زوجہ کے یا کلام سے اُسکے ساتھ جس وقت
چاہین وہ اور بعضون کے نزدیک خاوند کو جائز نہین ہی کہ عورت کو والدین کے پاس جانے سے یا والدین کو
اُسکے پاس آنے سے ہفتے مین ایک بار منع کرے اور اور محرمون کی زیارت سے سال بھر مین ایک بار روکے اور یہی صحیح ہی
ف ایسا ہی ہدایہ مین اور خانیہ مین ہی کہ اسی پر فتوی ہی ص اور معین کرے قاضی نفقہ اُس شخص کی زوجہ کا جو غائب ہو

اور اُسکے والدین کا اور اُسکی اولاد صغار کا اُسکے مال سے جو اُنکے حق کی جنس سے ہو مثلاً دراہم یا دنانیر یا کپڑے ہین اُسکے پہننے کے یا غلہ
اس صورت کے کہ وہ اُنکے حق کی جنس سے نہو یا نہ اُن اسباب سے کہ اُنکی بیع کی حاجت پڑے واسطے وصول نفقہ کے ف
جیسے مکان مین آلات وغیرہ ص کہ وہ نہ بیچے جاوینگے کہ نزدیک مودع یا مضارب یا مدیون کے ہی اور وہ لوگ اقرار کرتے ہین اس مال کا
اور اُسکی زوجہ ہونیکا یا قاضی زوجہ ہونیکو جانتا ہی اور قاضی کو چاہیے کہ عورت سے ضامن لے لیوے اور حلف دلاوے اُسکو اس بات پر کہ اُس
شخص غائب نے اُسکو نفقہ نہیں دیا ہی اور اگر وہ شخص مقر نکاح کے نہون اور قاضی بھی نجانتا ہو اور زوجہ اپنے نکاح پر گواہ لاوے تو قاضی
نفقے کو اُسپر فرض کریگا اسیطرح اُسنے اگر کچھ مال نہیں چھوڑا اور زوجہ نے بینہ قائم کیے نکاح پر تاکہ قاضی اُسکے لیے نفقہ مقرر کرے
اور اُسکو حکم کرے قرض لینے کا خاوند پر تب بھی قاضی نفقہ اُسکے لیے مقرر نکریگا اور حکم نکاح بھی نکریگا اسواسطے کہ حکم غائب پر جائز
نہیں ف یعنی مدعا علیہ کے غائب ہوتے فیصلہ کر دینا اُسپر جائز نہیں ص اور امام زفرؒ کے نزدیک نفقہ اُسپر فرض کر دیوے اور نکاح کا حکم کرے
اور آجکل عمل اسی پر ہے واسطے حاجت لوگون کے کہ قاضی تفصیل موافق مذہب امام زفرؒ کے کرے [illegible] اور [illegible] اسی پر فتویٰ دیا گیا ہی

فصل

جو عورت کہ عدت مین طلاق رجعی یا بائن کے ہو یا عدت مین اُس فرقت کی ہو جو بسبب معصیت
زوجہ کے نہیں ہی جیسے خیار عتق اور بلوغ اور وہ تفریق جو بسبب کفو نہونے کے ہووے تو اُسکا نفقہ اور مسکن عدت کے
گذرنے تک خاوند پر واجب ہی اور نزدیک امام شافعیؒ کے طلاق بائن مین نفقہ اور مسکن خاوند پر نہیں اور دلیل لاتے ہین
وہ حدیث فاطمہؓ بنت قیس سے ف کہ تین طلاق دیے تھے اُنکو خاوند نے اُنکے تو نہ مقرر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم نے واسطے اُسکے مسکن اور نفقہ روایت کیا اُسکو مسلم اور اصحاب سنن نے ص اور ہماری دلیل یہ ہی کہ حضرت
عمرؓ نے اس حدیث کو رد کیا ف جامع ترمذی اور ابو داؤد اور صحیح مسلم وغیرہ مین ہی کہ آئی فاطمہؓ بنت قیس نزدیک عمر بن الخطاب
کے سو فرمایا آپنے کہ نہیں ہین ہم کہ چھوڑ دیوین اپنے رب کی کتاب کو اور اپنے نبی کی سنت کو بسبب قول ایک عورت کے
کہ نہیں جانتے ہین ہم کہ یاد رکھا اُسنے یا نہیں زیادہ کیا طحاوی اور دارقطنی نے کہ فرمایا حضرت عمرؓ نے سنا مین نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ مطلقہ الثلاث کو مسکن اور نفقہ ہی اور حضرت عائشہؓ نے بھی اس حدیث کو رد کیا
اور کہا فاطمہؓ سے کہ کیا نہیں خوف کرتی ہی اللہ کا یہ صحیح بخاری مین ہی اور بھی نمانا اُسکو کبار تابعین نے مثل اسود اور سعید
بن المسیب کے اور طول کیا شیخ ابن الہمام نے اس مطلب کی بحث مین جسکو دیکھنا ہو فتح القدیر مین دیکھے ص اور
جو عورت کہ عدت موت مین ہووے یا تفریق کرائی جاوے بسبب اپنی معصیت کے جیسے مرتد ہو جاوے
یا ابن زوج کا بوسہ لے لیوے تو نفقہ اُسکا واجب نہیں اور جو عورت کہ عدت مین تین طلاق کے ہووے اور وہ مرتد ہو جاوے
تو نفقہ اُسکا ساقط ہوگا اور اگر ابن زوج کو اپنے اوپر قادر کر اوے تو ساقط نہوگا ف اور دلیل اسکی اصل مین مذکور ہی
ص اور نفقہ اولاد صغار کا باپ پر ہی جب وہ مفلس ہون اور کوئی اُسمین شریک نہوگا جیسا کہ ماں باپ کے اور زوجہ کے
نفقے مین کوئی اُسکا شریک نہوگا ف اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ الآیۃ اور مولود لہ
باپ ہی ہدایہ ص اور اگر اولاد اُسکی غنی ہی تو نفقہ اُنکا اُنکے مال مین سے ہوگا اور اگر وہ ولد شیر خوار ہی تو ماں کو دودھ
پلانے پر جبر نکرینگے ف اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے لَا تُضَارَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا

اور نہ ضرر پہونچائی جاویگی والدہ اپنے ولد سے ص مگر جب سوا اُسکے اور دودھ پلانے والی نہ ملے یا لڑکا اور کسی کا دودھ نہ لیوے
ف یا خاوند اجرت مرضعہ پر قادر نہو ص تو اُسوقت مان پر جبر کرینگے ف واسطے حفاظت ولد کے ص اور مرد
نوکر رکھ لے مرضعہ کو کہ دودھ پلاوے ولد کو نزدیک اُسکی مان کے اور اگر اُسکی مان کو نوکر رکھ لیا اور وہ اپنی زوجہ ہے یا عدت مین ہے
طلاق بائن یا رجعی کے جائز نہوگا اور ایک روایت مین جب عدت مین طلاق بائن کے ہووے تو جائز ہوگا ف اور دلیل انکی اصل مین
مذکور ہے ص اور بعد گذرنے عدت کے جائز ہے کہ خاوند اسکو نوکر رکھ لے جیسا کہ جائز ہے کہ اپنی زوجہ کو اگرچہ نکاح مین یا عدت مین ہووے
نوکر رکھ لے واسطے دودھ پلانے اُس ولد کے جو اُس زوجہ کے بطن سے نہین ہے اور مان جب عدت سے باہر آوے تو واسطے شیر دہی ولد کے
وہ دوسرون سے زیادہ حقدار ہے مگر یہ کہ اجرت زیادہ طلب کرے ف اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ
یعنی نہ ضرر پہونچایا جاوے باپ بیٹے ولد کے اور قیمت زیادہ دینا بھی ایک ضرر ہے ص اور نفقہ دختر بالغہ کا جو بے شوہر ہو اور نفقہ پسر بالغ
کا جو محتاج ہون اور کسب پر قادر نہین ف مثلاً لولا لنگڑا مفلوج بے دست و پا ہے ص سب باپ پر ہے اور اسی پر فتوی ہے اور
روایت خصاف اور حسن مین دو ثلث اُسکے باپ پر ہین اور ایک ثلث مان پر ہے اور یہ جب ہے کہ اُن دونون کے واسطے مال نہووے
اور اگر مال ہووے تو نفقہ اُنکا اُنکے مال مین سے ہوگا اور جس شخص پر کہ صدقہ فطر واجب ہے تو اُسپر نفقہ اپنے اصول کا جو فقرا ہون لازم ہے
ف اگرچہ کسب پر قادر ہون جو اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا اور بسر کر
والدین کے ساتھ دنیا مین موافق دستور کے اور یہ آیت مان باپ کافر کے حق مین اتری ہے اور دستور یہ نہین کہ آپ
عیش کرے اور والدین کو چھوڑ دے کہ وہ بھوکے ہوکے مرجاوین اور اجداد اور جدات بھی آبا اور امہات سے ہین اور
اسی واسطے جد قائم مقام باپ کا ہوتا ہے وقت نہونے باپ کے ہدایہ ص اور بیٹا بیٹی اسمین برابر ہین ف تو اگر کسیکا ایک بیٹا
اور ایک بیٹی ہے تو نفقہ اُسکا آدھا آدھا دونون پر ہے ص اور معتبر اس مقام مین قرب اور جزئیت ہے نہ وراثت تو جس شخص کا
ایک پوتا اور ایک بیٹی ہے تو کل نفقہ اُسکا بیٹی پر ہے ف اسواسطے کہ وہ قریب ہے بہ نسبت پوتے کے ص باوجود اس
بات کے کہ ترکہ دونون کو آدھا آدھا ملیگا اور جس شخص کے ایک نواسا ہے اور ایک بھائی ہے تو کل نفقہ اُسکا نواسے پر ہے ف
اسواسطے کہ نواسا اپنا جزء ہے برخلاف بھائی کے ص باوجود اس بات کے کہ ترکہ کل بھائی لے لیویگا اور نواسے کو کچھ نہ
ملیگا کیونکہ وہ ذوی الارحام سے ہے اور نفقہ ذو رحم محرم کا ف ذو رحم اُسکو کہتے ہین کہ جسکا حصہ ترکے مین سے کچھ مقرر نہین
اور نہ وہ عصبہ ہے سراجیہ ص جب صغیر اور فقیر ہو یا عورت صغیرہ فقیرہ ہووے یا مرد بالغ بیدست و پا یا اندھا ہووے
اُسپر جو صلاحیت وراثت کی رکھتا ہو واجب ہے بقدر میراث کے اور جبر کیا جاویگا اُسپر اور معتبر اسمین اہلیت ارث کی ہے نہ حقیقت
اُسکی اسواسطے کہ حقیقت ارث کی بعد موت کے معلوم ہوتی ہے ف اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَعَلَى الْوَارِثِ
مِثْلُ ذٰلِكَ اور قراءت ابن مسعودؓ مین ہے وَعَلَى الْوَارِثِ ذِي الرَّحِمِ الْمَحْرَمِ مِثْلُ ذٰلِكَ اور یہ مالک نصاب پر
واجب ہے ص تو جس شخص کا ایک مامون اور ایک چچازاد بھائی ہے تو باوجود اس بات کے کہ چچازاد بھائی حاجب ہے
مامون کا کیونکہ وہ عصبہ ہے لیکن مامون کو صلاحیت ہے وراثت کی کیونکہ ہوسکتا ہے کہ چچازاد بھائی مرجاوے اور مامون
وارث ہوجاوے نفقہ اُسکا مامون پر ہے تو معتبر اقربیت اور اہلیت ارث ہے اور جس شخص کی تین بہنین متفرق ہین مثلاً ایک حقیقی اور

ایک علاتی اور ایک اخیافی تو تین خمس اسکے نفقے کے حقیقی بہن پر ہیں اور ایک ایک خمس دونوں بہنوں پر **ف** اسواسطے کہ وراثت بھی انکی اسی طریقے پر ہے تو اگر وہ شخص مال چھوڑ جاوے تو اسکے مال کے پانچ حصے کیے جاوینگے تین حصے حقیقی بہن کو اور ایک ایک حصہ دونوں بہنوں کو ملیگا **ص** اور جس شخص کا ایک باپ ہو اور ایک چچا کا بیٹا ہو تو نفقہ اسکا باپ پر ہوگا اور نہیں نفقہ ہے باوجود اختلاف دین کے مگر زوجہ کو اگرچہ غنی ہو اور اصول اور فروع کو اگر فقیر ہوں اور محتاج ہوں اور نفقہ کسی کا واجب نہیں مگر زوجہ کا اور لڑکوں محتاج کا اور باپ کو جائز ہے کہ مال اپنے پسر کا جو غائب ہو واسطے نفقے اپنے کے بیچے اور زمین اسکی بیچنا جائز نہیں سوائے نفقے کے اور کسی قرض کی بابت جو باپ کا بیٹے پر ہو بیچنا اسکے مال کا جائز نہیں اور ماں کو ہرگز جائز نہیں کہ واسطے اپنے نفقے کے مال کو بیٹے کے بیچ ڈالے اسواسطے کہ ولایت تملک مال پسر باپ کو مخصوص ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو اور مال تیرا واسطے تیرے باپ کے ہے اور اسلیے کہ ماں کو ولایت تصرف بیٹے کے مال میں نہیں **ف** روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے جابر سے بسند صحیح **ص** اور جس شخص غائب کا مال کسی کے پاس امانت ہو اور اسنے بغیر حکم قاضی کے اس غائب کے ماں باپ پر خرچ کیا ضامن ہوگا اور اگر اسکا مال ماں باپ کے پاس امانت تھا اور انھوں نے خرچ کیا تو ضمان لازم نہ آویگا اور اگر قاضی نے نفقے کا واسطے بچے یا زوجہ کے حکم کیا اور ایک مدت تک انکو نہ پہنچا تو نفقہ اسکا ساقط ہو جاویگا اور جو حکم کیا [illegible] کہ مدت دراز ہو جاوے یعنی ایک مہینا یا زیادہ گذر گیا ہو اور اگر مدت کم گذری ہو یعنی ایک مہینے سے کم تو ساقط نہوگا لیکن اگر قاضی نے اسکو قرض لینے کا غائب کے نام پر حکم کیا اور اسنے قرض لیکے اپنے نفقے میں صرف کیا تو وہ مال ذمہ غائب پر لازم ہوگا اور ساقط نہوگا اور مولی پر ہے نفقہ اپنے غلام اور لونڈی کا **ف** اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غلام تمہارے تمہارے بھائی ہیں کیا اللہ نے انکو زیر دست تمہارا تو جسکا بھائی زیر دست ہو اسکے تو کھلاوے اسکو جو آپ کھاتا ہے اور پہناوے اسکو جو آپ پہنتا ہے اور نہ تکلیف دو انکو اس امر کی جو مغلوب کرے انکو اور اگر دو تو تم بھی اعانت کرو انکی روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے ابوذر رض سے اور روایت کیا اسکو ابوداؤد نے سند صحیح سے اور زیادہ کیا کہ جو تمکو پسند نہ آوے انمیں سے تو بیچو انکو اور نہ عذاب کرو خلق اللہ پر اور حضرت علی رض سے مروی ہے کہ آخر کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ تھا کہ محافظت کرو نماز پر اور ڈرو اللہ سے اپنے غلاموں میں اخراج کیا اسکو امام احمد نے **ص** تو اگر مولی نے نہ دیا اور وہ قابل کسب کے ہیں تو کماوینگے اور نفقہ اپنا کرینگے اور اگر قابل کسب کے نہیں جبر کیا جاویگا مولی انکی بیع پر **ف** اور حیوانات میں اگر انکو نفقہ نہ دے تو حکم بیع کا نہ کیا جاویگا مگر فی ما بینہ وبین اللہ حکم ہوگا اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا عذاب کرنے سے خلق اللہ کے روایت کیا اسکو ابوداؤد نے اور منع کیا ضائع کرنے سے مال کے روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے اور صحیحین میں مروی ہے حضرت عبد اللہ بن عمر رض سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عذاب کی گئی ایک عورت بسبب بلی کے کہ قید کیا تھا اسکو یہانتک کہ مر گئی پھر داخل ہوئی آگ میں اور اسی میں ہے کہ نہ کھانا دیا اسنے بلی کو اور نہ پانی دیا جب اسکو قید کیا اور نہ چھوڑا اسکو کہ کھاوے گھانس زمین کی اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک جبر کیا جاویگا اس جانور کی بھی بیع پر کذا فی الہدایۃ

ص کتاب العتاق

ف آزاد کرنا مملوک کا ایک امر مندوب اور مستحسن ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو مرد مسلمان آزاد کرتا ہے مرد مسلمان کو پاک کرتا ہے اللہ اسکے ہر عضو کے بدلے آزاد کرنے والے کے عضو کو آگ سے روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے اور صحیح ترمذی

مین مروی ہو ابی امامہؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جو مرد مسلمان آزاد کرے دو عورتین مسلمان ہونگی
وہ دونون خلاصی اُسکی آگ سے اور روایت ہو ابی ذرؓ سے کہا کہ پوچھا مین نے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کون عمل
افضل ہو فرمایا ایمان لانا اللہ پر اور جہاد کرنا اُسکی راہ مین کہا مین نے پھر کون سی گردن آزاد کرنی افضل ہو فرمایا جسکی
قیمت زیادہ اور نفیس زیادہ ہو اپنے مالک کے پاس روایت کیا اُسکو بخاری و مسلم نے اور صحیح مسلم مین ہو حضرت ابوہریرہؓ سے
کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے نہین بدلا دے سکتا ہو بیٹا اپنے باپ کو مگر یہ کہ پاوے اُسکو غلام پھر آزاد کرے اُسکو
اور مسنون رکھا علما نے کہ آزاد کرے مرد غلام کو اور عورت لونڈی کو تاکہ مقابلہ اعضا کا ہو جاوے ہدایہ **ص**
عتق صحیح ہوتا ہو حر بالغ عاقل سے اپنی ملک مین **ف** تو غیر کا غلام آزاد نہین کر سکتا اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم نے نہین عتق ہو اُسمین جسکا مالک نہین آدمی روایت کیا اُسکو ترمذی نے اور کہا کہ حسن صحیح ہو **ص** تو
اگر لفظ صریح ہو تو بغیر نیت کے بھی آزاد ہوگا جیسے کہے تو حُر ہو یا معتق ہو یا عتیق ہو یا آزاد کیا مین نے تجکو یا تو محرر ہو یا حُر
کیا مین نے تجکو یا یہ مولی میرا ہو یا پکارا کہ اے میرے مولی **ف** اور ایسا ہی اگر کہا کہ اے حُر یا اے آزاد اور اگر نام اُسکا
حُر ہو اور اُسنے پکارا یا حُر تو آزاد نہوگا اور اگر نام اُسکا حُر تھا اور فارسی مین کہا اے آزاد یا نام اُسکا آزاد تھا اور عربی مین
کہا یا حُر تو آزاد ہو جاویگا ہدایہ **ص** یا کہا کہ سر تیرا حُر ہو یا اور جو اعضا کہ اُنسے تعبیر سارے بدن سے ہوتی ہو **ف**
اور گذرا بیان اُنکا کتاب الطلاق مین **ص** اور اگر لفظ کنایہ ہو کہ احتمال آزاد ہونے اور نہونے کا رکھتا ہو جیسے
کہے میری ملک تیرے اوپر نہین ہو یا تو میری ملک سے نکل گیا یا چھوڑ دی مین نے راہ تیری یا لونڈی سے کہا چھوڑ دیا
مین نے تجکو یا نہین قیمت تیرے لیے **ف** کہ ان سب لفظون سے عتاق اور عدم عتاق مراد ہو سکتا ہو کیونکہ جب کہا کہ تو میری
ملک سے نکل گیا معلوم نہین کہ بسبب عتاق یا بسبب بیع کے یا بسبب ہبہ کے اور ایسا ہی باقی الفاظ مین کذا فی الاصل **ص**
تو بغیر نیت کے آزاد نہوگا اور اگر مولی نے اپنے غلام کو کہا یہ بیٹا میرا ہو تو اگر فرزند اُسکا وہ ہو سکتا ہو اور وہ غلام مجہول النسب
ہو تو بغیر نیت کے آزاد ہوگا اور اگر فرزند اُسکا نہین ہو سکتا تو بھی امام صاحب کے نزدیک بے نیت کے آزاد ہو جاویگا
اور صاحبین کے نزدیک نہوگا **ف** اور دلائل اسکے مذکور ہین ہدایہ اور شرح وقایہ مین **ص** اور اگر نہ اُجانے
اپنے غلام کو پکارا کہ اے میرے بیٹے یا اے میرے بھائی تو آزاد نہوگا اسواسطے کہ مقصود پکارنے سے حاضر ہونا اُسکا ہو
اور لحاظ معنی کا نہین اور جب معنی مقصود نہوے تو مجاز بھی ثابت نہوگا اور وہ حریت ہو برخلاف اسکے جب کہا یا
حُر کیونکہ وہ صریح ہو قصد معنی کی طرف محتاج نہین اور اسیطرح اگر کہا کہ نہین حکومت ہو میری تجھپر تو بھی آزاد
نہوگا کیونکہ ہو سکتا ہو کہ اُسکا غلام ہو اور تصرف مولی کا نہو سکے جیسا کہ مکاتب مین **ف** اور بیان اسکا آگے آویگا
ص اور لفظ طلاق اور جو کنایات طلاق ہین اُنسے ہمارے نزدیک لونڈی آزاد نہوگی اگرچہ نیت بھی ہو آزادی
کی برخلاف امام شافعیؒ کے کہ اُنکے نزدیک آزاد ہو جاویگی **ف** اور دلائل طرفین کے ہدایہ اور شرح وقایہ
مین مسطور ہین **ص** اور اگر اپنے غلام سے کہا کہ تو مثل حُر کے ہو آزاد نہوگا اور اگر کہا کہ نہین ہو تو مگر حُر تو آزاد
ہو جاویگا اور جو شخص کہ مالک ہو جاوے اپنے ذی رحم محرم کا تو وہ آزاد ہو جاویگا **ف** اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص کہ مالک ہو جاوے ذی رحم محرم اپنے کا تو آزاد ہو جاویگا اُسپر روایت کیا اس حدیث کو ایسے لفظ سے بیہقی اور نسائی نے اور ضعیف کیا اُسکو بسبب اس بات کے کہ ضمرہ منفرد ہوا ساتھ اس حدیث کے سفیان سے اور صحیح کیا اُسکو عبد الحق نے اور کہا کہ ضمرہ ثقہ ہے اور تصویب کی ابن القطان نے اُسکے کلام کی اور توثیق کی ضمرہ کی ابن معین نے اگرچہ حجت نہیں پکڑی اُس سے صحیحین میں اور ایک روایت میں ہے کہ جو شخص مالک ہو ذی رحم محرم کا تو وہ حر ہو جاویگا اُسکو اصحاب سنن اربعہ نے سمرہ رض سے اور روایت کیا اُسکو طحاوی نے حضرت عمر رض سے موقوفًا اور عائشہ رض اور علی رض سے ساتھ اسانید جید کے اور تفصیل فتح القدیر میں ہے **ص** اور جسنے اپنے غلام کو واسطے خدا کے یا واسطے شیطان کے یا واسطے بت کے یا زبردستی یا نشے میں آزاد کیا تو آزاد ہو جاویگا اور اگر مضاف کیا عتق کو طرف ملک کے مثلاً کہا کہ اگر میں مالک ہوں غلام کا تو وہ حر ہے یا شرط کی مثلاً کہا کہ اگر فلانا شخص آوے تو غلام میرا آزاد ہے اور اُس غلام کا مالک ہو گیا یا وہ شخص آگیا تو آزاد ہو جاویگا بشرطیکہ غلام وقت تعلیق شرط کے اسکی ملک میں ہو اور اگر غلام حربی کا مسلمان ہو کے ہماری طرف چلا آوے تو آزاد ہو گا **ف** اسواسطے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا غلاموں میں طائف کے جب وہ نکلے تھے وہاں سے مسلمان ہو کے کہ وہ آزاد کیے ہوے ہیں اللہ کے روایت کی یہ ابو داؤد اور ترمذی نے اور کہا کہ حسن صحیح غریب لا نعرفہ الا من ہذا الوجہ اور روایت کیا اُسکو حاکم نے اور کہا کہ صحیح ہے اور پر شرط مسلم کے **ص** اور حمل آزاد ہو جاویگا بسبب آزادی اُسکی ماں کے نہ بطریق تبعیت کے بلکہ بطور اصالت کے اور آزاد کرنے سے حمل کے آزادی اُسکی ماں کی نہوگی اور یہ جب ہے کہ بعد آزادی کے چھ مہینے سے کم میں جنے **ف** اسواسطے کہ اسمیں یقین ہے وجود حمل کا وقت آزادی کے **ص** اور اسمیں ولا اُسکے باپ کی مولی کی طرف نہ آویگی **ف** صورت ولا کھینچنے کی یہ ہے کہ ایک شخص کے غلام نے اُسکے اذن سے ایک لونڈی سے نکاح کیا کہ اُسکو غیر نے آزاد کیا تھا اور اُس سے ایک لڑکا پیدا ہوا تو وہ حر ہوگا بتبعیت اپنی ماں کے اور ولا اُسکی ماں کی مولی کو ملیگی مگر جب یہ شخص بھی اپنے غلام کو آزاد کر دے تو اس صورت میں باپ اُسکا ولا لڑکے کو اپنی طرف کھینچ لیگا تو اگر باپ مر جاوے اور پھر اُسکا بیٹا مر جاوے تو اب ولا بیٹے کی باپ کے مولی کی طرف کھینچ جاویگی **ص** اور لڑکا تابع ہے اپنی ماں کے تو اگر ماں اُسکی پیدا ہونے کے وقت آزاد ہے آزاد ہوگا اور اگر مملوکہ ہے تو مملوک ہوگا اور جو مشترکہ ہے تو مشترک ہوگا موافق حصوں اپنی ماں کے اور اگر مکاتبہ ہے مکاتب ہوگا اور اگر مدبرہ ہے مدبر ہوگا اور لونڈی کا لڑکا اُسکے خاوند سے مالک ہے اُسکے مولی کی اور اُسکے مولی سے آزاد ہے

ص باب عتق البعض

اگر کسی شخص نے بعض اپنے غلام کا آزاد کیا **ف** مثلاً کہا نصف تیرا آزاد ہے یا ثلث تیرا یا ربع تیرا **ص** تو امام صاحب کے نزدیک وہ تنا حصہ آزاد ہو جاویگا اور سعی کریگا واسطے بقیہ قیمت کے نزدیک امام ابو حنیفہ رح کے اور وہ مانند مکاتب کے ہو جاویگا مگر جب کہ عاجز ہو جاوے تو غلام نہو جاویگا اور صاحبین کے نزدیک سارا غلام آزاد ہوگا **ف** اور دلیل اسکی مذکور ہے اصل میں **ص** اگر ایک غلام میں دو شخص شریک ہیں اور ایک نے اپنا حصہ آزاد کر دیا تو دوسرا شریک بھی چاہے اپنا حصہ آزاد کر دے یا اُس سے سعی کرا لیوے یا ضمان لیوے آزاد کرنے والے سے قیمت اپنے حصے کی اگر وہ تنگدست نہیں ہے اور اگر تنگدست ہے تو ضمان نہ لیگا **ف** بلکہ سعی کراویگا یا آزاد کر دیگا **ص** اور ولا دونوں کے واسطے ہے اگر وہ

دوسرا شریک بھی آزاد کرے یا سعی کرا دے اور اگر ضمان لیوے تو کل ولا آزاد کرنے والے کو ہے اور وہ آزاد کرنیوالا رجوع کرے رقم ضمان کی غلام پر اور صاحبین کے نزدیک دوسرے شریک کو دو ہی باتون کا اختیار ہے چاہے ضمان لیوے آزاد کرنیوالے سے اگر وہ غنی ہے یا سعی کرا دے اگر وہ فقیر ہے **ف** اور آزاد نہین کر سکتا کیونکہ وہ پہلے ہی کل آزاد ہو چکا اُنکی یہ ہے اور دلیل لاتے ہین حدیث ابی ہریرہ سے صحیحین مین کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص آزاد کرے اپنا حصہ غلام کا تو خلاصی اُسکی اُسپر ہے اگر اُسکے پاس مال ہے اور نہین تو قیمت لگایا جاویگا اور سعی کرائی جاویگی اور دلیل امام ابو حنیفہ کی مذکور ہے ہدایہ اور فتح القدیر مین **ص** اور ولا فقط آزاد کرنے والے کو ہے اور اگر دونون شریکون نے گواہی دی اس بات کی کہ دوسرے نے اپنا حصہ آزاد کیا ہے **ف** مثلاً زید اور عمرو شریک تھے ایک غلام مین تو زید نے شہادت دی کہ عمرو نے اپنا حصہ آزاد کیا اور عمرو نے شہادت دی کہ زید نے اپنا حصہ آزاد کیا **ص** تو غلام سعی کرے اُن دونون کے لیے اُنکے حصے مین اور ولا اُن دونون کے واسطے ہے برابر ہے کہ وہ دونون تنگدست ہون یا دونون فراخ دست یا ایک تنگدست اور دوسرا فراخ دست اور صاحبین کے نزدیک سعی کرے اگر دونون تنگدست ہون اور اگر دونون فراخ دست ہون تو سعی نکرے اور ایک تنگدست ہے اور دوسرا فراخ دست تو تنگدست کے واسطے سعی کرے اور موقوف رہیگی ولا ان صورتون مین یہانتک کہ اتفاق کرین دونون ایک کی آزادی پر اسواسطے کہ ہر ایک اپنے عتق کا منکر ہے اور اگر ایک نے اُسکے عتق کو معلق کیا کل کے روز ایک فعل کے وجود پر اور دوسرے نے اُسکے عدم پر **ف** مثلاً ایک شریک نے کہا کہ اگر کل زید اس گھر مین جاوے تو حصہ میرا آزاد ہے اور دوسرے نے کہا کہ اگر کل زید اس گھر مین نجاوے تو حصہ میرا آزاد ہے **ص** اور کل کا روز گذر گیا اور شرط اُسکی معلوم نہوئی **ف** مثلاً زید اُس گھر مین گیا یا نہ گیا معلوم نہوا **ص** تو آزاد ہو جاویگا نصف اُس غلام کا **ف** اسواسطے کہ دونون باتون سے کوئی امر ہوا ہوگا تو نصف آزاد ہو جاویگا **ص** اور سعی کرے نصف مین واسطے اُن دونون کے اور امام محمد رح کے نزدیک سعی کرے واسطے کل کے دونون کے لیے اور اگر غلام دونون کے جدا ہین مثلاً ایک شخص نے کہا کہ اگر فلان شخص کل گھر مین داخل ہو تو غلام میرا آزاد ہے اور دوسرے نے کہا کہ اگر فلان شخص گھر مین کل داخل نہو تو غلام میرا آزاد ہے اور کل کا روز گذر گیا اور حال معلوم نہوا تو کوئی آزاد نہوگا اور اگر ایک غلام ساتھ خرید یا ہبہ یا وصیت کے دو شخصون کی ملک مین آیا اور ایک اُنمین سے اُس غلام کا باپ ہے یا نصف اپنے بیٹے کا غیر خرید لیا یا اُسکے عتق کو معلق کیا ساتھ اُسکی شرا ونصف کے اور پھر خریدا اُسکو کسی کے ساتھ ملکے تو اِن سب صورتون مین حصہ اُسکا آزاد ہو جاویگا اور وہ ضامن نہوگا برابر ہے کہ شریک جانتا ہوا س بات کو کہ یہ بیٹا ہے اُسکا یا نہ جانے جیساکہ نہین ضامن ہوتا ہے باپ اگر وارث ہووے اپنے شریک کے ساتھ غلام کا اور صورت اُسکی یون ہے کہ ایک عورت مر گئی اور اُسکا ایک غلام تھا کہ وہ اُسکے خاوند کا بیٹا تھا اور وہ عورت چھوڑ گئی اپنے بھائی اور خاوند کو تو باپ نصف غلام کا مالک ہو جاویگا اور یہ نصف حصہ آزاد ہوگا اور اُسکے بھائی کے حصے کا ضامن نہوگا اب دوسرے شریک کو اختیار ہے چاہے اُسکو آزاد کر دے یا سعی کرا دے اور صاحبین کے نزدیک غیر میراث مین دوسرا شریک ضامن ہوگا اُسکی نصف قیمت کا اگر غنی ہے اور سعی کریگا غلام اگر وہ فقیر ہے اور میراث کی صورت مین کسی کے نزدیک ضامن نہوگا اسواسطے کہ ثبوت ملک کا میراث مین کچھ اختیاری نہین ہے تو باپ کا

کیا قصور ہے اگر کسی شخص نے بعض غلام اسکے مولی سے خریدا بعد اسکے بعض باقی کو باپ نے اس غلام کے جو غنی ہے
خریدا تو اب اس شخص کو اختیار ہے چاہے باپ سے اسکے بقدر اپنے حصے کے ضمان لیوے یا غلام سے سعی کراوے
اور صاحبین کے نزدیک فقط ضمان لیوے ایک غلام میں تین شخص برابر کے شریک تھے ایک نے اسکو
مدبر کیا اور دوسرے نے آزاد کیا اور وہ دونوں مالدار ہیں اور تیسرا چپ رہا تو چپ رہنے والا اپنے تہائی حصے کا ضمان
لیوے مدبر کرنیوالے سے اور نہ ضمان لیوے آزاد کرنیوالے سے اور مدبر ضمان لیوے آزاد کرنیوالے سے تہائی حصے کا
بعد مدبر ہونے کے نہ اتنے کا جتنا چپ رہنے والے کو دیا یہ مذہب امام ابو حنیفہ کا ہے **ف** مثلاً اس غلام کی ستائیس
روپے قیمت تھی تو چپ رہنے والا مدبر کرنیوالے سے نو روپے لے اور مدبر کرنیوالا ضمان لیوے آزاد کرنیوالے
سے چھ روپے کا اسواسطے کہ قیمت مدبر کی دو ثلث ہیں قیمت غلام کی اسواسطے کہ مملوک میں منافع تین ہیں وطی اور خدمت لینا
اور بیع اور مدبر کرنے سے ایک فائدہ جاتا رہا یعنی اب اسکو بیچ نہیں سکتا تو ایک ثلث قیمت بھی اسکے مقابلے میں کم ہو جاویگی کذا
فی الاصل **ص** اور صاحبین کے نزدیک غلام اس شخص کا ہوگا جسنے اول اسکو مدبر کیا اور ضامن ہوگا دو ثلث قیمت کا **ف**
یعنی اٹھارہ روپے کا صورت مذکورہ میں **ص** واسطے دونوں شریکوں اپنے کے برابر ہے کہ تنگدست ہو یا فراخ دست اور ولا موافق
مذہب امام ابو حنیفہ کے تین حصے کی جاویگی دو حصے مدبر کرنیوالے کو اور ایک حصہ آزاد کرنیوالے کو **ف** اور صاحبین کے
مذہب کے موافق کل ولا مدبر کرنیوالے کو ملیگی **ص** اور اگر ایک نے دو شریکوں میں سے لونڈی میں کہا کہ یہ میرے شریک کی ام ولد
ہے اور اسنے انکار کیا تو وہ لونڈی ایک دن خالی بیٹھی رہیگی اور ایک دن خدمت کریگی منکر کی امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین
کے نزدیک منکر سعی کرا لیوے لونڈی سے نصف قیمت میں پھر وہ آزاد ہو جاویگی اسواسطے کہ جب اسکے شریک نے
تصدیق ام ولد ہونیکی نہ کی تو اقرار اسکا اسی پر پلٹ گیا تو گویا اسکی ام ولد ہو گئی تو شریک فقط اپنے حصے کے موافق سعی
کرا لیگا اور پھر آزاد ہو جاویگی اور اگر ایک ام ولد دو شخصوں میں مشترک تھی اور ایک نے انمیں سے اسکو آزاد کر دیا اور وہ
غنی ہے تو دوسرے کے حصے سے ضامن نہوگا امام کے نزدیک کیونکہ امام صاحب کے مذہب میں ام ولد کی کچھ قیمت نہیں اور صاحبین کے
نزدیک ضامن ہوگا اسواسطے کہ ام ولد انکے نزدیک قیمت دار ہے اور جس شخص کے تین غلام تھے اور دو اسکے پاس موجود تھے
اور اسنے کہا ایک تم میں کا آزاد ہے پھر ایک ان دو میں سے چلا گیا اور تیسرا غلام آیا اور پھر کہا ایک تم میں کا آزاد ہے
اور بعد اسکے وہ شخص مر گیا اور کچھ بیان نہیں کیا تو جو غلام دونوں مرتبہ حاضر تھا اسکے تین ربع آزاد ہو گئے اور نصف
اور دونکا نزدیک امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے اور ایسا ہی ہے امام محمد کے نزدیک مگر تیسرے کا ایک ربع آزاد ہوگا انکے
نزدیک **ف** اور دلیل اسکی اصل میں مسطور ہے **ص** اور اگر مولی نے یہ قول مرض موت میں کیا اور وارثوں نے اسکو جائز نہ رکھا اور سوا ان تین
غلاموں کے اور کوئی مال اسکا نہیں اور قیمت ان سبکی برابر ہے تو ہر غلام کے سات حصے کرینگے موافق حصوں عتق کے انکے نزدیک **ف**
اسواسطے کہ تین ربع اور دو نصف کے چار ربع ہوئے تو سات حصے عتق کے تھے **ص** تو سات حصے ثلث مال ہو گئے اسواسطے
کہ قیمت ہر غلام کی مساوی ثلث مال کے ہے تو جو غلام نکل گیا تھا اسکے دو سبع آزاد ہوئے اور پانچ سبع میں اپنی قیمت کے
سعی کریگا اور اسی طرح داخل کے اور ثابت کے تین یعنی تین سبع اور سعی کریگا چار سبع میں اپنی قیمت کے اور امام محمد کے نزدیک

سہام عتق چھ تھے اسکو ثلث مال بناوینگے اور ہر غلام کے چھ حصے کرینگے تو خارج کے دو سدس آزاد ہو نگے اور سعی کریگا چار سدس قیمت مین اور ثابت کے تین سدس اور سعی کریگا تین سدس مین اور داخل کا ایک تو سعی کریگا پانچ سدس مین مثلاً قیمت ہر غلام کی بیالیس روپے تھے اور یہی ثلث مال ہے تو کل مال ایکسو چھبیس روپے ہے تو شیخین کے نزدیک خارج کے دو سبع یعنی بارہ روپے آزاد ہو وینگے اور پانچ سبع یعنی تیس مین سعی کریگا اور اسیطرح داخل کے اور ثابت کے تین سبع یعنی اٹھارہ روپے آزاد ہو اور چار سبع یعنی چوبیس مین سعی کریگا اور امام محمد کے نزدیک خارج کے دو سدس یعنی چودہ روپے اور ثابت کے تین سدس یعنی اکیس روپے اور داخل کا ایک سدس یعنی سات روپے آزاد ہونگے تو سہام عتق دونون قولون پر بیالیس روپے ہوے **ف** اس صورت سے شیخین کے نزدیک اور اس صورت سے امام محمد کے نزدیک **ص** اور وہ ثلث مال ہے اور سہام سعایت چوراسی روپے ہوے اور وہ دو ثلث مال کے ہین **ف** اس صورت سے شیخین کے نزدیک اور اس صورت سے امام محمد کے نزدیک واللہ اعلم **ص** اور اسی طرح جو شخص تین عورتین رکھتا ہے اور مہر تینون کا برابر ہے اور اسنے کسی کے ساتھ وطی نہین کی اور وہ عورتین اسکے پاس حاضر تھین اسنے کہا کہ ایک تم مین سے طالق ہے بعد اسکے ایک انمین سے چلی گئی اور تیسری آئی پھر کہا کہ ایک تم مین سے طالق ہے تو جو عورت کہ حاضر رہی اسکے مہر سے تین ثمن ساقط ہوے اور جو نکل گئی اسکا ربع مہر یعنی دو ثمن ساقط ہوے اور جو داخل ہوئی اسکا ایک ثمن **ف** اور تفصیل و دلائل اسکے اصل مین کوہین **ص** اور اگر کسی شخص نے دونون عورتون اپنی سے کہا کہ ایک تم مین طالق ہے بعد اسکے ایک کے ساتھ وطی کی یا ایک مرگئی تو دوسری پر طلاق واقع ہوگا اسواسطے کہ ایک کی وطی سے معلوم ہوا کہ مراد اسکی دوسری تھی اور اسیطرح ایک کے مرنے سے وہ محل طلاق نہین رہی پس دوسری طلاق کے لیے متعین ہوگی اسواسطے کہ بیان انشا ہے ایک وجہ سے پس ضرور ہوا اسکے لیے محل اور میت محل طلاق و عتاق نہین ہوسکتا اور اسی طرح اگر کسی شخص نے اپنے دو غلامون سے کہا کہ ایک تم مین آزاد ہے بعد اسکے ایک کو بیچا یا ہبہ کردیا یا تصدق کیا اور اسکو سپرد کردیا یا ایک مرگیا یا ایک کو دو لونڈیون سے ام ولد کیا تو دوسرا آزاد ہوجاویگا اسواسطے کہ ان تصرفون سے معلوم ہوا کہ یہ مراد نتھا لیکن فقط وطی سے دوسری آزاد نہوگی امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک ہوجاویگی **ف** اور دلائل طرفین کے مذکور ہین اصل مین **ص** اور اگر کسی شخص نے اپنی لونڈی سے کہا کہ اگر اول بار تو لڑکا جنی تو تو آزاد ہے اور اسنے ایک لڑکا اور ایک لڑکی جنی اور معلوم نہوا کہ کون اول پیدا ہوا تو آدھی لونڈی اور آدھی لڑکی آزاد ہوجاویگی اور لڑکا غلام رہیگا اور اگر دو شخصون نے گواہی دی کہ فلانے نے دو غلامون مین سے اپنے ایک غلام کو آزاد کیا ہے تو امام صاحب کے نزدیک گواہی انکی باطل ہوگی لیکن اگر دونون گواہون نے اسبات پر شہادت دی وصیت مین کہ اسنے اپنے مرض موت مین ایک کو آزاد کیا یا صحت مین یا مرض موت مین ایک کو مدبر کیا تو گواہی جائز ہوگی اور اسیطرح اگر دونون گواہون نے کہا کہ فلانے نے ایک دو بیبیون اپنی سے طلاق دیا ہے تو بالاتفاق درست ہوگا برخلاف اسکے جب گواہی دین کہ اسنے ایک کو دو لونڈیون اپنی سے آزاد کیا ہے تو بدون نام کے درست نہوگا مگر جب گواہی دین ایک لونڈی معین کی آزادی کی

ص باب الحلف بالعتق

جس شخص نے کہا کہ اگر مین گھر مین داخل ہون تو جو غلام میرا اسدن ہوگا وہ آزاد ہے تو جو غلام اسکی ملک مین وقت داخل ہونے کے ہوگا وہ آزاد ہوجاویگا اگرچہ بعد قسم کے اسکا مالک ہوا ہو یا قبل قسم کے اور جو کہا کہ مین اگر گھر مین داخل ہون تو جو غلام میرا ہے آزاد ہوگا

یعنی اُسدن کا لفظ نکہا تو وقت داخل ہونیکے جو غلام کہ وقت قسم کے اُسکی ملک مین تھے وہی فقط آزاد ہونگے ف
اور جس غلام کا کہ بعد قسم کے مالک ہوا ہووے وہ آزاد نہوگا ص اور اسی طرح اگر کہا کہ جو غلام میرا ہی یا جو غلام کہ مالک
ہون مین اُسکا آزاد ہی بعد کل کے تو جو غلام کہ وقت قسم کے اُسکی ملک مین ہی وہی فقط آزاد ہوگا ف اور جو بعد قسم کے
ملک مین آوے تو وہ آزاد نہوگا اگرچہ قسم ہی کے دن مین خریدا ہووے ص اور اگر کہا کہ جو غلام میرا مذکر ہی آزاد ہی اور اُسکی ایک لونڈی
حاملہ ہی اور وہ لڑکا جنی تو وہ لڑکا آزاد نہوگا اگرچہ کم مین چھ مہینے سے قسم کے وقت سے جنے اور اگر مذکر کی قید نہ لگاتا تو لونڈی
بھی اور اُسکی تبعیت مین حمل بھی دونون آزاد ہو جاتے اور اگر کہا کہ جو غلام میرا ہی یا جس غلام کا مین مالک ہون آزاد ہی بعد میری موت
کے تو جو اس کہنے کے قبل اُسکی ملک مین ہوگا مدبر ہو جاویگا اور جو اسکے بعد ملک مین آویگا مدبر نہوگا تو اُسکی بیع جائز ہوگی لیکن بعد
مرنیکے دونون ثلث مال سے آزاد ہو جاوینگے ف اور دلیل اسکی اصل مین مذکور ہی ص اور جس شخص نے اپنے غلام سے
کہا تو آزاد ہی بدلے مین ہزار درم کے اور اُسنے قبول کیا تو وہ آزاد ہوگا اور ہزار درم اُسپر قرض ہو جاوینگے تو ضمانت اُن روپیونکی
صحیح ہوگی اسواسطے کہ یہ دین صحیح ہی کیونکہ آزاد پر ہی برخلاف بدل کتابت کے کہ ضمانت اُسکی جائز نہیں کیونکہ وہ قرض غلام پر ہی اور وہ
دین صحیح نہیں ف تو مکاتب مین اور اسمین فرق معلوم ہوگیا اسواسطے کہ مکاتب آزاد نہیں ہوتا جبتک کہ اُسپر ایک پیسہ بھی باقی
رہے اور اگر عاجز ہو جاوے تو پھر مملوک ہو جاتا ہی برخلاف معتق علی مال یا بمال کے کہ یہ آزاد ہو جاتا ہی اور قرض اُسپر رہتا ہی جیسے آزاد شخص پر
ص اور جسنے اپنے غلام سے کہا کہ اگر اسقدر مال تو مجکو ادا کرے تو تو آزاد ہی تو مال کے ادا کرنے تک وہ غلام ماذون بہ تجارت ہو جاویگا
تو جب تمام مال کو اُسی مجلس مین ادا کرے آزاد ہوگا اور اگر کہا کہ جب ادا کرے تو آزاد ہی تو جسوقت کہ تمام مال دیگا آزاد ہو جاویگا اگرچہ بعد
مجلس کے ادا کرے اور مراد ادا کرنے سے یہ ہی کہ مولی کو دیدیوے اور اُسکا قبضہ کرا دیوے یا ایسی جگہ رکھدیوے کہ مولی اُسکو بغیر کسی مانع کے لے
سکتا ہی اگرچہ ادا کیا ہو اُس مال سے جو کسب کیا ہو اس کہنے سے پہلے لیکن مولی اس صورت مین اُسپر رجوع کریگا نہ اُس صورت مین جو ادا کیا
کسب بعد کہنے سے لیکن آزاد دونون صورتون مین ہو جاویگا اور اگر بعض مال کو ادا کیا تو آزاد نہوگا یہانتک کہ کل مال ادا کرے اگرچہ
مولی دونون صورتون مین قابض ہو جاتا ہی کل مال یا بعض کا وقت تخلیہ کے اور اگر کہا کہ تو بدلے مین ہزار کے بعد میری موت کے آزاد ہی
تو اگر غلام نے بعد موت کے اُسکو قبول کیا اور وارث نے اُسکو آزاد کر دیا تو آزاد ہوگا اور جو وارث نے بھی نہ آزاد کیا اور نہ اُسنے قبول
کیا تو آزاد نہوگا اور جو اُسنے قبول کیا اور وارث نے آزاد نہ کیا تو بھی آزاد نہوگا اور جو اُسنے قبول نہ کیا اور وارث نے آزاد کیا تو بھی آزاد
بالمال نہوگا بلکہ مفت آزاد ہو جاویگا اور اگر ایک سال کی خدمت پر اُسکو آزاد کیا اور اُسنے قبول کیا تو آزاد ہو جاویگا اور خدمت ایک
سال کی اُسپر لازم ہوگی اور اگر قبل گذرنے ایک سال کے مولی مر گیا تو نزدیک شیخین کے قیمت اپنے نفس کی غلام پر لازم ہوگی اور امام
محمد کے نزدیک قیمت خدمت کی واجب ہوگی اسی طرح اگر غلام کو اُسیکے ہاتھ مقابلے مین کسی چیز معین کے بیچا اور قبل قبض کرنیکے وہ چیز
ہلاک ہوگئی تو شیخین کے نزدیک قیمت اپنے نفس کی غلام پر لازم ہوگی اور امام محمد کے نزدیک قیمت اُس شی معین کی اگر کسی شخص نے
باندی کے مالک سے کہا کہ اس باندی کو بدلے مین ہزار کے آزاد کر اس شرط پر کہ میرے ساتھ اُسکا نکاح کر دے اور مالک نے اُسکو آزاد کیا
اور باندی نے اُس شخص کو قبول نہ کیا تو وہ باندی خواجہ کی طرف سے آزاد ہو جاویگی اور اُس شخص پر کچھہ نہیں آویگا اور اگر کہا کہ اس باندی کو میری طرف
سے بدلے مین ہزار کے آزاد کر ف یعنی میری طرف کا لفظ زیادہ کیا اور باقی مسئلہ ویسا ہی ہی ص تو اُس ہزار کو اُسکی قیمت اور

مہر مثل پر قسمت کرینگے اور اُس شخص پر حصہ قیمت کا واجب ہوگا تو مثلاً قیمت اُسکی ہزار تھی اور مہر مثل پانچ سو تو ہزار کو ڈیڑھ ہزار پر قسمت کرینگے تو وہ دو تہائی ہزار کی حصہ قیمت کا اور ایک تہائی ہزار کی حصہ مہر مثل کا ہوا تو اُس شخص پر دو تہائی ہزار کی واجب ہونگی مالک کے لیے اور اگر لونڈی نے اسکو قبول کیا تو اول صورت مین **ف** یعنی جسمین میری طرف کا لفظ نہین ہے **ص** قیمت ساقط ہوگی **ف** یعنی دو تہائی ہزار کی **ص** اور دوسری صورت مین **ف** یعنی جسمین میری طرف سے کا لفظ موجود ہے **ص** دو تہائی ہزار کی اُس شخص پر لازم آوینگی اور جتنا قسمت سے حصہ مہر مثل کا ہوا ہے **ف** یعنی ایک تہائی ہزار کی مثلاً **ص** وہ دونون صورتون مین مہر ہوجاویگا اُس لونڈی کا

ص باب مدبر اور ام ولد کے بیان مین

جب مولی نے اپنے مملوک سے کہا جب مرجاؤن مین تو تو آزاد ہے یا تو آزاد ہے بعد میرے یا تو مدبر ہے یا مدبر کیا مینے تجھکو یا اگر سو برس تک مین مرجاؤن تو آزاد ہے اور غالب ہے موت اُسکی قبل سو برس کے تو ان سب صورتون مین مطلق مدبر ہے وہ مملوک مدبر ہوگیا تو نہین جائز ہے بیع اُسکی اور نہ ہبہ اُسکا **ف** اور کہا شافعیؒ نے جائز ہے بیع مدبر کی اور صحیح ہوا ابن عمرؓ سے کہ نہ بیع کیا جاویگا مدبر اور نہ ہبہ کیا جاویگا اور آزاد ہوجاویگا ثلث مال سے اور رفع کیا اسکو طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روایت کیا اُسکو دارقطنی نے اور ضعیف کیا اُسکے رفع کو اور صحیح کیا اُسکے وقف کو اور بھی نکالا دارقطنی نے علی ابن ظبیان سے انھون نے ابن عمرؓ سے کہ کہا انھون نے مدبر آزاد ہے ثلث سے اور ضعیف ہے ابن ظبیان اور وہ جو روایت کی صحیحین مین جابرؓ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیچا مدبر کو ایک واقعہ ہے کہ اُس سے عموم ثابت نہین ہوتا تو نہ معارض ہوگی روایت ابن عمرؓ کو اور ابن سمرہؓ کو ہان اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے یباع المدبر تو معارض ہوتا علاوہ اسکے وہ حدیث محمول ہے مدبر مقید پر اور مدبر مقید کی بیع جائز ہے جیسا کہ آگے آتا ہے اور روایت کی دارقطنی نے ابی جعفر سے کہ اُنکے نزدیک ذکر ہوا کہ عطاء اور طاؤس قایل ہین ساتھ حدیث جابرؓ کے کہ بیچا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدبر کو سو کہا ابو جعفر نے کہ شہادت دیتا ہون مین کہ اذن دیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکی خدمت کی بیع مین اور کہا کہ ابو جعفر ثقات معتبرین سے ہے اور لیکن حدیث مرسل ہے اور کہا ابن القطان نے کہ مرسل صحیح ہے اور تفصیل کی اسکی اس مقام مین شیخ ابن الہمام نے **ص** اور خواجہ کو جائز ہے کہ خدمت لیوے اور اجارہ کراوے اور لونڈی مدبرہ کا نکاح کردیوے اور وطی کرنا اُس سے جائز ہے **ف** کیونکہ روایت کی امام ابو حنیفہؒ نے عطاء بن یسار سے انھون نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ وہ وطی کرتے تھے دو لونڈیون سے کہ آزاد کیا تھا اُنکو بعد موت کے **ص** اور جب مولی مرجاویگا تو وہ اُسکے ثلث مال مین سے آزاد ہوجاویگا **ف** اور دلیل اسکی گذری **ص** اگر اُسنے کچھ مال نہ چھوڑا سوا اُس مدبر کے تو ایک ثلث اُسکا آزاد ہوگا اور دو ثلث مین سعی کریگا اور اگر قرض خواجہ پر اتنا ہے کہ تمام قیمت عبد کو محیط ہے تو کل کے واسطے سعی کریگا **ف** اسواسطے کہ تدبیر بمنزلے وصیت کے ہے اور دین مقدم ہے وصیت پر **ص** اور اگر خواجہ نے اُسکا عتق معلق کیا ساتھ موت کے اوپر ایک صفت کے جیسا کہ کہا اگر اس مرض مین یا اس سفر مین مرجاؤن یا ایک سال مین مرجاؤن تو تو آزاد ہے اُن صورتون مین سے کہ غالباً ممکن ہین تو قبل مرنے کے بیع اور ہبہ اُسکا جائز ہے اور جب خواجہ اُسی صفت پر مرجاوے تو وہ ثلث مال سے آزاد ہوجاویگا

فصل ام ولد کے بیان میں

اگر لونڈی مولی سے جنی تو وہ ام ولد ہو گئی اگرچہ پہلے سے اسکا مالک نتھا بلکہ نکاح مین تھی اور پھر مالک ہو گیا اور حکم اسکا بالتدبیر ہ کے ہو **ف** یعنی بیع اور ہبہ اسکا جائز نہیں اور وطی کرنا اور خدمت لینا اور اجارہ دینا اور نکاح کر دینا جائز ہو کذا فی الہدایہ اور داؤد ظاہری اور بعض فقہا کے نزدیک بیع اسکی جائز ہو اور روایت کی ابن ماجہ نے ابن عباس رضی سے کہ ذکر کی گئی ماں ابراہیم کی نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تو فرمایا آپ نے آزاد کیا اسکو اسکے لڑکے نے اور روایت کیا اسکو ابن عدی نے کامل میں اور ابن عبد البر نے تمہید میں اور روایت کی دارقطنی نے حضرت عمر رض سے کہ منع کیا انھون نے بیع سے ام ولد کی اور کہا کہ نہ بیچی جاوین اور نہ میراث ہووین اور نہ ہبہ کی جاوین لیکن فائدہ اٹھاوے اس سے سید اسکا جب تک جیتا رہے سو جب مرجاوے تو وہ آزاد ہو اور نکالا اسکو مالک نے موطا میں نافع سے انھون نے ابن عمر رض سے بسند صحیح **ص** مگر یہ کہ وہ آزاد ہو جاویگی کل مال سے اسکے **ف** اسواسطے کہ سعید بن المسیب سے مروی ہو کہ امر کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آزاد ہو جاوین امہات اولاد اور نہ بیچی جاوین کسی قرض مین اور نہ کی جاوین ثلث مال مین ذکر کیا اسکو ہدایہ میں اور فتح القدیر میں ہو کہ ذکر کیا اسکو امام محمد نے اصل میں اور نکالا ابن ماجہ نے ابن عباس رض سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو لونڈی کہ جنے اپنے سید سے تو وہ آزاد ہو بعد اسکی موت کے اور روایت کیا اسکو حاکم نے مستدرک میں اور کہا کہ صحیح الاسناد ہو اور روایت کیا اسکو ابو یعلی موصلی نے اور زیادہ کیا کہ وہ آزاد ہو بعد اسکی موت کے مگر یہ کہ آزاد کرے اسکا مولی قبل از موت کے **ص** اور نہ سعی کریگی واسطے دین مولی کے اور لونڈی کے لڑکے کا نسب ثابت نہوگا مگر یہ کہ مولی اسکا اقرار کرے اسواسطے کہ لونڈی فراش ضعیف ہو اور جب اقرار کر لیا تو وہ ام ولد ہو گئی اب جو لڑکا جنیگی تو بغیر اقرار کے نسب اسکا ثابت ہو جاویگا مگر یہ کہ خود وہ اسکا انکار کرے اسواسطے کہ ام ولد فراش متوسط ہو اور فراش قوی منکوحہ کا ہو کہ اسکے لڑکے کا نسب ثابت ہو یگا بغیر اقرار کے اور اسکے انکار سے منفی نہوگا بلکہ لعان واجب ہوگا اور اگر ام ولد نصرانی کی اسلام لائی تو نصرانی پر اسلام کو پیش کرینگے اگر وہ بھی مسلمان ہوا تو وہ اسکی ام ولد رہیگی اور اگر اسلام سے اسنے انکار کیا تو ام ولد بقدر اپنی قیمت کے سعی کریگی بعد اسکے آزاد ہو جاویگی **ف** اور امام زفر کے نزدیک فی الحال آزاد ہو جاویگی اور سعایت کی رقم اسپر دین ہو جاویگی **ص** اور جب کہ لونڈی دو شریکون میں ہو اور وہ جنے اور ایک نے دو شریکون میں اس لڑکے کا دعوی کیا تو نسب اسکا اس سے ثابت ہو جاویگا اور وہ اسکی ام ولد ہو جاویگی اور ضامن ہوگا اسکی نصف قیمت کا اور نصف عقر کا **ف** عقر سے مراد مہر مثل ہو اور بعضون کے نزدیک عقر وہ ہو کہ عورت جتنے پر اجارہ لی جاتی واسطے وطی کے اگر زنا حلال ہوتا **ص** نہ قیمت ولد کا اور جو دونون نے دعوی کیا تو دونون سے نسب ثابت ہوگا **ف** اور امام شافعی کے نزدیک قیافہ دان کی طرف رجوع کرینگے اور وہ جسکا بتلاویگا اس سے نسب ثابت ہوگا اور ہمارا مذہب مروی ہو عمر رض سے اخراج کیا اسکا سعید بن منصور نے اور عثمان رض سے روایت کیا اسکو اثرم نے اور تفصیل فتح القدیر مین ہو **ص** اور وہ دونون کی ام ولد ہو جاویگی اور ہر ایک پر نصف عقر لازم ہوگا دوسرے کے واسطے اور وہ آپس مین معاوضہ کر لین اور لڑکا ہر ایک

[illegible]

سے میراث کامل لیگا اسواسطے کہ مُقر سے مواخذہ بموجب اُسکے اقرار کے ہوتا ہی اور وہ دونوں اُس سے میراث ایک باپ کی لینگے اور آدھا آدھا قسمت کر لینگے اور اگر خواجہ نے اپنی لونڈی کو مکاتبہ کیا اور وہ جنی لڑکا دعوی کیا اُسکا مولی نے اور مکاتبہ نے اُسکی تصدیق کی تو نسب لڑکے کا ثابت ہو جاویگا اور مولی پر عقر اور قیمت لڑکے کی لازم ہوگی اور لونڈی اُسکی ام ولد نہوگی اور امام ابی یوسفؒ کے نزدیک تصدیق مکاتبہ کی شرط نہیں اور اگر اُسنے مولی کو جھٹلایا تو نسب لڑکے کا اُس سے ثابت نہوگا مگر جب کہ مولی اُس لڑکے کا ایک دن بھی مالک ہو جاوے **ف** اسطرح پر کہ وہ مکاتبہ ادا کرنے سے بدل کتابت کے عاجز ہو جاوے تو نسب ثابت ہو جاویگا

ص کتاب الایمان

ف ایمان جمع یمین کی ہی اور یمین لغت میں کہتے ہیں قوت کو اور شریعت میں **ص** یمین کہتے ہیں قوت دینے کو خبر کے ساتھ ذکر اللہ کے یا تعلیق کے ساتھ کسی شی کے اور یمین جنپر احکام شرعی مرتب ہیں تین قسم ہیں ایک غموس **ف** اور نام اُسکا غموس اسواسطے ہوا کہ وہ قسم کھانے والے کو ڈبا دیتی ہی گناہ میں یا دوزخ کی آگ میں **ص** اور وہ یہ ہی کہ کسی فعل یا ترک فعل گذشتہ پر خلاف واقع قصداً جھوٹ قسم کھاوے **ف** مثلاً کہے قسم خدا کی میں حج کر چکا اور حج اُسنے نہیں کیا تھا اور قصداً جھوٹ بولا یا قسم خدا کی میں نے حج نہیں کیا اور حج اُسنے کیا ہی قصداً جھوٹ کہا **ص** اور اس سے گنہگار ہوگا **ف** اور کفارہ اسکا کچھ نہیں مگر توبہ اور استغفار اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پانچ چیزیں ہیں کہ نہیں ہی انمیں کفارہ اور ذکر کیا اُسمیں سے اُس قسم کو کہ جھوٹی ہو کہ کاٹ لیوے بسبب اُسکے مال ناحق روایت کیا اُسکو امام احمدؒ نے سند صحیح سے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص حلف کرے اور وہ اُسمیں کاذب ہو تا کہ کاٹ لیوے بسبب اُسکے مال ایک مرد مسلمان کا تو حرام کریگا اللہ اُسپر جنت کو اور داخل کریگا اُسکو آگ میں روایت کیا اسکو ابن حبان نے ابی امامہؓ سے اور صحیحین میں ہی کہ جاویگا اللہ کے پاس اور وہ اُسپر غصے ہوگا نعوذ باللہ منہا اور سنن ابی داؤد میں ہی حدیث عمران بن حصین سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ حلف کرے کاذب تو چاہیے کہ بنا لیوے اپنا ٹھکانا جہنم میں **ص** اور دوسری لغو اور وہ قسم ہی جھوٹ امر گذشتہ پر اس گمان سے کہ سچ ہی اور اُسمیں امید مغفرت کی ہی **ف** اور یہ بھی ایک قسم لغو کی ہی کہ کہے قسم اللہ کی جو وہ زید ہی اپنے گمان سے اور نکلے وہ عمرو اور امید ہی کہ مواخذہ اُسمیں نہوگا کیونکہ فرمایا اللہ تعالی نے لَا یُؤَاخِذُکُمُ اللّٰہُ بِاللَّغْوِ فِیْ اَیْمَانِکُمْ **ص** اور تیسری منعقدہ اور وہ قسم ہی امر آیندہ پر اور اُسمیں فقط اگر خلاف واقع ہو تو کفارہ لازم ہوگا **ف** اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَلٰکِنْ یُّؤَاخِذُکُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَیْمَانَ اور امام شافعیؒ کے نزدیک غموس میں بھی کفارہ ہی اور حدیث امام احمدؒ کی اُنپر حجت ہی **ص** جو قسم منعقد ساتھ زبردستی کے ہو یا بھولے سے جیسا کہ کسی کے جبر سے یا بھولے سے کہے قسم خدا کی گھر میں آؤنگا اور نہ آیا تو حانث ہوگا **ف** اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزیں ہیں کہ قصد اُنکا قصد ہی اور کھیل اُنکا قصد ہی نکاح اور طلاق اور رجعت یمین ذکر کیا اسکو صاحب ہدایہ نے اور یہ حدیث ان لفظ سے نہیں ملی لیکن روایت کیا اسکو ابو داؤدؒ اور ابن ماجہ اور احمدؒ نے اور ذکر کیں تین چیزیں نکاح اور طلاق اور رجعت اور ابن عدی نے کامل میں روایت کی اور اُسمیں ہی کہ تین چیزیں ہیں کہ اُسمیں کھیل نہیں جو اُنکو

بولا تو وہ واجب ہو مین طلاق اور عتاق اور نکاح اور روایت کی عبد الرزاق نے علیؓ اور عمرؓ سے موقوفاً کہ انحضرتؐ نے
کہا تین چیزین ہین کہ نہین ہی کھیل انمین نکاح اور طلاق اور عتاق اور ایک روایت مین انسے یا نذر بھی ہی اور زیادہ کیا
نذر کو کہا شیخ ابن الہمام نے ولا شك ان اليمين في معنى النذر فيقاس عليه یعنی نہین ہی شک کہ یمین معنون مین نذر کے ہو
تو قیاس کیا جاویگا اسپر اور امام شافعیؒ کہتے ہین کہ جبر سے اور بھولے سے قسم منعقد نہین ہوتی اور ابن الجوزی نے
تحقیق مین استدلال کیا ہی واسطے انکے اسی سے جو روایت کی دارقطنی نے واثلہ بن اسقع سے اور ابی امامہ سے کہ
کہا ان دونون نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین ہی مقہور یعنی مجبور پر یمین پھر کہا کہ بیچ اسناد مین اسکی
ضعیف ہی کہا صاحب تنقیح نے کہ یہ حدیث منکر ہی بلکہ موضوع ہی اور اسکی اسناد مین ایک جماعت ہی کہ انسے حجت پکڑنا جایز نہین
ص یا اسی طرح اگر قسم کھائی کہ بخدا مین نہین آؤنگا اور پھر جبر سے یا سہو سے آیا حانث ہوگا اور یہی حکم ہی دیوانگی اور بیہوشی
کا **ص** اور قسم ساتھ اللہ کے ہی یا کسی اسم سے اسکے اسماء سے جیسے رحمان اور رحیم یا کسی صفت اسکی کہ وہ معروف ہو
قسم مین مثلاً عزت اللہ کی اور جلال اللہ کا اور کبریائی اسکی اور جو حلف کریگا ساتھ غیر اللہ کے مثلاً نبی یا کعبہ کی تو وہ
حالف نہوگا **ف** اسواسطے کہ صحیحین مین مروی ہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص تم مین سے ارادہ
حلف کا کرے تو حلف کرے ساتھ اللہ کے یا چپ رہے اور جامع ترمذی مین روایت ہی حضرت عمرؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے جس شخص نے حلف کیا سوا اللہ کے اور کسی کا تو اسنے شرک کیا یعنی شریک کیا غیر خدا کو خدا کے ساتھ تعظیم مین اور
یہ نہایت زجر ہی اور ماں باپ کی قسم کھانا بھی منع ہی اور یہ حدیث سے ثابت ہی **ص** اور جو حلف کریگا ساتھ ان صفات
الٰہی کے جن سے عرف مین قسم نہین کی جاتی مثلاً رحمت اللہ کی اور علم اسکا اور رضا اسکی اور غصہ اسکا اور عذاب اسکا تو
قسم منعقد نہوگی اور قسم منعقد ہوجاویگی اگر قسم کھائے ساتھ عمر اللہ یعنی بقا اسکی کے یا اسکی قدرت کی یا اسکے عہد اور
میثاق کی یا اتنا کہا کہ مین قسم کھاتا ہون یا حلف کرتا ہون یا شہادت کرتا ہون اگرچہ لفظ اللہ کا نہ کہے یا اسپر میرے
نذر ہی **ف** اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے من نذر نذرا لم يسمه فكفارته كفارة يمين
یعنی جو شخص نذر کرے ایسی نذر کہ نام نہ لیوے اسکا تو کفارہ اسکا کفارہ یمین ہی روایت کیا اسکو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے عبد اللہ
بن عباسؓ سے **ص** یا یمین ہی یا عہد ہی یا اگر ایسا کام کرون تو کافر ہون یا کافر ہونگا اگرچہ کافر نہوگا وقت کرنے کے
یا سوگند میخورم بخدا اس سب سے قسم ہوگی اور بعضون کے نزدیک اگر کافر ہوا کہیگا تو کافر ہوجاویگا لیکن صحیح یہ ہی کہ کافر نہوگا اگرچہ
اس بات کو جانتا ہو کہ یہ قسم ہی اور اگر اسکی سمجھ مین یہ ہو کہ اسکے کہے سے کافر ہوجاتا ہی تو دونون صورتون مین کافر ہوجاویگا
اور قسم نہین منعقد ہوگی حقا اور حق اللہ اور حرمت اللہ سے اور اسی طرح اگر کہے سوگند خورم بخدا یعنی قسم کھاؤن
ساتھ خدا کے یا عورت کے طلاق کی یا اگر اس کام کو کرون تو اسپر غضب اللہ کا اترے یا لعنت اسکی یا مین
زانی ہون یا مین سارق ہون یا شارب خمر ہون یا آکل ربا ہون تو قسم منعقد نہوگی اور قسم کے حروف واو
اور بے اور تے ہین **ف** مثلاً کہے واللہ یا باللہ یا تاللہ **ص** اور کبھی سب کو ذکر نہین کرتے لیکن مراد لیتے
ہین جیسے کہتے ہین اللہ لا افعله **ف** تو تقدیر اسکی یہ ہی باللہ لا افعله یعنی قسم اللہ کی البتہ کرونگا مین اسکو

فصل کفارۂ قسم کے بیان مین

ص جو شخص کہ اپنی قسم مین حانث ہو ف یعنی قسم کے خلاف امر وقوع مین آوے جیسے قسم کھائی گیہون کا آٹا
نہ کھانے پر پھر کھا لیا ص تو اُسکو اختیار ہے کہ اُسکے کفارے مین ایک بردہ آزاد کرے اور کافی ہوجاویگا اُسمین وہ بردہ
جو کافی ہے ظہار مین یا دس مسکینون کو کھانا کھلاوے مثل ظہار کے یا اُنکو لباس پہناوے اسطرح پر کہ اکثر بدن اُنکا چھپ
جاوے تو اگر فقط ازار دے تو جائز نہو گا ف اور یہی صحیح ہے اور ہدایہ مین ہے کہ ادنی اُسکا یہ ہے کہ نماز اُس سے جائز ہو
اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ازار کافی ہو جاوے جیسا کہ کفایہ مین ہے اور ایک روایت مین امام محمدؒ سے ہے کہ اگر
مرد کو ازار دیگا کافی ہو جاویگا اور عورت کو کافی نہین اسواسطے کہ عورت کا ستر اُس سے زیادہ ہے ص تو ان تین
چیزون مین سے جسکو چاہے کرے ف اور دلیل اس باب مین قول اللہ تعالی کا ہے فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِينَ
الآیۃ ص اور جب ان تینون مین سے کوئی نہ کر سکے تو تین روزے درپے روزے رکھے ف اور
امام شافعیؒ کے نزدیک پے درپے روزے رکھنا ضرور نہین واسطے اطلاق آیت کے اور دلیل ہماری قرارت ابن مسعودؓ
کی ہے فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ مُتَتَابِعَاتٍ یعنی پس روزے ہین تین دن پے درپے ص اور جائز نہین ہے کفارہ قبل حنث
کے تو اگر قبل حنث کے کفارہ دیگا بعد حنث کے پھر دوبارہ دینا لازم آویگا اور امام شافعیؒ کے نزدیک کفارہ دیدینا
قبل حنث کے درست ہے اور دلیل ہماری اصل مین مذکور ہے ف اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَاٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا فَلْيَأْتِ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ ثُمَّ لِيُكَفِّرْ عَنْ يَمِيْنِهٖ یعنی جو شخص حلف کرے
کسی یمین پر پھر دیکھے اُسکے خلاف کو بہتر تو کرے اُسکو پھر کفارہ دے اور یہ حدیث اس لفظ سے نہین ملی ہان مروی ہے
صحیح مسلم مین اس لفظ سے مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَاٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا فَلْيَأْتِ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ وَّلْيُكَفِّرْ عَنْ يَمِيْنِهٖ
عدی بن حاتم سے اور اخراج کیا ایسا ہی امام احمدؒ نے عبد اللہ بن عمرؓ سے اور تفصیل فتح القدیر مین ہے ص جو شخص کہ
معصیت پر قسم کھاوے مثل ترک کلام کے ساتھ والدین کے ف یا ترک نماز کے یا قتل مسلمان کے ناحق
ص تو واجب ہے اُسکو کہ قسم توڑے اور کفارہ دیوے ف اور دلیل اسکی ابھی گذری ص اور اگر کافر نے قسم کھائی
اگرچہ بعد اسلام کے حانث ہو تو کفارہ اُسپر لازم نہ آویگا اور جسنے حلال کو اپنے اوپر حرام کر لیا تو حرام نہو گا اور اگر
اُسکو کرے تو کفارہ لازم ہوگا اسواسطے کہ حرام کر لینا حلال کا یہ بھی یمین ہے اور جس شخص نے نذر مطلق کی
مثلاً کہا کہ واسطے اللہ کے مجھپر ہے آج کے دن کا روزہ تو پورا کرنا اُسکا واجب ہے ف اسواسطے کہ فرمایا
اللہ تعالی نے وَلْيُوفُوا نُذُوْرَهُمْ اور چاہیے کہ پورا کرین اپنی نذرون کو اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کہ جس شخص نے نذر کی اور معین کیا تو اُسپر ہے ایفا اُس چیز کا جو معین کیا ذکر کیا اسکو ہدایہ مین اور ابن الہمام نے کہا
وَهُوَ حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ یعنی یہ حدیث غریب ہے انتہی اور روایت نسائی مین ہے کہ فرمایا حضرتؐ نے نذرین دو طرح کی ہین
ایک نذر وہ جو عبادت ہے تو یہ اللہ کے واسطے ہے اور اُسکا پورا کرنا لازم ہے اور ایک نذر وہ جو معصیت خدا مین ہے اور یہ
واسطے شیطان کے ہے اور نہین ہے ایفا اسمین کفارہ دے اسمین کفارہ قسم کا ص اور اگر نذر معلق کی جیسا کہ کہا

اگر فلان شخص آ جاوے تو مجھپر ایک روزہ ہے اور وہ کام ہو گیا تو واجب ہے ایفا اُسکا اور اگر وہ فعل حرام ہے مثلاً کہے اگر زنا کروں مین تو مجھپر ایک روزہ ہے تو صحیح یہ ہے کہ اُسمین اختیار ہے چاہے وفا کرے اور چاہے کفارہ دیوے اور بعضوں کے نزدیک ہر حالت مین وفا کرے اور اگر قسم کھائی اور متصل اُسکے کہا انشاء اللہ تعالی تو قسم باطل ہوگی **ف** اور اتصال شرط ہے اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ حلف کرے اوپر یمین کے اور کہے انشاء اللہ تو نہیں ہے حنث اُسکے اوپر روایت کیا اسکو ابو داؤد اور نسائی اور ترمذی اور ابن ماجہ نے کہا ترمذی نے کہ یہ حدیث حسن ہے اور ایسا ہی نذر مین اگر انشاء اللہ کہے تب بھی باطل ہو جاویگی فتح القدیر

ص باب الحلف بالفعل

جس شخص نے حلف کیا کہ نہ داخل ہوگا بیت مین اور صفے مین چلا گیا تو حانث ہوگا اسواسطے کہ صُفہ بھی شب باشی کے واسطے بنایا گیا ہے اور جو واسطے شب باشی کے بنایا گیا ہے بیت ہے داخل ہوا اور اگر کعبے مین یا مسجد مین یا معبد نصاری یا یہود مین یا دہلیز مین دروازے کی یا چھجے اور برآمدے کے نیچے جو دروازے پر ہو داخل ہوا تو حانث نہوگا جیسا کہ حلف کیا کہ نہ داخل ہوگا دار مین اور گھس گیا ویرانے مین تو بھی حانث نہوگا اور اگر حلف کیا کہ اس دار مین نجاؤنگا بعد اسکے جب گر گیا تو اُسکے میدان مین یا دوسرا دار اُسکی جگہ پر بنایا گیا اُسمین داخل ہوا یا اُسکی چھت پر چڑھ گیا تو حانث ہوگا اور بعضوں نے کہا کہ ہمارے عرف مین **ف** یعنی اہل عجم کے **ص** حانث نہوگا چھت پر جانے سے **ف** اسواسطے کہ عجمی (یعنی غیر عرب ۱۲) محاورے مین جو شخص چھت پر چڑھ جاوے تو اُسکو یہ نہیں کہتے کہ دار مین داخل ہوا اور جان لینا چاہیے کہ دار اور بیت مین فرق ہے تو دار نام ہے میدان کا موافق استعمال اہل عرب کے بعد اس بات کے کہ اُسکو دیواروں سے گھیر لیوین تو صرف میدان کو قبل بنا کے دار نہ کہینگے اور جب ایکبار بنا بن گئی اور پھر بنا جاتی رہی تو اُسکو دار کہینگے اسی واسطے بعد گر جانے بنا کے دار مین جانے سے حانث ہوتا ہے اگر حلف کیا ہو کہ اس دار مین داخل نہونگا اور بیت اُسکو کہتے ہین جو صالح شب باشی یعنی رات بسر کرنے کے ہووے تو وہان بنا ضرور ہے تو اگر بعد گر جانے بنا کے یعنی دیواروں کے صحرا ہو گیا اور اُسمین داخل ہوا حانث نہوگا اگر حلف کیا ہو اس بیت مین داخل ہونیکا جیسا کہ آتا ہے **ص** اور اگر وہ دار مسجد یا حمام یا باغ یا بیت بنایا گیا یا بعد حمام بنانے کے پھر وہ گر گیا اور اُسمین داخل ہوا تو حانث نہوگا **ف** اسواسطے کہ اسم دار کا جاتا رہا ان چیزوں کے بن جانے سے ہدایہ **ص** اور اگر قسم کھائی کہ اس بیت مین نہ داخل ہونگا اور بعد اُسکے گر جانے کے اور صحرا ہو جانے کے یا بعد دوسرا بیت بن جانے کے داخل ہوا تو حانث نہوگا اسواسطے کہ اسم بیت کا گر جانے سے بنا کے جاتا رہا **ف** اور اگر دیوارین باقی ہین اور اُسمین داخل ہوا تو حانث ہوگا کیونکہ شب باشی بدون چھت کے ہو سکتی ہے ہدایہ اور اصل مین اس مقام پر تفصیل کی ہے بوجہ عوام فہم نہونے کے اس جگہ متروک ہوئی **ص** یا حلف کیا کہ اس دار مین داخل نہونگا اور محراب مین دروازے کی جا ایسی ہے کہ اگر دروازے کو بند کر لین تو محراب باہر رہ جاوے داخل ہوا حانث نہوگا اور جو شخص کہ ایک گھر مین ساکن ہے یا ایک کپڑا پہنے ہے یا ایک جانور پر سوار ہے اور حلف کیا کہ اس گھر مین نہ رہونگا یا یہ کپڑا نہ پہنونگا یا اس جانور پر سوار نہونگا اور اُسی وقت اُس گھر سے نکل گیا اور اُس کپڑے کو اُتار ڈالا اور اُس جانور پر سے اُتر پڑا تو حانث نہوگا اور اگر ذرا بھی ٹھہرا تو حانث ہو جاویگا اور امام زفر رح کے نزدیک دونون صورتون مین حانث ہوگا اور جو کسی نے حلف کیا کہ اس گھر مین داخل

نہو نگا پھر بیٹھا آمین تو حانث نہوگا کیونکہ دخول کہتے ہیں باہر سے آنے کو اور اسیواسطے اگر نکل کے پھر آیا تو حانث ہوجاویگا
اور جسنے حلف کیا کہ نہ سکونت کرونگا اس گھر میں تو ضرور ہی کہ آپ مع اہل و اسباب کل نکال لیجاوے یہانتک کہ اگر ایک میخ بھی
وہان باقی رہیگی حانث ہوگا اور یہ قول امام صاحب کا ہی اور امام ابو یوسف کہتے ہیں کہ اگر اکثر اسباب نکل گیا تو حانث نہوگا **ف**
اور اسی پر فتوی ہی کذا فی قاضیخان والکافی **ص** اور امام محمد کے نزدیک اگر اوتنا اسباب لے گیا ہو جس سے کتخدائی
اور ضرورت معاش نکل سکتی ہی تو حانث نہوگا اور فقہا نے لکھا ہی کہ یہ قول احسن اور سلامت زیادہ ہی واسطے آدمیون کے **ف** اور
جاننا چاہیے کہ یہ اختلاف اسباب مین ہی اور اہل مین سے اگر کوئی بھی رہ جاویگا تو حانث ہوگا تو ضرور ہی کہ تمامی اہل کو نکال
لیجاوے وکذا فی الفوائد الظہیریۃ **ص** اور اگر حلف کیا کہ نہ سکونت کرونگا اس شہر مین یا گانون مین تو ضرور نہین کہ تمامی
اہل و متاع لیجاوے بلکہ آپ ہی اگر اکیلا نکل جاویگا تو حانث نہوگا اور اگر کسی نے حلف کیا کہ اس گھر سے باہر نجاونگا یا اس گھر
کے اندر نجاونگا اور اسکو کوئی اوٹھا کے باہر لے گیا یا اندر لے گیا تو اگر اسکے حکم سے لے گیا ہی تو حانث ہوگا اور اگر بے اسکے حکم کے
چاہے وہ راضی ہو یا ناراض لے گیا ہی تو حانث نہوگا اور جو حلف کیا کہ نہ نکلونگا مین مگر واسطے جنازے کے اور جنازے کے واسطے
نکل کر پھر دوسرے کام کے لیے نکلا تو حانث نہوگا اور جو قسم کھائی کہ نہ نکلونگا طرف مکے کے اور نکلا بقصد مکے کے اور لوٹ آیا
تو حانث ہوگا کیونکہ نکلنا پایا گیا بخلاف اسکے جب کہے کہ نہ آونگا مین مکے مین تو نکلنے سے مکے کی طرف جب تک اسکے اندر نجاوے
حانث نہوگا اور لفظ ذہاب کا مثل خروج کے ہی اصح مذہب مین یعنی اگر کہا واللہ لا اذہب الی مکۃ پس اصح یہ ہی کہ وہ مثل لا اخرج الی
مکۃ کے ہی اور بعضون کے نزدیک مثل لا آتی مکۃ کے ہی اور قول اول صحیح ہی واسطے قول خدا تعالی کے انی ذاہب الی ربی سیہدین اور مقصود
اسلیے کہ وصول الی الرب اسکے وسعت مین نتھا اور اگر حلف کیا کہ مین مکے مین آونگا تو آخر دم حیات مین حانث ہوگا اسواسطے کہ اسوقت
مین نہ آنا معلوم ہوا اور اگر قسم کھائی کہ کل اگر استطاعت ہوگی تو مکے مین جاونگا اور اس روز کوئی مانع مثل مرض یا حکم بادشاہ وغیرہ کے نہوا اور
نہ گیا تو حانث ہوگا قضاءً اگرچہ اسنے مراد استطاعت سے استطاعت حقیقی جو قدرت تام ہی اور مقارن فعل کے ہوتی ہی مراد لی ہو دیانۃ
ف یعنی فیما بینہ وبین اللہ حانث نہوگا اور قاضی کے نزدیک حانث ہوجاویگا **ص** اگر کسی شخص نے حلف کیا کہ باہر نجاونگا مگر اسکے
اذن سے تو ہر بار نکلنے کے واسطے اذن چاہیے اور اگر نکل گیا بغیر اذن کے اسکے ایکبار بھی تو حانث ہوجاویگا اور اگر یہ کہا کہ باہر نجاونگا یہانتک کہ
اذن دے مجکو تو ایک بار اذن کافی ہی اور اگر کسی شخص کی عورت نے ارادہ کیا نکلنے کا اور اسنے کہا کہ اگر تو نکلیگی تو تو طالق ہی اگر وہ فوراً اسیوقت
نکلی تو حانث ہوگا طلاق واقع ہوگا اور جو وہ بیٹھ گئی اور پھر نکلی تو حانث نہوگا اور اسیطرح اگر عورت نے لونڈی کے مارنے کا ارادہ کیا اور
خاوند نے اس سے کہا کہ اگر تو مار یگی اسکو تو تو طالق ہی اور اسنے اسکو چھوڑ دیا پھر مارا تو حانث نہوگا **ف** یعنی عورت دونون صورتون مین
مطلقہ نہوگی **ص** اور اگر کسی شخص نے ایک سے کہا کہ صبح کا کھانا میرے ساتھ کھا اور اسنے کہا کہ اگر صبح کا کھانا کھاؤن تو غلام میرا آزاد ہی تو
شرط حنث کے واسطے یہ ہی کہ وہ کھانا اسکے ساتھ کھاوے **ف** اور اگر اپنے مکان کو جا کے صبح کا کھانا کھایا تو حانث نہوگا کذا فی الہدایہ **ص**
اور جو کہا کہ اگر کھانا صبح کا کھاؤن آج کے روز تو غلام میرا آزاد ہی **ف** یعنی لفظ آج کے روز کا زیادہ کیا **ص** تو جہان صبح کا
کھانا اسدن کھاویگا حانث ہوجاویگا اور اگر حلف کیا کہ زید کے جانور پر سوار نہونگا بعد اسکے زید کے غلام ماذون کے جانور
پر سوار ہوا تو اگر غلام مدیون ہی اتنا کہ دین اسکی قیمت اور کسب کو محیط ہی تو حانث نہوگا اور اگر ایسا مدیون نہین تو اگر نیت اسکی

جانور سے وہ جانور تھا جو زید کے نام سے کا ہے تو حانث ہوگا اور اگر نیت ہے مطلق جانور کی جو ملک زید میں ہو جاوے اسکے
خاص کا ہو یا اسکے غلام کا ہو تو حانث ہوگا اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک سب صورتوں میں حانث ہو جاویگا جسوقت نیت
ہو وے اور امام محمدؒ کے نزدیک حانث ہوگا اگرچہ نیت نکرے اور جس شخص نے حلف کیا کہ اس درخت سے نہ کھاؤنگا تو
اگر اسکا پھل کھاویگا حانث ہو جاویگا اور جو قسم کھائی کہ یہ گیہوں نہ کھاؤنگا تو امام محمدؒ کے نزدیک اگر اسکو چباکے کھاویگا
حانث ہوگا اور صاحبین کے نزدیک اسکو چبا کے کھاوے یا اسکا آٹا کھاوے دونوں صورتوں میں حانث ہوگا اور
جو کہا کہ اس آٹے سے نہ کھاؤنگا تو جب اسکی روٹی کھاویگا حانث ہوگا اور اگر آٹا پھانک گیا تو حانث نہوگا اور جو حلف کیا
بریان نہ کھاؤنگا تو جب گوشت بھنا ہوا کھاویگا حانث ہوگا اور اگر کوئی اور چیز بھونی ہوئی جیسے بینگن یا گاجر کھاوے حانث نہوگا
اور اگر قسم کھائی کہ طبیخ نہ کھاؤنگا تو جب گوشت پکا ہوا شوربا دار کھاویگا حانث ہو ویگا **ف** اور اگر سوکھا قلیہ کھاویگا
حانث نہوگا **ص** اور جو حلف کیا کہ سری نہ کھاؤنگا تو جو سری اس شہر کے تنوروں میں بک کے بکتی ہو اگر کھاویگا حانث
ہوگا **ف** اور جو سری معروف نہیں جیسے چڑیا کی سری یا مرغ کی کھاوے تو حانث نہوگا اسواسطے کہ بنا قسموں
کی عرف پر ہو **ص** اور جو قسم کھائی کہ چربی نہ کھاؤنگا تو امام صاحب کے نزدیک جب چربی شکم کی کھاویگا حانث ہوگا
اور صاحبین کے نزدیک پشت کی چربی اگر کھاویگا حانث ہوگا اور جو حلف کیا کہ روٹی نہ کھاؤنگا تو یہ روٹی معروف ہو
جیسے گیہوں یا جو کی اسکے کھانے سے حانث ہوگا نہ چانول کی روٹی سے مگر جب کہ چانول کی روٹی بھی اس شہر میں معروف
ہو اور اگر قسم کھائی کہ فاکہہ نہ کھاؤنگا تو امام صاحب کے نزدیک جب سیب یا زرد آلو یا خربزہ کھاویگا حانث ہوگا نہ انگور
اور انار اور خرمائے تر اور ککڑی اور کھیرے کے کھانے سے اور صاحبین کے نزدیک انگور اور انار اور خرمائے تر
کے کھانے سے بھی حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ نہر سے نہ پیونگا تو اگر منہ لگا کے اس میں پیے گا حانث ہوگا اور برتن سے
اگر پیے تو حانث نہوگا نزدیک امام صاحب کے اور صاحبین کے نزدیک برتن سے پینے میں بھی حانث ہوگا اور اگر کہا
کہ نہر کا پانی نہ پیونگا تو جسطرح سے پیے حانث ہوگا اور اگر حاکم شہر نے ایک مرد سے حلف لیا کہ جو مفسد شہر میں آوے اسکی خبر کرے
تو اگر وقت اسکی حکومت کے خبر نکریگا تو حانث ہوگا اور اگر قسم کھائی کہ زید کو مارونگا یا کپڑا پہناؤنگا یا اس سے کلام کرونگا یا اس
پاس جاؤنگا تو شرط ہے کہ زندگی میں اس سے یہ امر کرے اور اگر کہا کہ غسل دونگا تو زندگی شرط نہیں بعد مرنیکے بھی اگر اسکو غسل دے
تو بھی حانث نہوگا اور اگر حلف کیا کہ عنقریب اسکا قرض ادا کرونگا تو اگر ایک مہینے کے اندر ادا کیا حانث نہوگا اور اگر ایک مہینے میں
یا زیادہ میں ادا کیا تو حانث ہو جاویگا اگر حلف کیا کہ ادام نہ کھاؤنگا تو اگر نان خورش شوربا کھاوے کہ روٹی اسمیں ڈوب کے
رنگ پکڑ لیتی ہو یا نمک کھاوے تو حانث ہوگا اور اگر بھنا ہوا گوشت کھایا تو حانث نہوگا اور مغرب میں ہو کہ ابن الانباری
نے ادام وہ چیز ہو کہ خوش مزہ کر دے روٹی کو اور لذت بڑھاوے اور وہ عام ہو کہ سائل ہو یا غیر سائل اور اصطباغ
خاص ہو ساتھ سائل کے یعنی جسمیں روٹی ڈوب کے رنگین ہو جاوے **ف** تو موافق قول ابن الانباری کے
اگر بھنا ہوا گوشت کھاویگا تب بھی حانث ہوگا کما لا یخفی **ص** اگر حلف کیا کہ نہ کھاؤنگا اسکا بسر اور کھایا اسکا
رطب یا [illegible] یا اسکا تمر یا اسکا دودھ اور کھایا اسکو بعد پنیر ہونیکے تو ان سب صورتوں میں حانث نہوگا **ف**

بسر کہتے ہین کچے خرمے کو جو ابھی پکا نہو اور رطب کہتے ہین اُس خرمے کو جو پک گیا ہو اور تازہ ہو ابھی خشک نہوا ہو اور تمر کہتے ہین
اُس خرمے کو جو پک کے خشک ہوگیا ہو اور مذنب اُس خرمے کو کہتے ہین جو پکنا شروع ہوگیا ہو تو وہ کچھ بسر رہا ہو اور کچھ رطب (یعنی گدر ۱۲) ص اور
اگر حلف کیا کہ گوشت کھاؤنگا اور مچھلی کھائی یا گوشت یا چربی نہ کھاؤنگا اور چکنی پسے کی کھائی تو حانث نہوگا اور اگر قسم کھائی کہ
نہ خریدونگا رطب کو اور خریدا ایک خوشہ بسر کا کہ اسمین ایک رطب بھی ہے تو بھی حانث نہوگا ف اسواسطے کہ اعتبار غالب کو ہوا ہے
بسر ہو ص اور اگر قسم کھائی کہ رطب کھاؤنگا یا بسر نکھاؤنگا یا رطب و بسر دونو نکھاؤنگا اور مذنب کھایا تو تینون صورتون مین
امام صاحب کے نزدیک حانث ہوگا اور اگر حلف کیا کہ گوشت نکھاؤنگا اور جگر یا اوجھڑی یا سور کا یا آدمی کا گوشت کھایا تو حانث ہوگا
اور ہمارے دستور کے موافق حانث نہوگا اسواسطے کہ جگر اور اوجھڑی کو گوشت نہین کہتے اور سور اور آدمی کے گوشت سے حانث ہوگا
کیونکہ وہ دونون گوشت ہین اگرچہ حرام ہین اور غدا کہتے ہین اُس کھانے کو جو طلوع فجر سے ظہر تک ہو اور عشا اُسکو جو ظہر سے آدھی رات تک
اور سحور اُسے جو آدھی رات سے طلوع فجر تک ہو ف تو اگر کسی نے حلف کیا کہ غدا نہ کھاؤنگا اور طلوع فجر اور ظہر کے مابین مین کھالیا حانث
ہوگا ص اور جو قسم کھائی کہ نہ پہنونگا یا نہ کھاؤنگا یا نہ پیونگا اور نیت کرے معین خاص کی صحیح نہوگی نہ قضاءً نہ دیانةً اور اگر کہا کہ
نہ پہنونگا کپڑے کو یا نہ کھاؤنگا طعام کو یا نہ پیونگا شراب کو اور نیت کی معین کی تو تصدیق کیا جاویگا دیانةً نہ قضاءً اور تصور و امکان
بر کا شرط ہے واسطے صحیح ہونے قسم کے اور ابو یوسف کے نزدیک شرط نہین پس اگر یون کہے کہ آج کے دن جو اس کوزے مین پانی ہے پیونگا
یا اگر مین آج اس کوزے کا پانی نہ پیون تو عورت میری طالق ہے حالانکہ اُس کوزے مین پانی نہو یا ہو اور اُسکو گرا دیا جاوے اُسی روز تو
طرفین کے نزدیک حانث نہوگا اور امام ابو یوسف کے نزدیک حانث ہوگا اور اگر وہ شخص ان الفاظ کو مطلق کہے قید آج کی نہ لگاوے اور کوزے
مین پانی نہو تو حانث نہوگا طرفین کے نزدیک اور امام ابو یوسف کے نزدیک حانث ہوگا اور اگر تھا اور بہا دیا گیا تو سب کے نزدیک حانث ہوگا
اور اگر قسم کھاوے کہ مین آسمان پر چڑھونگا یا اس پتھر کو سونا بناؤنگا یا فلانے کو قتل کرونگا اور جانتا ہے کہ وہ مرگیا ہے تو قسم منعقد ہوگی اسلیے
کہ بر قسم کا ممکن و متصور ہے اور حانث ہو جاویگا ابھی اسلیے کہ یہ امور ممکن عادةً نہین ہین اور اگر نہین جانتا کہ وہ مرگیا ہے تو حانث نہوگا اور
امام زفر کے نزدیک قسم منعقد نہوگی اور جو یون کہا کہ اپنی بیوی کو نہ مارونگا بعد اُسکے اُسکا گلا دبایا یا بال کھینچے یا دانت سے کاٹ کھایا
تو حانث ہوگا اور اگر زوجہ سے کہا واللہ مین تیرا سوت کاتا ہوا اگر پہنون تو وہ ہدی ہے اور عورت نے اُسکو کاتا پھر مرد نے بنا اور پہنا تو وہ
ہدی ہو جاویگا ف یعنی مکے مین بھیجا جاویگا تاکہ تصدق کیا جاوے فقرا پر ص اور صاحبین کے نزدیک اگر دن حلف کے وہ روئی اُسکی
ملک مین تھی اور عورت نے کاتا اور اُسنے بنا تو حانث ہوگا ورنہ نہین اور جو کہے کہ زیور نہ پہنونگا پھر سونے کی انگشتری پہنی تو قسم ٹوٹ جاویگی نہ
چاندی کی انگوٹھی پہننے سے اور صاحبین کے نزدیک ہار موتیونکا اگرچہ جڑاؤ نہو زیور مین داخل ہے اور اسی پر فتوی ہے ف اور امام
صاحب کے نزدیک ہار موتیونکا اگر جڑاؤ نہووے تو زیور مین داخل نہین اور جڑاؤ ہووے تو سب کے نزدیک زیور مین
داخل ہے ص اگر یون کہے کہ اس فرش پر نہ سوؤنگا پھر اُسپر ایک چادر بچھائی گئی اور اُسپر سو رہا تو حانث ہوگا اور
جو اُسپر دوسرا فرش بچھایا گیا یا کہا کہ مین زمین پر نہ بیٹھونگا پھر فرش یا چٹائی پر بیٹھے یا کہے کہ اس چوکی پر نہ بیٹھونگا اور
اُسپر دوسری چوکی رکھی گئی اور اُسپر بیٹھا تو ان صورتون مین قسم نہ ٹوٹیگی لیکن زمین اور اُسکے درمیان مین لباس
بدن کا ہوگا یا چوکی پر فرش بچھا کے بیٹھیگا تو قسم ٹوٹ جاویگی اور جو حلف کرے کہ فلانے کا م کو نکرونگا تو تمام عمر تک

ف [illegible] اور اصل مین اسکی تفصیل [illegible] ہر اور آدمی کی حرمت [illegible] ۱۲

کریگا قسم ٹوٹیگی اور جو کہے کہ کرونگا تو ایکبار بھی اگر کریگا تو قسم ٹوٹیگی اور اگر کہے کہ مجھپر پیادہ جانا خانۂ خدا کو یا کعبے کی طرف جنا ہی تو حج یا عمرہ پیدل کرے اگر اُسمین سوار ہوگا تو دم دینا پڑیگا **ف** یعنی بکری ذبح کرنا پڑیگی **ص** برخلاف اُس صورت کے کہ کہے مجھپر نکلنا یا خانۂ خدا کو جانا یا پیادہ جانا حرم یا مسجد حرام یا صفا یا مروہ کو واجب ہی تو اِن صورتون مین حج پیادہ کرنا لازم نہین ہوتا **ف** بلکہ پیدل گھر سے نکلنا لازم ہو اور صاحبین کے نزدیک حج اور عمرہ پیدل لازم آویگا **ص** اگر کہے کہ غلام میرا آزاد ہو اگر مین اِس برس حج نکرون پھر وہ مدعی حج کا ہو اور دو گواہ گواہی دین کہ نحر کے دن وہ کوفے مین تھا تو قسم ٹوٹیگی اور غلام آزاد ہوگا شیخین کے نزدیک **ف** اسلیے کہ حج نکرنے پر شہادت نفی پر شہادت ہو اور وہ مقبول نہین **ص** اور امام محمدؒ کے نزدیک آزاد ہوگا اور اگر کہے کہ مین روزہ نہ رکھونگا تو روزے کی نیت سے ایک ساعت کا روزہ رکھنے سے بھی قسم ٹوٹ جاویگی اور اگر کہے کہ مین ایک روزہ یا ایک دن کا روزہ نہ رکھونگا تو بغیر تمام دن کے روزے کے قسم نہ ٹوٹیگی اور اگر کہے کہ مین نماز نہ پڑھونگا تو ایک رکعت کے پڑھنے سے قسم نہ ٹوٹیگی اس کام مین اگر پوری نماز کہیگا تو دو رکعت پڑھنے سے قسم ٹوٹیگی ایک رکعت کے پڑھنے سے نہ ٹوٹیگی اور اگر کوئی شخص یون کہے کہ اگر تو بچہ جنے تو تو طالق ہی یا لونڈی کو کہے کہ تو آزاد ہو اور اُسکے بچہ مُردہ پیدا ہوا تو اِس شخص کی قسم ٹوٹ جاویگی یعنی طلاق پڑیگا اور لونڈی آزاد ہوگی لیکن اگر اُسنے کہا تھا کہ اگر تو بچہ جنے تو وہ بچہ آزاد ہو اور اُسکے بچہ مُردہ پیدا ہوا پھر زندہ پیدا ہوا تو وہ بچہ زندہ آزاد ہوگا امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک آزاد نہوگا کیونکہ قسم پہلے ہی بچہ جننے سے تمام ہو گئی اگر قسم کھاوے کہ فلانے کا قرض آج ادا کرونگا پھر ایسے درم ادا کیے جو کھوٹے ہین یا چلنے نہون یا کسی اور کے ہون یا قرض کے عوض مین کوئی چیز بیچ ڈالی اور قرضدار نے اُسکا قبضہ کرلیا تو قسم پوری ہوجاویگی اور اگر رانگے کے ہون یا تین پرت کے **ف** یعنی اوپر اور نیچے کی پرت چاندی کی اور اندر کی تانبے کی اور ایسے درم کو عربی مین ستوقہ کہتے ہین **ص** یا قرض خواہ اُس قرضدار کو قرض ہبہ کردے تو قسم ٹوٹ جاویگی اور اگر حلف کیا کہ مین اپنے قرض کے وصول کرنے مین ایک درم کو بدون دوسرے درم کے نہ لونگا **ف** یعنی کل قرض کو متفرق نہ لونگا **ص** پھر کچھ قرض قبضہ کیا تو قسم نہ ٹوٹیگی جبتک کہ تمام قرض کو علیحدہ علیحدہ وصول کرے اور ضروری جدائی سے قسم نہ ٹوٹیگی کہ قرض کے ادا مین اُسقدر علیحدگی ضرور ہوا کرتی ہو مثلاً تول تول کے دینا **ف** یا پرکھنا یا گننا **ص** اور اگر کہے کہ میرے پاس اگر ہو مگر سَو تو ایسا ہوا کہ پچاس کا مالک ہو تو قسم نہ ٹوٹیگی بلکہ سَو سے زیادہ کے مالک ہونے سے قسم ٹوٹیگی اور جو کہے کہ ریحان کو نہ سونگھونگا اور بعد اُسکے گلاب کا پھول یا چنبیلی کو سونگھا حانث نہوگا اسلیے کہ ریحان اُس سبزۂ خوشبو کا نام ہو جسمین تنہ نہو کھڑا رہے پس اُسکو گلاب کے پھول اور چنبیلی کے پھول پر نہ بولینگے اور بنفشہ اور گلاب اگر قسم مین کہے تو اُسکے پھول کے پتے مراد ہونگے نہ اُسکے پیڑ کی شاخین اور پتیان

ص باب الحلف بالقول

اگر قسم کھاوے کہ فلانے سے نہ بولونگا پھر اُسکو سوتے مین پکارا کہ وہ جاگ اُٹھا تو قسم ٹوٹ جاویگی اور اگر اُس سے یہ کہا تھا کہ اُس سے بغیر اُسکی اجازت کے کلام نہ کرونگا اور اُس شخص نے اجازت تو دی مگر اجازت کا حال اُسکو معلوم نہوا اور کلام کیا تب بھی قسم ٹوٹیگی اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک نہین ٹوٹیگی اور اگر یہ کہا کہ اِس

کپڑے کے مالک سے یا اس جوان سے نہ بولونگا اور جب اُسنے وہ کپڑا بیچ ڈالا اور وہ جوان بوڑھا ہوگیا کلام کیا تو
حانث ہوجاویگا اور اگر کہا کہ میں اگر دس بندے کو خرید کرون یا بیچون تو آزاد ہے پھر اُسکو خریدا یا بیچا بشرط خیار کے
تو قسم ٹوٹ جاویگی یعنی وہ غلام آزاد ہوجاویگا اور اگر یہ کہا کہ میں اسکو بیچون تو ایسا ہو مثلاً عورت میری طلاق ہے پھر اُسکو
آزاد یا مدبر کردیا تو قسم ٹوٹ جاویگی سواسطے کہ بیچنا متحقق ہوگیا اور جو کام ایسے ہیں کہ انکو خواہ آپ کرے یا دوسرے کو
اُنکے کرنے کی اجازت دے حقوق اُسکے آمر کی جانب رجوع کرتے ہیں اور وکیل سفیر محض ہوتا ہے اگر انکو کرے تو دونون
صورتون میں قسم ٹوٹ جاتی ہے وہ یہ ہیں نکاح اور طلاق اور خلع اور آزاد کرنا اور مکاتب بنانا اور قتل عمد سے صلح کرنی اور ہبہ
کرنا اور صدقہ دینا اور قرض دینا اور قرض لینا اور امانت رکھنی یا امانت لینی اور مانگے چیز دینی یا لینی اور جانور کو ذبح کرنا اور
غلام کو مارنا اور قرض ادا کرنا یا اپنا وصول کرنا اور گھر بنانا اور سینا اور کسی چیز کو اٹھا کر لادنا کہ ان امور کو اگر خود کریگا یا دوسرے
سے کرنے کو کہیگا اور وہ کریگا تو دونون صورتون میں قسم ٹوٹ جاویگی اور جو کام ایسے ہیں کہ اُنکے حقوق وکیل کی طرف رجوع ہوتے
ہیں انکو آپ کرنے سے قسم ٹوٹتی ہے اور دوسرے کو اُنکے کرنے کی اجازت دینے سے قسم نہیں ٹوٹتی وہ یہ ہیں بیچنا مول لینا ٹھیکہ دینا
مزدوری پر کام لینا کسی مال کے بدلے میں صلح کرنا تقسیم کرنا مقدمات میں جوابدہی کرنا لڑکے کو مارنا کہ ان کامون میں اگر قسم کھاوے
کہ میں نہ کرونگا تو اپنے آپ کرے اور اگر دوسرا شخص اُسکی اجازت سے یہ امور کرے تو اُسکی قسم نہ ٹوٹیگی اور اگر یہ کہے کہ میں تکلم نہ کرونگا اور
قرآن یا تسبیح پڑھے یا تہلیل کرے یا تکبیر کہے نماز کے اندر یا باہر تو قسم نہ ٹوٹیگی اور امام شافعی کے نزدیک ٹوٹ جاویگی **ف**
دلیل امام صاحب کی یہ ہے کہ عرف میں اسکو تکلم نہیں کہتے بلکہ تلاوت اور تسبیح اور تہلیل اور تکبیر کہتے ہیں کذا فی الاصل **ص** اور اگر
یون کہے اپنی عورت سے کہ تو طالق ہے جسدن میں فلانے سے کلام کرون تو اس سے دن اور رات دونون سمجھے جاوینگے اور اگر اُسنے قسم کے
وقت اس کلام سے دن ہی کی نیت کی نہ رات کی تو مان لیا جاویگا اور امام ابو یوسف کے نزدیک دیانت کی رو سے قول اُسکا معتبر
ہوگا اور قاضی اُسکی تصدیق نکریگا لیکن اگر یہ کہے کہ جس رات فلانے سے بولون تو ایسا ہو تو اس کلام سے خاص رات ہی مراد
ہوگی دن اسمین متصور نہوگا اور اگر کہے کہ اُس سے نہ بولونگا مگر اُس صورت میں کہ زید آجاوے یا جب تک کہ زید آوے
پھر اُسنے زید کے آنے کے اول اُس سے کلام کیا تو قسم ٹوٹ جاویگی اور اگر بعد اُسکے کلام کیا تو قسم نہ ٹوٹیگی **ف** اور اگر زید
مرجاوے تو حکم قسم کا جاتا رہیگا ہدایہ **ص** اور اگر قسم کھاوے کہ فلانے کے غلام سے نہ بولونگا یا فلانے کے اس غلام سے
نہ بولونگا اور پھر وہ غلام اُس شخص کا نرہا **ف** مثلاً اُسنے بیچ ڈالا **ص** اور بعد اُسکے اُس سے کلام کیا تو قسم نہ ٹوٹیگی اور جو
کہے کہ فلانے کے دوست سے یا زوجہ سے کلام نکرونگا یا فلانے کے گھر میں داخل نہونگا اور پھر جب وہ دوست دشمن ہوگیا
اور زوجہ بائن ہوگئی اُنسے کلام کیا اور جب گھر اُسی کی ملک سے نکل گیا اُسمین داخل ہوا تو حانث نہوگا اور اگر اشارہ
کیا ہے کہ فلانے کے اُس دوست سے یا اُس زوجہ سے کلام نکرونگا یا فلانے کے اُس گھر میں داخل نہونگا تو حانث ہوجاویگا **ف**
اور یہ مذہب امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کا ہے اور دلیل اسکی اور وجہ فرق کی اصل میں ہے کو دیکھو **ص** اور اگر قسم میں لفظ الحین
اور الزمان یا ان دونونکو نکرہ کہے یعنی حین اور زمان کہدیا تو یہ وقت چھ مہینے کا ہوگا اگر نیت نہیں کی **ف** اسواسطے کہ فرمایا
اللہ تعالی نے فسبحان اللہ حین تمسون اور یہان حین سے زمانہ قلیل مراد ہے اور کسیمین اس سے چالیس برس مراد ہوتے ہین

جیسے فرمایا اللہ تعالیٰ نے هَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ اور کبھی چھ مہینے مراد ہوتے ہیں جیسے کہ اس آیت میں
تُؤْتِیْ اُكُلَهَا كُلَّ حِیْنٍۢ بِاِذْنِ رَبِّهَا تو لے لیا ہمنے متوسط کو کذا فی الہدایہ ص اور جو نیت کی ہو تو جو نیت ہو وہی
مراد ہوگا اور جو لفظ دہر نکرہ کہا تو مجمل ہے یعنی اسکی مقدار یقینی معلوم نہیں امام ابوحنیفہؒ کو اور صاحبین کے نزدیک چھ مہینے
ہیں مثل حین کے ف امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا مجکو معلوم نہیں کہ دہر کی مقدار کیا ہے اور یہ نہ جاننا موجب طعن نہیں بلکہ
علامت کمال علم اور تقوی کی ہے جیسے کہ امام مالک نے بھی بہت سے مسائل میں لا ادری کہا ہے اور ایک شاعر نے اسی بنا پر اشعار
بھی کہے ہیں وہ یہ ہیں نظم مَنْ قَالَ لَا اَدْرِیْ لِمَا لَمْ یَدْرِهٖ ٭ فَقَدِ اقْتَدٰی فِی الْفِقْهِ بِالنُّعْمَانِ ٭ فِی
الدَّهْرِ وَالْخُنْثٰی كَذَاكَ جَوَابُهٗ ٭ وَمَحَلِّ اَطْفَالٍ وَّوَقْتِ خِتَانِ ٭ یعنی جس شخص نے کہا کہ نہیں جانتا ہوں میں جب
کہ اسنے نہ جانا تو اسنے اقتدا کی فقہ میں نعمان یعنی امام اعظمؒ کی دہر اور خنثی میں ایسا ہی ہے جواب امام کا اور محل اطفال مشرکین
میں کہ آخرت میں کہاں ہوگا اور وقت ختنے میں یا انتہا اور اسمیں بھی امام نے توقف کیا کہ ملائکہ افضل ہیں یا انبیاء اور
کتا کب معلم ہوجاتا ہے ص اور جو معرفہ یعنی الف لام کیساتھ کہا تو تمام عمر ہوگی اور اگر الایام یا ایام کثیرہ یا الشہور یا السنین کہا تو
دس دس مراد ہونگے اور اگر انکو نکرہ بولیگا تو تین تین ہونگے اور اگر یوں کہا کہ جس غلام کا میں اول مالک ہوں تو وہ آزاد ہے پس اگر
ایک غلام کا مالک ہوگا تو وہ اس قسم کی رو سے آزاد ہوجاویگا اور اگر پہلے دو غلاموں کا مالک ایک ساتھ ہو پھر تیسرے کا
مالک ہو تو ان تینوں میں سے کوئی بھی آزاد نہ ہوگا اور جو کہا کہ جس تنہا غلام کا اول مالک ہوں تو وہ آزاد ہے تو اس صورت میں
تنہا کی قید کے سبب سے تیسرا غلام آزاد ہوجاویگا اور اگر یوں کہا کہ پچھلا غلام جسکا میں مالک ہوں وہ آزاد ہے پھر وہ مالک ہوا
ایک غلام کا اور مرگیا تو وہ غلام آزاد نہ ہوگا کیونکہ پچھلے کے واسطے اگلا ضرور ہے ہاں اگر اسکے بعد ایک اور غلام خریدا پھر مرگیا تو
دوسرا غلام اس شخص کی ابتداے ملکیت سے کل مال سے آزاد ہوگا امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک وقت موت سے
آزاد ہوگا ثلث مال سے اور اسی طرح جو کہے کہ پچھلی عورت میری جس سے میں نکاح کروں اسکو تین طلاق ہیں اور پھر نکاح کیا ایک
عورت سے پھر اور ایک عورت سے بعد اسکے مرگیا تو دوسری عورت پر طلاق پڑجاویگی وقت نکاح سے امام صاحب کے نزدیک تو وارث
نہوگی اور صاحبین کے نزدیک وقت موت سے تو وارث ہوگی اگر یہ کہے کہ جو غلام مجکو خوشخبری فلان معاملے کی سناویگا وہ آزاد
ہے پھر تین غلاموں نے بعد دیگرے یہی خوشخبری اسکو سنائی تو جسنے اول سنائی ہوگی وہ آزاد ہوگا اور اگر تینوں نے ایک
ساتھ سنائی تو سب آزاد ہوجاوینگے اور ادائے کفارہ کی نیت سے اپنے باپ کا خریدنا کفارے کو ساقط کرتا ہے اور امام زفر اور
شافعیؒ کے نزدیک ساقط نہیں کرتا ہے ف اور یہی حکم ہے ہر ذی رحم محرم کے خریدنے میں کہ وہ اگر نیت کفارے کی کرلے
اور وہ بعد خریدنے کے آزاد ہوجاوے تو کفارہ ادا ہوجاویگا اور دلیل دونوں کی اصل میں مذکور ہے ص لیکن اگر
کسی غلام کی آزادی کو اپنی خرید پر مشروط کردیا ہو اور اسکے خریدنے میں نیت کفارے کی کرلی تو وہ شرط کے سبب سے آزاد ہوگا
نہ کفارے کے عوض میں اور یہی حال ہے ام ولد کے خریدنے کا کہ وہ بھی کفارے کے عوض نہوگی اور یہ صورت اسکی ہے کہ کوئی شخص
اپنی منکوحہ سے [illegible] ہو اور اس سے اولاد رکھتی ہو کہے کہ اگر میں تجھے خریدوں تو تو آزاد ہے اور خریدنے کے وقت نیت کفارے
کی کرلے [illegible] تو ام ولد آزاد ہوجاویگی اور کفارہ باقی رہیگا ص اور اگر کہے کہ جو لونڈی میں حرم بناؤن

تو وہ آزاد ہے تو وہ لونڈی آزاد ہوگی جسکو حرم بنایا اور وہ وقت حلف کے اُسکی ملک مین ہو اور اگر اُسوقت ملک مین نہو اور بعد حلف کے خریدا اور حرم بنایا تو آزاد نہوگی اور جو کہے کہ جتنے میرے مملوک ہین سب آزاد ہین تو اس لفظ سے اُسکے غلام اور ام ولد اور مدبر سب آزاد ہو جاوینگے اور مکاتب آزاد نہووینگے مگر یہ کہ انکی بھی نیت کرے تو آزاد ہو نگے اور جو تین غلامون مین کہا کہ یہ آزاد ہے یا یہ اور یہ تو تیسرا آزاد ہوگا اور پہلے دو مین مولی کو اختیار ہوگا کہ جسکو چاہے آزادی کے لیے معین کرے اور یہی حکم ہے طلاق مین عورتون سے گویا اُسنے کہا ایک دو مین سے آزاد ہے اور یہ **ف** یعنی تیسری مطلقہ ہو جاوئگی اور پہلی دو مین شوہر کو اختیار ہے جسکو چاہے طلاق کے لیے معین کرے **ص** اور داخل ہونا لام تخصیص کا جسکے معنی واسطے کے ہین بیع اور شرا اور اجارہ اور درزیگی اور سینا اور مکان بنانے پر اس بات کو چاہتا ہے کہ وہ فعل اس شخص کی اجازت سے ہووے جسکے ساتھ اُسکو مشروط کیا ہے گو وہ شخص مالک اُس چیز کا ہو یا نہو مثلاً یہ کہے اِن بِعْتُ لَكَ ثَوْبًا یعنی اگر تیرے واسطے بیچون کپڑا تو اُسکے یہ معنی ہین کہ تیری اجازت سے بیچون تو اگر بغیر اُسکی اجازت کے بیچے گا حانث نہوگا اور اگر لام کسی چیز کی ذات پر داخل ہو یا ایسے فعل پر جو غیر سے نہین ہوتا ہے جیسے کھانا پینا اندر جانا لڑکے کو مارنا تو وہ چاہتا ہے اس بات کو کہ وہ شے اُس شخص کی ملک مین ہو مثلاً یون کہے اِن بِعْتُ ثَوْبًا لَكَ یعنی اگر بیچون کپڑا جو تیرا ہے یہان لام ثوب پر داخل ہے نہ بیع پر تو اس صورت مین اگر اُسکا کپڑا بغیر اُسکی اجازت کے بیچے گا حانث ہوگا **ف** اور باقی مثالین اصل مین مذکور ہین اور جاننا چاہیے کہ لام کے آنے سے غرض یہ ہے کہ جار مجرور متعلق فعل کے ہون یا اُس چیز کے کہ صفت پڑین اور اگر وہ شخص نیت اسکے سوا کرے یعنی لفظون مین تو لام کو فعل پر بولے اور معنی وہ لے جو لام کو چیز پر داخل کرنے سے ہوتے ہین یا اسکا اولٹا کرے تو اُسکی بات مانی جاویگی ایسی صورت مین کہ اُسکی نیت کے مطابق معنی لینے سے اُسکا نقصان ہوتا ہو اور اگر اُسکی مراد کے موافق معنی لینے سے اُسکا فائدہ ہوتا ہوگا تو نہ لیے جاوینگے کنز **ص** اگر کسی عورت نے اپنے خاوند سے کہا کہ تو نے میرے اوپر اور بی بی نکاح کر لی اور مرد نے جواب مین کہا کہ جو عورت میری ہے وہ طالق ہے تو وہ عورت بھی مطلقہ ہو جاویگی اور اگر کہے کہ نیت میری یہ تھی کہ سوا اس عورت کے تو عند اللہ اُسکا اعتبار ہوگا اور قاضی اعتبار نکریگا

ص کتاب الحدود

یعنی سزاؤن کا بیان ۱۲

ف حد کے معنی لغت مین منع کے ہین اور اصطلاح شرع مین **ص** حد وہ سزا ہے معین جو خداے تعالیٰ کے حقوق کے لیے واجب ہوتی ہے تو قصاص کو حد نہ کہینگے اسواسطے کہ اُسمین بندے کا حق ہے اور اسی طرح تعزیر کو کیونکہ وہ معین نہین اللہ کی طرف سے **ف** مقصود اصل حد کے مشروع کرنے سے زجر اور تنبیہ ہے تاکہ لوگ ضرر عباد سے بچ جاوین تو حد زنا مشروع ہے اسواسطے کہ مسلمانون کا فراش فساد سے محفوظ رہے اور حد قذف اسواسطے کہ لوگون کی عزت اُسمین باقی رہے اور حد شرب اسواسطے کہ عقول مسلمانون کے محفوظ رہین اور حد سرقہ اسواسطے کہ مال کی محافظت ہو اور مواخذہ اخروی اُس فعل کا بدون توبہ کے نہین جاتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قطاع الطریق کی حد مین فرمایا ہے ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا الاٰية **ص** اور زنا اُس وطی کو کہتے ہین جو ایسی قبل یعنی شرمگاہ مین ہووے کہ خالی ہو ملک سے اور شبہے سے تو اگر کوئی وطی کرے اُس عورت سے جو تین طلاق کی یا ایک طلاق بائن کی عدت مین ہووے تو اُسکو زنا نہ کہینگے اسواسطے کہ اُسمین شبہہ ہوا اور زنا ثابت ہوتا ہے چار آدمیون کی گواہی سے لفظ زنا کے ساتھ **ف** اسواسطے

اور فرمایا اللہ تعالی نے فاستشہدوا علیہن اربعۃ منکم اور فرمایا لولا جاؤا علیہ باربعۃ شہداء اور روایت کی ابو یعلی نے
اپنی مسند مین کہ ہلال بن امیہ نے تہمت لگائی شریک بن سحما کو ساتھ زنا کے اپنی عورت سے سو اٹھایا اُنہنے یہ قصہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس تب فرمایا آپنے لاؤ چار گواہ ورنہ حد لگا اپنی پشت مین اور روایت کیا اسکو بخاری نے اور اسمین اتنا ہی ہے البینۃ
ورنہ حد لگیگا اپنی پشت مین **ص** اور اگر لفظ وطی اور جماع سے گواہی دینگے تو ثابت نہوگا تو جسوقت وہ شہادت دین تو حاکم
شرع اُنسے یون پوچھے کہ زنا کیا چیز ہے اور کسطرح ہوا اور کہان ہوا اور کب ہوا اور کس عورت سے زنا کیا **ف** اسواسطے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تھا ماعز سے ایسا ہی روایت کیا ان حدیثون کو ابوداؤد اور نسائی اور عبد الرزاق نے مصنف مین
ص یہ سوال کہ زنا کیا چیز ہے اسواسطے کہ بعض آدمی ہر وطی حرام کو زنا سمجھتے ہین اور شرع مین اطلاق اسکا غیر اس فعل پر ہوا ہے جیسا کہ حدیث
مین آیا ہے کہ دونون آنکھین زنا کرتی ہین **ف** روایت کیا اسکو کتب صحاح مین **ص** اور یہ سوال کہ کسطرح ہوا اسلیے کہ کبھی وطی
واقع ہوتی ہے بغیر ملنے دونون ختنون کے اور سوال مکان زنا سے اسواسطے ہے کہ اگر دار الحرب مین زنا کرے تو حد نہین ہے اور
زمان سے اسواسطے کہ بہت مدت ہوجانا ساقط کردیتا ہے حد کو اور عورت سے اسواسطے کہ کبھی وطی اسکی شبہے سے ہوتی ہے **ف** جیسے
معتدہ بائن مین **ص** پس اگر وہ گواہ سب باتین بیان کردین اور یون کہین کہ ہمنے اس مرد کو اس عورت سے زنا کرتے ایسا دیکھا
جیسے سرمے دانی مین سلائی اور ان گواہون کی عدالت بھی ظاہر اور خفیہ تحقیق کرلیجاوے تو قاضی اسوقت حکم زنا کا بسبب
انکی شہادت کے کردیوے **ف** اور عدالت ظاہری پر شہود کی اکتفا نکرے کہ دفع حد کا کوئی حیلہ نکل آوے اسواسطے کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دفع کرو حدود کو جہانتک استطاعت رکھو تم روایت کیا اسکو ابو یعلی نے مسند مین ابو ہریرہ سے ساتھ
اسی لفظ کے اور روایت کیا اسکو ترمذی نے حضرت عائشہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دفع کرو تم حدود کو مسلمانون سے
جہانتک قدرت رکھو تو اگر کوئی صورت نکلے تو چھوڑ دو راہ اسکی کیونکہ امام بہتر خطا اسکی عفو مین خطا سے اسکی عقوبت مین کہا ترمذی نے
ف کہ نہین پہچانتے ہین ہم اسکو مرفوع مگر حدیث محمد بن ربیعہ سے اُسنے یزید بن زیاد سے اور یزید ضعیف ہے اور کتاب العلل مین روایت
کی بخاری سے کہ یزید منکر الحدیث ہے اور جھوٹا ہے لیکن صحیح کیا اسکو حاکم نے اور ذہبی نے اسکا تعقب کیا بسبب ضعف یزید کے
کہا بیہقی نے کہ موقوف اقرب ہے طرف صواب کے **ص** اور زنا اسطرح بھی ثابت ہوتا ہے کہ جسنے زنا کیا ہو وہ چار مرتبے اپنی چار
مجلسون مین اقرار زنا کا کرے اور جب وہ اقرار کرے تو قاضی اسکے اقرار کو نہ مانے **ف** یعنی تین بار تک اور چوتھے مرتبے مین قبول
کرے اور امام مالک اور شافعی کے نزدیک ایک ہی بار اقرار کافی ہے اور دلیل ہماری یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اقامت حد نکی
ماعز پر یہانتک کہ اقرار کیا انہون نے چار مرتبے چار مجلسون مین اور یہ حدیث مروی ہے صحیح بخاری اور صحیح مسلم مین اور بزار نے روایت کی
مسند مین اور اسمین ہے کہ اقرار کیا اس عورت نے زنا کا چار مرتبے اور آپ رد کرتے تھے اسکو الحدیث **ص** اور اُس سے زنا کی حقیقت
اور وقت اور جگہ اور کیفیت اور زمانہ اسی طور پر بالا پوچھے بعضون نے کہا کہ بیان زمانہ سے سوال نکرے کیونکہ زمانے سے
سوال اسلیے ہے کہ زیادہ مدت سے گواہی ساقط ہوتی ہے اور یہ بیان اقرار ہے اور اقرار ساقط نہین ہوتا اور بعضون نے کہا کہ سوال کرے زمانے
سے اسواسطے کہ شاید یہ زنا حال صغیر سنی مین واقع ہوا ہو پس اگر وہ سب بیان کردے تو قاضی کو مستحب ہے کہ اسکو انکار کی بھی ان لفظون سے
تعلیم کرے کہ شاید تونے ہاتھ لگایا ہوگا یا بوسہ لیا ہوگا یا شبہے سے صحبت کی ہوگی **ف** اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

حضرت ماعزؓ کو ایسا ہی تعلیم کیا تھا کہ شاید تم نے ہاتھ لگایا ہوگا یا بوسہ لیا ہوگا روایت کیا اسکو بخاری نے **ص** تو اگر سزا سے
پیشتر یا عین سزا کے بیچ میں منکر ہو تو اسکو رہا کرے **ف** اسواسطے کہ عین رجم میں حضرت ماعزؓ نے ارادہ فرار کا کیا تھا اور
عبداللہ بن انیس نے انکو مار ڈالا ساتھ اونٹ کی ہڈی کے پھر مذکور ہوا یہ واسطے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تو فرمایا آپ نے
کیوں نہ چھوڑ دیا تم نے اسکو شاید کہ وہ توبہ کرتا تو قبول کر لیتا توبہ اسکی اللہ تعالی روایت کیا اسکو ابو داؤد نے **ص**
ورنہ حد لگایا جاوے پھر اگر وہ زانی محصن ہو یعنی آزاد مکلف عاقل بالغ مسلمان اور وطی کر چکا ہو نکاح صحیح سے اور مرد و عورت
دونوں صفت احصان پر ہوں وقت وطی کے تو اسکو ایک میدان میں سنگسار کرے **ف** اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے سنگسار کیا ماعزؓ کو اور وہ محصن تھے اور حدیث مشہور میں مروی ہے کہ فرمایا آپ نے نہیں حلال ہے خون مرد مسلمان کا مگر تین سبب سے
کفر ہو بعد ایمان کے زنا ہو بعد احصان کے قتل نفس ہو بغیر حق کے روایت کیا اسکو ترمذی نے حضرت عثمانؓ سے اور بخاری و مسلم نے
ابن مسعودؓ سے اور رجم پر اجماع ہے صحابہ و من بعدہم کا اور ثابت ہے فعل سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے **ص** یہاں تک کہ مر جاوے اور سنگسار
کرنا پہلے گواہ شروع کریں پھر حاکم پھر دوسرے لوگ **ف** اسواسطے کہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے عبد الرحمن بن ابی لیلی سے حضرت علیؓ
جب زنا ثابت ہوتا گواہوں سے تو حکم کرتے اول گواہوں کو کہ رجم کریں پھر آپ رجم کرتے تھے پھر اور لوگ اور جو اقرار سے ہوتا تو اول آپ شروع کرتے
پھر اور لوگ اور ایک روایت میں انکی یہ ہے کہ فرمایا آپ نے کہ اول شہود رمی کریں پھر امام پھر لوگ حسب نا شہادت ثابت ہے **ص** اور اگر گواہ سنگسار
کرنے سے انکار کریں یا غائب ہو جاویں یا مر جاویں تو حد ساقط ہوگی اور اگر زانی نے خود مقر ہو تو اسکو اول حاکم پتھر مارے پھر اور لوگ
ف اسواسطے کہ حضرت علیؓ نے ایسا ہی کیا اور ایسا ہی فرمایا روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے اول مارا اس عورت کو ایک کنکر مثل چنے کے روایت کیا اسکو ابو داؤد نے **ص** اور غسل دیا جاوے اور تکفین کیا جاوے
اور نماز پڑھی جاوے اسپر **ف** اسواسطے کہ فرمایا حضرت ماعزؓ کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کرو تم انکے
ساتھ جیسا کرتے ہو تم اپنے مُردوں کے ساتھ غسل سے اور کفن سے اور خوشبو لگانے سے اور نماز پڑھنے سے روایت کیا
اسکو ابن ابی شیبہ نے ابن ابی بریدہ سے اور بھی نماز پڑھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت پر بعد رجم کے اخراج کیا
اسکا صحاح ستہ والوں نے **ص** اور اگر وہ زانی محصن نہو تو اسکی حد یہ ہے کہ آزاد ہو تو سو کوڑے اور مملوک ہو تو پچاس
ف اور یہ کلام اللہ سے صاف ہویدا ہے **ص** اور کوڑا ایسا ہو کہ اسکی چوٹی میں گرہ نہو **ف** اسواسطے کہ ایسا ہی
کیا علیؓ نے روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے اور طحاوی نے **ص** اور چوٹ متوسط ماریں یعنی بہت زور سے نہ بہت آہستہ اور مرد کے
کپڑے اتاریں **ف** ہدایہ میں ہے اسواسطے کہ حضرت علیؓ نے حکم کیا ننگا کرنے کا اور یہ حدیث نہیں ملی بلکہ عبد الرزاق
نے اسکے خلاف انسے روایت کی **ص** سوا ازار کے اور سر اور چہرہ اور شرمگاہ کو بچا کر تمام بدن پر الگ الگ
لگاویں **ف** اسواسطے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا حد مارنے والے کو کہ بچاوے منہ کو اور ذکر کی
جگہ کو اور یہ حدیث مرفوعاً نہیں ملی ہاں روایت کی ابن ابی شیبہ اور عبد الرزاق اور سعید بن منصور نے حضرت علیؓ
سے کہ لایا گیا انکے پاس ایک شخص مست سو فرمایا آپ نے مارو اور دو ہر عضو کو حق اسکا اور بچو منہ سے اور ذکر کی جگہ سے
ص اور حد مارنے کے وقت مرد کو کھڑا کریں **ف** اسواسطے کہ عبد الرزاق نے روایت کی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے

فرمایا کہ حد مارا جاوے مرد کھڑا کر کے اور عورت بٹھا کے **ص** بغیر مدد کے **ف** اسواسطے کہ روایت کی عبد الرزاق نے ابن مسعودؓ سے کہ کہا انھون نے نہیں حلال ہے اس امت مین ننگا کرنا اور نہ مد **ص** یعنی زمین پر لٹا کر گھسیٹ کر نہ مارین یا یہ کہ کوڑا مارنے وقت ہاتھ کو سر پر نہ کھینچین تا کہ چوٹ سخت نہ لگے یا یہ کہ کوڑے کو مار کر نہ گھسیٹین کہ زخم کر دے اور مالک اپنے غلام کو بدون اذن بادشاہ کے حد نہ مارے **ف** اور امام شافعیؒ کے نزدیک مارے اور ہماری دلیل قول ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ چار چیزین حاکمون کی طرف ہین حدود اور صدقات اور جمعات اور غنیمت روایت کیا اسکو اصحاب سنن نے ابن مسعودؓ اور ابن عباسؓ اور ابن الزبیرؓ سے مرفوعاً **ص** اور عورت کے کپڑے نہ اتارے جاوین سوائے پوستین اور روئی دار کے اور حد ماری جاوے بٹھا کے اور جائز ہے کہ اسکے سنگسار کرنیکو ایک گڑھا کھود لین اسواسطے کہ گڑھا کھودوا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے اُس عورت کے چھاتی تک اور حضرت علیؓ نے ہدایہ **ص** نہ مرد کے لیے **ف** اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گڑھا نہیں کھودوا واسطے ماعزؓ کے ہدایہ **ص** اور محصن مین کوڑے مارنا اور سنگسار کرنا دونون نہ کیے جاوین یعنی دونون سزا نہ دینی چاہیے **ف** اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمع نہیں کیا ہدایہ **ص** اسی طرح غیر محصن مین جلاوطن اور کوڑے مارنے نہ چاہیین **ف** اور امام شافعیؒ کے نزدیک غیر محصن مین کوڑے بھی مارے اور جلاوطن کرے اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بکر جب زنا کرے ساتھ بکر کے تو سو کوڑے ہین اور جلاوطن ہے ایک سال کی روایت کیا اسکو مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی نے اور دلیل ہماری آیت ہے کلام اللہ کی اور یہ حدیث منسوخ ہے اور روایت کی عبد الرزاق نے سعید بن المسیبؓ سے کہ جلاوطن کیا حضرت عمرؓ نے امیہ بن خلف کو طرف خیبر کے اور وہ مل گیا ہرقل سے اور نصرانی ہو گیا تو فرمایا حضرت عمرؓ نے نہیں جلاوطن کرونگا مین اب کسی مسلمان کو **ص** ہان اگر حاکم سیاستہً کسی مصلحت کے واسطے چند روز کو جلاوطن کر دے تو درست ہے اور بیمار پر اگر سزا سنگساری کی ثابت ہو تو سنگسار کیا جاوے اور اگر کوڑے ہون تو نہ لگائے جاوین جبتک اچھا نہو **ف** اسلیے کہ سنگسار کرنے مین مقصود مار ڈالنا ہے اور بیمار اور تندرست برابر ہین اور کوڑے مارنے مین غرض جھڑکنا ہے نہ مار ڈالنا پس شاید بیمار حالت مرض مین کوڑون سے مر جاوے اسلیے انتظار صحت ضرور ہے ہدایہ **ص** اور حاملہ عورت زنا سے رجم کی جاویگی بعد وضع حمل کے اور کوڑے لگائی جاویگی بعد نفاس کے

ص باب صحبت موجب حد اور غیر موجب کے بیان مین

حدود شبہے سے ساقط ہو جاتے ہین **ف** اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دفع کرو تم حدود کو ساتھ شبہون کے روایت کیا اسکو امام ابوحنیفہؒ نے مسند مین اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے حضرت عمر بن الخطابؓ سے کہ فرمایا آپ نے البتہ اگر مین موقوف کرون حدود کو ساتھ شبہات کے تو بہتر ہے اس سے کہ قائم کرون مین اُنکو شبہون سے اور ایسا ہی نقل کیا معاذؓ اور عبداللہؓ بن مسعودؓ اور عقبہ بن عامرؓ سے اور اخراج کیا بیہقی نے قول سے حضرت علیؓ کے کہ دفع کرو حدود کو شبہون کے سبب سے **ص** اگر نفس صحبت مین شبہہ حلال ہونے کا ہو اور وہ مرد بھی اپنے گمان غالب مین اُسکو حلال سمجھے جیسے وطی کرے اپنے باپ کی یا مان کی یا جورو کی یا مولی کی لونڈی سے یا مرتہن اُس لونڈی سے جو اُسکے پاس رہن ہے صحیح مذہب مین یا مرد اُس عورت سے جو تین طلاقون کی عدت مین ہے یا اسکو طلاق بدلے مین مال کے دیا ہے یا ام ولد جو عدت مین عتق کے ہے کہ ان سب صورتون مین اگر اُس

صحبت کو اپنے گمان غالب مین حلال جانتا ہوگا تو حد لازم نہ آویگی ف اور اگر حرام جانتا ہوگا تو حد لازم آویگی ہدایہ
ص اور اگر جس عورت سے صحبت کی ہو اُسمین شبہہ حلال ہونیکا ہو اور نفس دلیل شرعی سے اُسکی حلت سمجھی جاتی ہو جیسے
وطی کرے اپنے بیٹے کی ف یا پوتے کی ص لونڈی سے یا اُس عورت سے کہ کنایے کے طلاق کی عدت مین ہو
یا بائع وطی کرے اپنی لونڈی سے بعد بیع کے قبل تسلیم کے یا اُس لونڈی سے جسکو مہر مین عورت کے دیا ہو لیکن ابھی تسلیم
کیا ہو یا اُس لونڈی سے جو مشترک ہو تو بھی حد لازم نہ آویگی ف اسلیے کہ اُسمین شبہہ حلال ہونیکا ہی گو وہ شخص گمان
غالب انکی حرمت کا رکھتا ہو اور کہے کہ مین انکی وطی حرام سمجھتا تھا اور دلیلین ان سب مسائل کی اصل مین اور ہدایے مین مذکور ہین
ص اور نسب کا اگر دعوی کریگا تو نسب صرف اسی صورت مین ثابت ہوگا نہ اول صورت مین اور اگر اپنے بھائی اور چچا کی لونڈی سے
زنا کرے تو حد ماری جاویگی ف گو اُس صحبت کو حلال خیال کرے ص اور یہی حال ہے اگر کوئی اجنبی عورت کو اپنے بستر پر
پاوے اور اُس سے صحبت کرے اگرچہ وہ صحبت کرنیوالا اندھا ہووے یا ذمی عورت زنا کرالے کسی حربی سے یا ذمی زنا کرے حربیہ سے
تو ذمی عورت اول صورت مین اور دوسری صورت مین ذمی مرد حد مارا جاویگا اور حربی اور حربیہ پر حد نہوگی اسواسطے کہ امیر دار الحرب
مین بھی حد نہین تو دار الاسلام مین بھی نہوگی اور امام ابو یوسف کے نزدیک سب پر حد پڑیگی اور امام محمد کے نزدیک جس صورت
مین کہ حربی زنا کرے ذمی عورت سے تو کسی پر حد نہین آویگی اور جو کوئی عورت بیگانی دولھا پاس بھیجدی جاوے اور عورتین
کہدین کہ یہ تمھاری دولھن ہی اور وہ اُس سے ہم بستر ہو تو حد واجب نہین ہوگی بلکہ اُسکا مہر یعنی اجر صحبت کا دینا پڑیگا ف
ہدایے مین ہی کہ اسی کا حکم کیا حضرت علی نے اور عدت کا ص اور ان صورتون مین بھی حد واجب نہین ہوتی اول تو کہ جو عورت
مرد پر حرام تھی اور اُس سے نکاح کر لیا اور وطی کی اُس سے تو نکاح کے شبہے سے حد جاتی رہی ف اور یہ مذہب امام ابو حنیفہ کا ہی
اور صاحبین اور شافعی کے نزدیک حد لازم آویگی اور دلائل امام صاحب کے مذکور ہین ہدایے اور فتح القدیر مین ص یا یہ کہ چار پایے
سے صحبت کرے ف اور یہ بھی گناہ کبیرہ ہی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
جو شخص کہ پڑ جاوے چار پایے پر تو قتل کرو اُسکو اور اُس چار پایے کو کہا مین نے یعنی عکرمہ نے ابن عباس سے کہ کیا سبب ہے قتل چار پایے
کا کہا انھون نے اسواسطے کہ مکروہ رکھا آپ نے کہ کھایا جاوے گوشت اُسکا یا نفع لیا جاوے اُس سے بعد اسکے کہ اُس سے ایسا
کام کیا جاوے روایت کیا اسکو اصحاب سنن اربعہ نے اور روایت کی ترمذی اور نسائی نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم نے جو شخص کہ پڑے کسی چار پایے پر تو نہین ہی کچھ اُسپر یعنی حد نہین ہی اور یہ مروی ہی موقوفا ابن عباس سے ذکر کیا اسکو ابو داود
نے ص یا جماع کرے دبر مین ف مرد یا عورت کی اور امام شافعی کے نزدیک اسکو حد زنا کی لگیگی اور امام صاحب
کی دلیل یہ ہی کہ اسکو زنا نہین کہتے ہان امام کو اختیار ہی کہ تعزیر لوطی کو جلاوے یا دیوار اُسپر گراوے یا اوندھا کر کے کسی
مکان بلند سے گرایا جاوے اور اوپر سے پتھر پھینکے جاوین اور یہ سب باتین صحابہ سے مروی ہین تو معلوم ہوا کہ اُنکے نزدیک بھی یہ زنا نہین
ورنہ یہ اختلاف کرتے اُسمین کذا فی الاصل اور جلانا حضرت علی سے مروی ہی روایت کیا اسکو بیہقی نے شعب الایمان مین اور مکان
بلند سے گرانا مروی ہی ابن عباس سے مصنف ابن ابی شیبہ مین اور بیہقی مین اور ابن الزبیر سے مروی ہی کہ اسکو ایک مکان سخت بدبودار مین بند کرین
کہ اُسکی بو سے مر جاوے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل کرو فاعل اور مفعول کو اور فرمایا آپ نے ایک حدیث

[illegible]

ص یا دارالحرب مین جا کر خواہ کھلون مین کہ ملعون ہے جو عمل کرے قوم لوط کا نعوذ باللہ منہ روایت کیا اسکو ترمذی نے
باغیون کے پاس پہونچ کر زنا کرے ف اور پھر وہ ہمارے پاس چلا آوے تو اسپر حد نہوگی اور امام شافعی کے نزدیک
حد ہوگی اور ہمارے صاحبون نے دلیل ہماری قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان کیا ہے کہ نہ قائم کی جاوین حدین دارالحرب مین
اور اس حدیث کا نشان معلوم نہین لیکن روایت کی امام محمد نے سیر کبیر مین کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص زنا کرے
کسی عورت سے یا چوری کرے دارالحرب مین اور پھر وہ بھاگ کر مسلمان ہو کر ہماری طرف چلا آوے تو اسپر حد نہین اور شافعی نے
روایت کی زید بن ثابت سے بواسطہ امام ابو یوسف کے کہ فرمایا زید بن ثابت نے نہ قائم کی جاوین حدین دارالحرب مین اور ایسا ہی
مروی ہے عمر بن الخطاب سے ص یا لڑکا یا دیوانہ عورت بالغہ مسلمان عاقلہ سے زنا کرے ف تو دونون پر حد نہین ص اور
امام زفر اور شافعی کے نزدیک عورت کو حد پڑیگی اور اگر اسکا الٹا ہو یعنی مرد کسی لڑکی یا دیوانی عورت سے زنا کرے تو حد واجب ہوگی
مرد پر یا زنا کا اقرار کرے اور جو ایک اقرار کرے زنا کا اور دوسرا اقرار کرے نکاح کا تو بھی حد نہوگی اور جو شخص کسی کی لونڈی سے زنا کرے اور وہ اس
فعل سے مر جاوے تو اسپر حد بھی واجب ہوگی اور اس لونڈی کی قیمت بھی مالک کے حوالے کرنی پڑیگی اور بادشاہ سے قصاص کا اور مالون کا مواخذہ
کیا جاوے حدون کا مواخذہ نہ کیا جاوے ف یعنی بندون کا مواخذہ اس سے کرین اور اللہ تعالی کے حقوق کا نہ کرین

ص باب زنا پر گواہی دینے اور گواہی سے پھر جانے کے بیان مین

گواہون نے ایک پرانی بات پر گواہی دی جو موجب حد تھی اور وہ امام سے بعید بھی نہ تھے اتنے کہ ادائے شہادت سے انکو
کوئی مانع ہوتا تو شہادت انکی مقبول نہوگی مگر بہتان زنا مین ف مقبول ہوگی اور بہتان کرنیوالے پر حد اسکی پڑیگی اور پرانے
ہونیکی حد چھ مہینے ہین اور اسی طرف اشارہ ہے جامع صغیر مین اور امام ابو حنیفہ نے اسکا کچھ اندازہ نہین کیا ہے اور رائے قاضی پر مفوض رکھا ہے
اور امام محمد نے اسکا اندازہ ایک مہینے سے کیا ہے اور یہی مروی ہے شیخین سے اور یہی صحیح ہے ہدایہ ص اور اگر گواہی چوری کی ہوگی
بعد مدت تقادم کے
تو اس شخص سے تاوان اسباب مسروقہ کا لیا جاویگا ف مگر ہاتھ نہ کاٹا جاویگا اور امام شافعی کے نزدیک شہادت مقبول ہوگی
جو اسباب مسروقہ موجود نہو ۱۲ اور ہاتھ کاٹا جاویگا ۱۲
ص اور اگر مرد اقرار کرے اس امر موجب حد کا جو پرانا ہو تو حد مارا جاویگا مگر حد شرب مین اور پرانا ہونا حد کا حد شرب مین یہ ہے کہ
بو اسکی جاتی رہے اور سوا اس مین اسکے ایک مہینا ہے اور اگر گواہ گواہی کردین کہ اس مرد نے ایک غائب عورت سے زنا کیا ہے یعنی عورت
موجود نہو تو اس مرد پر حد ماری جاویگی بخلاف چوری کے کہ اگر غیر موجود شخص کے مال چرانے کی گواہی دینگے تو ہاتھ کاٹنا
لازم نہوگا اور جو چار گواہون نے گواہی دی زنا کی لیکن کوٹھری کے کونون مین اختلاف کیا تو مرد اور عورت دونون پر حد
لگائی جاویگی اسواسطے کہ ہو سکتا ہے کہ پہلے شروع مین ایک گوشے مین ہون پھر دوسرے مین چلے گئے ہون اور اگر اقرار کیا زنا کا اور عورت مزنیہ
کو نہ پہچانا تو حد اسپر واجب ہوگی اسلیئے کہ جو اسکی زوجہ یا ام ولد ہوتی تو اسپر پوشیدہ نہوتی اور اگر گواہ کہین کہ اسنے ایک عورت نامعلوم سے زنا کیا تو
حد نہ لگایا جاوے گا وہ اور نہ گواہ جیسے اس صورت مین کہ وہ گواہ عورت کی خواہش اور مجبوری مین اختلاف کرین ف مثلا دو کہین کہ وہ راضی
تھی اور دو کہین کہ اس سے جبرا زنا کیا تو مرد اور عورت اور گواہ کسی پر حد واجب نہوگی اور صاحبین کے نزدیک اس صورت مین مرد پر حد پڑیگی کذا
فی الاصل ص یا جس شہر مین زنا ہوا اسکے نام مین اختلاف کرین اور امام زفر کے نزدیک تو ہر حد پڑیگی اگر چار آدمیون نے گواہی
دی اسکے زنا پر ایک وقت معین اور ایک شہر معین پر اور دوسرے چار نے اسی وقت مین لیکن اور شہر مین تو مرد عورت

اور گواہ کسی پر حد نہوگی اور اگر گواہون نے ایک عورت کے زنا پر شہادت دی حالانکہ ایک عورتین نے دیکھ کے کہا کہ یہ باکرہ ہے یعنی مرد سے صحبت نہین ہوئی یا گواہ بدکار ہین یا گواہی دیوین کہ چار گواہون معتبر نے اس شخص پر زنا کی گواہی دی ہے گر وہ اصل گواہ بھی بعد ان کے اس زنا پر گواہی دین تو ان سب صورتون مین کسی پر حد نہ جاری ہوگی جسپر گواہی دی اور نہ گواہون پر اور اگر گواہ اندھے ہون یا کسی کے زنا کے بہتان مین حد انکو لگ چکی ہو یا چار کی جگہ تین ہون یا کوئی انمین سے محدود یا غلام ہو تو ان صورتون مین گواہون پر حد لگیگی نہ اس شخص پر جسپر کہ انھون نے گواہی دی ہو اور اگر کسی شخص کو گواہون کی گواہی سے حد ماری گئی پھر معلوم ہوا کہ ایک گواہ غلام تھا یا بہتان کی علت مین سزا پا چکا ہی تو چاہیے ان پر حد زنا کے بہتان کی جاری ہونی چاہیے اور جنکی شہادت کے سبب سے حد لگی اور زخم یا چوٹ پہونچی اسکا تاوان کسی پر لازم نہ آویگا اور صاحبین کے نزدیک بیت المال مین سے دلایا جاویگا اور اگر انکی گواہی سے وہ سنگسار ہو گیا ہوگا تو اسکا خون بہا وارثون کو بیت المال سے دلایا جاویگا اور اگر بعد اسکے رجم کے ایک گواہ پھر گیا تو اسکو حد بہتان زنا کی لگائی جاویگی **ف** اور امام زفر کے نزدیک لگائی جاویگی اور دلیل دونون کی اصل مین مذکور ہے **ص** اور چوتھائی خون بہا کا تاوان لیا جاویگا اور امام شافعی کے نزدیک قصاصاً قتل ہوگا اور جو اسکے سنگسار کرنے سے پیشتر اگر کوئی گواہ پھر گیا تو چارون کو حد لگیگی حد قذف کی اور جسپر گواہی دی تھی اسپر حد نہ لگیگی پس اگر رجوع بعد حکم قاضی کے ہو تو امام محمد کے نزدیک فقط پھرنے والے کو حد لگیگی اور اگر رجوع قبل حکم کے ہو تو بھی امام زفر کے نزدیک حد فقط پھر نیوالے پر پڑیگی اور اگر پانچ گواہون مین سے ایک بعد رجم کے پھر جاویگا تو اسپر بہتان زنا کی سزا لازم نہوگی لیکن اگر دوسرا گواہ اور پھر گیا تو اسوقت دونون کو حد ماری جاویگی اور دونون کو ملکر چوتھائی خون بہا دینا ہوگا اگر ایک شخص پر رجم کا حکم ہوا دوسرے نے رجم کی جگہ اسکو تلوار سے مثلاً مار ڈالا یا گواہون کا تزکیہ مزکی نے کیا اور پھر وہ بعد رجم کے معلوم ہوے کہ غلام تھے یا کافر تھے تو اول صورت مین وہ قاتل اور دوسری صورت مین مزکی خون بہا کا ضامن ہوگا امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک انپر ضمان نہین بلکہ بیت المال پر ہوگا **ف** مزکی اس شخص کو کہتے ہین جو گواہون کا حال ٹھیک ٹھیک بتاتا ہی کہ یہ عادل ہین شہادت کے قابل ہین یا نہین **ص** اور اگر وہ شخص جسپر رجم کا حکم ہوا سنگسار کیا جاوے اور پھر وہ گواہ غلام نکلین اور مزکی نے انکا تزکیہ نہین کیا تھا تو خون بہا اسکا بیت المال مین ہوگا اور صاحبین کے نزدیک سب صورتون مین خون بہا بیت المال ہی مین ہوگا اور اگر زنا کی گواہی مین گواہ یہ لفظ کہین کہ ہمنے قصداً زانی اور زانیہ کی طرف دیکھا تو انکی شہادت قبول کی جاوے یعنی قصداً دیکھنے کے جرم مین شہادت رد نہ کرنی چاہیے اور جس شخص پر گواہی زنا کی گذری ہو اور وہ اپنے محصن ہونے سے انکار کرے اور اسکی جورو کا لڑکا اس سے ہووے یا ایک مرد اور دو عورتین اسکے محصن ہونے پر گواہی دین تو وہ رجم کیا جاویگا اور امام زفر اور امام شافعی کے نزدیک رجم نہوگا ایک مرد اور دو عورتون کی شہادت سے

ص باب شراب پینے کی حد کے بیان مین

حد شرب کی مانند حد قذف کے ہے یعنی آزاد کو اسی کوڑے اور غلام کو چالیس اگرچہ اسنے ایک قطرہ شراب کا پیا ہو **ف** اور اصل مین باب مین قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی جو شخص کہ پیے شراب کو تو کوڑے مارو اسکو پھر اگر پیے تو مارو اسکو پھر اگر پیے تو مارو اسکو پھر اگر پیے تو قتل کرو اسکو نکالا اسکو اصحاب سنن اربعہ نے سوا النسائی کے معاویہ سے اور مروی ہے حدیث ابی ہریرہ سے اور ترمذی نے صحیح کیا حدیث معاویہ کو حدیث ابی ہریرہ سے اور تصحیح کی اسکی ذہبی نے اور روایت کیا اسکو حاکم نے مستدرک مین اور ابن حبان نے صحیح مین اور نسائی نے

سنن کبریٰ مین پھر قتل منسوخ ہو گیا اسواسطے کہ روایت کیا نسائی نے سنن کبریٰ مین جابرؓ سے حدیث کہ اور اسمین یہ ہے کہ لایا گیا ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کہ پی تھی اُسنے شراب چوتھی مرتبہ مین تو آپ نے اُسکو کوڑے لگائے اور قتل نہ کیا اور ایک لفظ مین یا زیادہ کیا کہ پھر مسلمانون کو معلوم ہوا کہ کوڑے مارنا ٹھہر گیا اور قتل اُٹھ گیا یعنی منسوخ ہو گیا اور روایت کیا اُسکو بزار نے مسند مین اور ابوداؤد نے سنن مین اور امام شافعیؒ کے نزدیک چالیس کوڑے مارے اور ہماری دلیل اجماع صحابہ کا ہے اسّی کوڑے پر مروی ہے انسؓ بن مالک سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا ایک شخص کہ اُسنے پی تھی شراب سو مارا اُسکو دو چھڑیون سے کھجور کی قریب چالیس بار کے اور اسیطرح کیا حضرت ابوبکرؓ نے پھر جب ہوے حضرت عمرؓ مشورت کی لوگون سے سو کہا عبدالرحمن بن عوفؓ نے کہ ہلکا حدون کا اسّی ہے سو حکم کیا اسکا عمرؓ نے روایت کیا اُسکو بخاری و مسلم نے اور ذکر کیا اُسکو حاکم نے مستدرک مین ابن عباسؓ سے **ص** اور جسنے شراب پی اور اُسی طرح گرفتار ہوا کہ نشہ اب کی بو موجود ہو اگرچہ راہ کے دور ہونے سے جاتی رہی ہو یا مست ہوا اور عقل اُسکی زائل ہوا اگرچہ نبیذ تمر کے پینے سے ہوا ہو اور یا وہ آپ اُسکا اقرار کرے ایک بار یا دو مرد اُسپر شراب پینے کی گواہی دیں اور معلوم ہو کہ اُسنے اپنی خواہش سے پی ہے تو اُسکو حد لگادین حالت ہوش مین **ف** اور بیہوشی مین نہ مارین اور نبیذ سے اگر مست ہو تو حد اسواسطے ماری جاتی ہے کہ حضرت عمرؓ نے حد ماری ایک اعرابی کو کہ مست ہو گیا تھا نبیذ سے اور فرمایا انما جلدناک لسکرک یعنی ہمنے کوڑے مارے تجکو بسبب نشے تیرے کے روایت کیا اُسکو ابن ابی شیبہ نے مصنف مین اور دارقطنی نے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کوڑے مارے ایک شخص کو کہ مست ہو گیا تھا نبیذ سے اور بہت سے آثار اسمین وارد ہوے ہین ذکر کیا اُنکو ابن الہمام نے فتح القدیر مین **ص** اور اگر وہ خود بعد بو جاتی رہنے کے اقرار کرے یا دو گواہ بعد بو جانے کے گواہی دین **ف** نہ دوری فاصلے کی جہت سے یعنی اگر فاصلے کی دوری کی جہت سے بو جاتی رہی تو اُس سے حد بچ جاویگی **ص** تو حد واجب نہو گی **ف** اور امام محمدؒ کے نزدیک جب اقرار کرے بعد بو جانے کے بھی تو حد ماری جاویگی اور دلیل شیخین کی یہ ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ نے حکم کیا اُس شخص کے لیے جو لایا گیا تھا مست کہ بو سونگھو اُسکے منہ کی تو معلوم ہوا کہ بغیر بو کے حد نہو گی روایت کیا اس اثر کو عبدالرزاق اور اسحق بن راہویہ نے **ص** اور اسیطرح اگر اُس سے صرف شراب کی بو پائی جاوے یا قے شراب کی کرے یا جو اقرار کیا تھا اُس سے پھر جاوے یا اقرار ایسی مستی کی حالت مین کرے کہ اُسکی عقل جاتی رہی ہو تو اِن سب صورتون مین (بلا اقرار و شہادت ۱۲) حد نہ لگائی جاویگی اور جاننا چاہیے کہ امام صاحب کے نزدیک واجب ہونے مین حد نشا کے یہ علامت ہے کہ کچھ نہ پہچانے یہان تک کہ زمین کو آسمان سے اور حرمت مین شرابون کی یہ ہے کہ بیہودہ بکے اور صاحبین کا مطلقاً یعنی حد مین بھی یہی مذہب ہے اور اسی طرف مائل ہوے ہین اکثر مشائخ اور امام شافعیؒ کے نزدیک یہ ہے کہ اثر اُسکا ظاہر ہو اُسکی چال اور حرکات مین **ف** اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ شراب انگوری کے تو ایک قطرہ پینے سے بھی حد ہوگی اور سوا مین اُسکے اُنسے مست ہو جاوے **ص** اور اگر مست مرتد ہو جاوے تو اُسپر اُسکی جورو حرام نہوگی اور طلاق و عتاق اور اقرار وغیرہ اُسکا واسطے زجر کے جاری ہوگا اور یہ کوڑے حد زنا کی طرح مجرم کے بدن پر سوا سر اور منہ اور شرمگاہ بچاکر کپڑے اتار کر جدا جدا لگاوین

ص باب تہمت زنا کی حد کے بیان مین

محصن مرد یا محصنہ عورت کو یعنی جو آزاد مسلمان مکلف پاک ہو زنا سے کوئی شخص زنا کی تہمت لگا دے صریح **ف** مثلاً

مرد کو کہے زَنَیْتَ یا زَانِیُ اور عورت کو یَا زَانِیَۃُ **ص** یا کہے عورت سے زَنَأْتِ فِی الْجَبَلِ تو نے پہاڑ میں زنا کیا اور مراد لے پہاڑ پر چڑھنے کی تو حد مارا جاویگا **ف** یعنی زنا ہمزہ کے ساتھ چڑھنے کے معنوں میں بھی آتا ہے مگر جب یہ کلمہ کہ اسکے بعد علی ہو لتا جب اُسنے فی کہا تو معلوم ہوا کہ چڑھنے کے معنی نہیں لیے بلکہ زنا کے معنی لیے اسلیے حد واجب ہوئی **ص** اور امام محمدؒ کے نزدیک واجب نہوگی **ف** اسواسطے کہ شبہہ ہوگیا اور شبہہ سے حد دفع ہوتی ہے اور ہم کہتے ہیں کہ حالت غضب زنا کی مرجح ہے کذا فی الاصل **ص** یا کہیں تو اپنے باپ سے یا اُسکے باپ کا نام لیکر کہا کہ تو فلانے کا بیٹا نہیں حالت غضب میں یہ تینوں لفظ کہے **ف** اور اگر غصے میں نہ کہا ہو تو حد نہ لگائی جاویگی سواسطے کہ وقت غصہ نہونیکے اسکے معنی یہ ہیں کہ تو افعال میں اپنے باپ کے مانند نہیں ہے **ص** یا پکارا کہ اے چھنال کے جنے اور اُسکی ماں مرگئی ہو اور عفیفہ ہو تو اُس تہمت لگانے والے کو حد لگائی جاویگی اگر وہ تہمت لگایا گیا یا اُسکا باپ یا جسکو اُس تہمت کے سبب سے عار ہو مطالبہ کرے **ف** اور اسکی بھی حد مثل حد شرب کے ہے تعداد میں یعنی اسی کوڑے آزاد کے لیے اور چالیس غلام کے لیے اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنَاتِ الآیۃ یہانتک کہ فرمایا فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمَانِیْنَ جَلْدَۃً یعنی لگاؤ انکو اسی کوڑے اور مطالبہ تہم کا شرط ہے اسواسطے کہ یہ حق اُسیکا ہے کیونکہ اس حد سے اُسکی جانب سے دفع عار ہوتا ہے اور ثبوت میں بھی یہ حد مثل حد شرب کے ہے یعنی دو مردوں کی گواہی اور ایکبار کی اقرار سے ثابت ہوتی ہے **ص** اور اگر اُسکو کہے کہ تو اپنے دادا یا ماموں کا یا چچا کا یا سوتیلے باپ کا بیٹا نہیں ہے یا کہے کہ تو ایک کا ان میں سے بیٹا ہے تو دونوں صورتوں میں حد نہ مارا جاویگا **ف** اسواسطے کہ اول صورت میں وہ کہنے والا سچا ہے کیونکہ وہ بیٹا دادا کا نہیں ہے بلکہ باپ کا اور اسی طرح ماموں اور چچا وغیرہ کا اور دوسری صورت میں اسواسطے کہ ان سب کو بھی باپ کہتے ہیں لیکن ماموں سو اسواسطے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلْخَالُ اَبٌ یعنی ماموں باپ ہے روایت کیا اسکو صاحب ہدایہ نے اور فتح القدیر اور تخریج زیلعی میں ہے کہ یہ حدیث غریب ہے لیکن روایت کی ابو شجاع دیلمی نے فردوس میں عبداللہ بن عمرؓ سے کہ فرمایا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماموں والد ہے جسکا کوئی والد نہیں ہے اور لیکن چچا سو اسواسطے کہ کلام اللہ میں ہے نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ حالانکہ اسمعیل چچا تھے حضرت یعقوب علی نبینا وعلیہ السلام کے اور ماں کا خاوند بھی عرف میں باپ کہا جاتا ہے اور کلام اللہ میں ہے کہ حضرت نوحؑ نے فرمایا اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَهْلِیْ اور وہ اُنکی بیوی کے بیٹے تھے **ص** اور اگر عرب کو کہا کہ اے آسمان کے پانی کے بیٹے یا اے نبطی تو بھی حد نہ لگیگی **ف** کیونکہ ان دونوں میں نفی نسب نہیں ہے بلکہ اُنکی سخاوت اور صفائی کے سبب سے اُن لقبوں سے نامزد کرتے ہیں اور اسیطرح نبطی وہ لوگ ہیں جو بری عادتیں رکھتے ہیں اور اُنکی گفتگو میں فصاحت نہیں ہدایہ **ص** اور جو کسی نے میت کو تہمت زنا کی لگائی تو اُسکے باپ اور بیٹے کو اور پوتے کو اور نواسے کو اگرچہ میراث سے محروم ہو اختیار ہے کہ مطالبہ حد کا کریں اور امام شافعیؒ کے نزدیک ہر وارث کو جائز ہے کہ مطالبہ حد کا کرے اور امام محمدؒ کے نزدیک نواسے کو اور امام زفرؒ کے نزدیک جو میراث سے محروم ہو اُسکو طلب حد کا اختیار نہیں اور اگر باپ یا آقا اپنے لڑکے یا غلام کی ماں کو تہمت زنا کی لگا دیں تو لڑکا اور غلام خواستگار اُنکی سزا کے نہونگے اور بعد قذف کی اُس شخص کے مرنے سے باطل ہو جاتی ہے جسکو گالی دی ہو تو اگر کچھ کوڑے مارے تھے کہ وہ شخص مرگیا تو اب تہمت لگانے والے کو چھوڑ دینگے اسواسطے کہ حد کی میراث نہیں ہوتی اور امام شافعیؒ کے نزدیک حد کی بھی میراث ہوتی ہے اور اگر مقذوف قاذف کو معاف

[illegible]

کر دے یا حد کے بدلے مین اُس سے کچھ مال لیوے تو یہ جائز نہین اور امام شافعیؒ کے نزدیک جائز ہے اگر کسی کو کہے کہ ای زانی اور اُسنے اُسکے جواب مین کہا کہ تو زانی ہے تو دونون کو حد ماری جاویگی اور اگر اپنی منکوحہ سے کہے کہ ای زانیہ اور وہ جواب مین کہے کہ زانی تو ہے تو عورت پر حد لگائی جاویگی اور لعان واجب نہین ہے اور اگر عورت یون جواب دیوے کہ مین نے زنا تجھسے کیا ہے تو حد اور لعان دونون باطل ہو جاوینگے **ف** اور وجہ اسکی اصل مین مذکور ہے **ص** اور اگر پہلے اپنے بیٹے کا اقرار کیا پھر کہا کہ میرا نہین تو لعان کرے اور اگر اول کہے کہ میرا نہین پھر اقرار کرے تو اس صورت مین اُسپر حد لگائی جاوے اور دونون صورتون مین بیٹے اُسیکے ہونگے اور جو عورت سے کہا کہ یہ لڑکا نہ میرا ہے نہ تیرا تو حد اور لعان کچھ نہین واجب ہوگا اور اگر زنا کی گالی ایسی عورت کو دی جسکے بچے کا باپ معلوم نہو یا جو اپنے بچے کے باب مین لعان کر چکی ہو **ف** بچے کی قید اسواسطے لگائی کہ بغیر بچے کے اگر لعان ہوا ہوگا تو اُسکی قذف سے حد واجب ہوگی **ص** یا ایسے مرد کو زنا کی گالی دی جسنے عورت اجنبیہ یا لونڈی غیر مملوک سے صحبت کی ہو **ف** مثلاً اپنی ماں یا بہن یا بھائی کی لونڈی سے صحبت کی ہو **ص** یا مشترکہ لونڈی سے یا اُس مملوکہ سے جو ہمیشہ کے لیے حرام ہو مثلاً وہ لونڈی جو اُسکی بہن رضاعی ہو یا گالی دی اُس مسلمان کو جسنے حالت کفر مین زنا کیا ہو یا گالی دی مکاتب کو جو اتنا مال چھوڑ کر مرا کہ اُسکی کتابت کا عوض ہو سکتا تھا تو ان سب صورتون مین گالی دینے والے پر حد نہ ماری جاویگی اور اگر ایسے شخص کو گالی زنا کی دی جسنے وطی کی حرام لغیرہٖ جیسے صحبت کی زوجہ حائضہ سے یا آتش پرست لونڈی یا مکاتب لونڈی سے یا اُسنے نکاح کیا تھا حالت کفر مین اپنی ماں سے تو اُسپر حد ماری جاویگی اور مستامن اگر مسلمان کو گالی زنا کی دے تو اُسپر حد لگائی جاویگی **ف** مستامن اُسکو کہتے ہین جو کافر دار الحرب سے دار الاسلام مین امان لیکر آیا ہو **ص** اور کئی جنایتون کے واسطے اگر جنس اُنکی ایک ہو تو ایک حد کافی ہو **ف** مثلاً چند مرتبے گالی دی زنا کی یا چند مرتبے زنا کیا یا شراب پی تو ہر ہر کے واسطے ایک ہی حد کافی ہے اگرچہ ہر بار دوسرے شخص کو گالی دی ہو یا دوسری عورت سے زنا کیا ہو **ص** اور اگر جنس اُسکی مختلف ہو تو ایک حد کفایت نہ کریگی **ف** مثلاً زنا اور شراب اور قذف سب سے ایک حد کافی نہوگی اور امام شافعیؒ کا اسمین خلاف ہے اور دلیل اُنکی اصل مین مذکور ہے

ص فصل تعزیر یعنی تادیب اور توبیخ کے بیان مین

تعزیر وہ سزا ہے جو حد سے کم ہو اور اکثر اُسکے اونتالیس کوڑے ہین **ف** اور دلیل اسکی یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کہ پہونچ جاوے کسی حد کو غیر حد مین تو وہ ظالمون مین سے ہے روایت کیا اسکو بیہقیؒ نے اور کہا کہ محفوظ یہ ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے اور نکالا اسکو متصل بھی نعمان بن بشیرؓ سے اور روایت کیا اسکو ابن ماجہؒ نے فوائد مین متصلاً اور امام محمدؒ نے مرسلاً اور اقل حد کا چالیس کوڑے ہین غلام مین تو تعزیر مین اُس سے ایک کوڑا کم رکھا گیا **ص** اور کمتر اُسکے تین کوڑے ہین اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ایک روایت مین اکثر اُسکے اوناسی کوڑے اور ایک روایت مین پچھتر کوڑے ہین **ف** اور ہدایہ مین ہے کہ ہمارے مشائخ نے اقل کو اُسکے رائے امام پر سونپا ہے اور اسی واسطے بہت سے فقہا نے اُسکی حد نہین ذکر کی ہے **ص** اور امام کو جائز ہے کہ ضرب اور حبس دونون کرے اور مار تعزیر کی سخت تر ہے پھر زنا کی حد مین پھر شراب پینے کی حد مین پھر گالی کی حد مین **ف** یعنی تعزیر مین سخت ہاتھ لگاوین اور باقی مین بہ ترتیب اور بہ تدریج نرم نرم ہاتھ پڑے **ص** اگر کوئی شخص غلام یا کافر کو زنا کی گالی دے یا مسلمان کو ان الفاظ سے کوئی کہے ای فاسق ای کافر یا خبیث ای چور ای بدکار ای مخنث ای

خیانت کرنے والے آمی لونڈے باز آمی بیدین آمو دیوث یعنی بے غیرت کہ اپنے اہل خانہ پر زناکار وادار ہو آمی قرطبان یا قلتبان یعنی کٹھنے آمی شراب خوار آمی سود خوار آمو قحبہ کے جنے آمی بدکار کے جنے آمی چورون اور زناکارون کے تھانگی آمو حرام زادے تو ان سب صورتون مین تعزیر کیا جاویگا اور اگر مسلمان کو کہے آو گدھے آمی سور آمی کتے او ریچھ آو بندر آمی حجام آمو ولد الحجام او ریاپ اُسکا حجام تھا آمو زنا کی مزدوری لینے والے آمی نالایق آمو گھٹیے باز آمی مسخرے تو ان صورتون مین تعزیر لازم نہوگی اور جس شخص پر حد یا تعزیر ہوا اور وہ مرجاوے تو اُسکا خون ضائع ہے **ف** یعنی خون بہا اُسکا کہین سے نہ دیا جاویگا **ص** برخلاف شوہر کے جو اپنی زوجہ کو تعزیر دے اور وہ مرجاوے تو شوہر پر خون بہا لازم ہوگا **ف** مثلاً شوہر کا کہنا نہ ماننے پر یا نماز کے ترک کرنے پر یا ناپاکی سے غسل نکرنے پر یا گھر سے نکل جانے پر یا اور کسی امر پر یہ تعزیر دے اور اصل مین اس مقام پر تفصیل کی ہے اور ہمنے اُسکو ترک کیا

ص کتاب السرقہ

یعنی چوری کا بیان چوری اُسکو کہتے ہین کہ عاقل بالغ شخص کسیکا مال مملوک جو دس درم سکہ دار یا زیادہ قیمت کا ہو اور محفوظ جگہ مین رکھا ہو پوشیدہ لیوے **ف** تو ہمارے نزدیک دس درم سے کم مین ہاتھ نہ کاٹا جاویگا اور امام شافعیؒ کے نزدیک ربع دینار مین اور امام مالکؒ کے نزدیک تین درم مین کاٹا جاویگا اور اس سے کم مین نہین دلیل ہماری یہ ہے کہ روایت کی حاکم نے مستدرک مین مجاہد سے انھون نے ایمن سے کہ کہا انھون نے نہین کاٹا گیا ہاتھ زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین مگر ایک ڈھال مین کہ قیمت اُسکی ایک دینار تھی اور سکوت کیا اُسپر اور یہ معارض ہے اُسکے جو روایت کی بخاریؒ و مسلمؒ نے کہ قیمت اُسکی ربع دینار تھی اور روایت کی نسائی نے اپنی سند سے ابن اسحٰق سے انھون نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے کہ کہا انھون نے تھی قیمت سپر کی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین دس درہم اور روایت کیا اُسکو دارقطنی اور امام احمدؒ نے اور اسحٰق بن راہویہ نے اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے مصنف مین سعید بن المسیب سے انھون نے ایک شخص سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین قطع ہے مگر ایک دینار یا دس درم مین اور یہ حدیث اس لفظ سے موقوف ہے اوپر ابن مسعودؓ کے روایت کیا اُسکو قاسم بن عبد الرحمن نے ابن مسعودؓ سے کہا ترمذی نے کہ قاسم نے نہین سُنا اُنسے تو یہ حدیث منقطع ہے لیکن روایت کی امام نے اپنی سند مین قاسم بن عبد الرحمن سے انھون نے اپنے باپ سے انھون نے عبد اللہ بن مسعودؓ سے کہ کہا انھون نے کہ کاٹا جاتا تھا ہاتھ عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین دس درم پر اور یہ موصول ہے اور اوپر گذرا اثر حضرت علیؓ کا کہ انھون نے کہا نہین قطع کیا جاویگا ہاتھ کم مین دس درم سے رواہ الدارقطنی **ص** تو اگر مکلف یعنی عاقل بالغ نے اگرچہ غلام ہو چرایا دس درم یا زیادہ کے مال کو اور وہ مال محفوظ ہو بلا شبہہ **ف** اور اگر شبہہ ہو تو قطع نہ کیا جاویگا جیسے چرا دے مال اپنے ذی رحم محرم کے پاس سے کذا فی الاصل **ص** مکان مین یا بند گھر کے یا صندوق کے یا راہ مین کسی محافظ کے جو بیٹھا ہو یا مسجد مین اور مال اُسکا اُسکے پاس ہو امام اعظمؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک اور اُسکے لینے وہ ایکبار اقرار کرے اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک دو بار اقرار کرے یا دو مرد اُسکی چوری پر گواہی دین اور امام اُنسے پوچھے کیونکہ سرقہ کیسا ہوا اور کیا ہے اور کب ہوا اور کس جگہ ہوا اور کتنے مال کا ہوا اور کسکے مال کا ہوا اور وہ گواہ بیان کرین ان سب باتون کو تو ہاتھ اُسکا کاٹا جاوے اور اگر بہت لوگون نے مال چرایا اگرچہ اُس مال کو بعض اُنہین سے اُٹھا لائے ہون لیکن اُنہین سے ہر ایک کو دس درم سے کم نہ پہونچا ہو

تو سب کا ہاتھ کاٹا جاویگا ف اسواسطے کہ ہر ایک نے مقدار نصاب سرقہ لے لیا تو سب سارق ٹھہرے ص اور کاٹا
جاویگا ہاتھ اگر چرایا گوان کی لکڑی یا نیزے کی چھڑ یا آبنوس یا صندل یا سبز نگینہ ف یا اور کسی نگ کا ہو ص یا یاقوت یا زبرجد یا موتی
یا جنس یا پیرا ساکہ لکڑی کے ہوں چرا لیوے اور نہ کاٹا جاویگا ہاتھ شی حقیر کے چرانے میں جو ہمارے شہر میں مباح ہیں مثلاً لکڑی اور گھانس اور
نرسل اور مچھلی اور پرندہ اور شکار اور ہرتال اور گیرو اور چونا ف اسواسطے کہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے مصنف میں حضرت عائشہ رضی سے
کہ کہا انہوں نے نہیں کاٹا جاتا تھا ہاتھ چور کا زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں شی حقیر میں اور پرندے میں اسواسطے نہ کاٹا جاویگا کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں قطع ہے پرند میں ذکر کیا اسکو صاحب ہدایہ نے اور یہ حدیث مرفوعاً نہیں ملی بلکہ روایت کیا عبد الرزاق نے
[illegible] عثمانؓ کا قول کہ نہیں قطع ہے پرند میں اور مچھلی میں سب قسم کی مچھلی داخل ہے اور اسیطرح پرند میں مرغی اور بط اور کبوتر وغیرہ ص
اور نہ اس شے میں جو جلدی بگڑ جاتی ہے مثلاً دودھ اور گوشت اور تر میووں میں ف اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
نہیں ہاتھ کاٹنا ہے میوے میں اور نہ کھجور میں تحریمہ کے روایت کیا اسکو امام احمد اور اصحاب سنن نے اور صحیح کیا اسکو ترمذی اور ابن حبان نے
اور فرمایا کہ نہیں ہاتھ کاٹنا ہے طعام میں روایت کیا اسکو ابو داؤد نے مراسیل میں حسن بصری سے مرسلاً ص اور کھجور میں جو درخت پر ہو اور
خرمن میں ف اور امام ابو یوسف کے نزدیک ہر شے میں ہاتھ کاٹا جاویگا سوا مٹی اور خاک اور گوبر کے اور امام شافعی کے نزدیک شی مباح
مثل لکڑی اور تر میووں میں اور جو چیزیں سریع الفساد ہوں ان سب میں بھی قطع ید ہے اور وہ جو حدیثیں ہیں روایت کیں اپنی حجت میں ص
اور اس کھیتی میں جو کٹی نہو ف اسواسطے کہ وہ محفوظ نہیں ہے ص اور نہ نشا لانے والی چیزوں میں اور آلات لہو میں ف
مثل ڈھول اور سارنگی اور ستار اور طنبورہ وغیرہ کے ص اور نہ چلیپا میں سونے کی ہو یا چاندی کی ف چلیپا وہ ہے
کہ جسکو نصاری اپنی زنار میں باندھتے ہیں اور شکل اسکی یہ ہے ✝ ص اور نہ شطرنج اور نرد میں اور مسجد کے دروازے میں
اور قرآن شریف میں اور آزاد لڑکے میں اگرچہ دونوں ف یعنی قرآن شریف اور لڑکا ص زیوردار ہوں ف اور امام شافعی کے
نزدیک مسجد کے دروازے میں اور قرآن شریف میں بھی ہاتھ کاٹا جاویگا اور امام ابی یوسف کے نزدیک لڑکے آزاد میں بھی
جبکہ زیور اسکا بقدر نصاب کے ہو ص اور غلام اور دفتروں میں مگر جبکہ نابالغ ہو یا دفتر حساب کے ہوں ف کہ ان
صورت میں ہاتھ کاٹا جاویگا ص اور کتے اور چیتے میں اور امانت میں خیانت کرنے سے اور اُچک لے جانے
اور لوٹ لے جانے سے ف اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہے خیانت کرنے والے پر اور نہ لوٹنے والے
اور نہ اُچکے پر ہاتھ کاٹنا روایت کیا اسکو احمد اور چاروں عالموں نے اور صحیح کیا اسکو ترمذی اور ابن حبان نے ص اور کفن چرانے
ف اور امام ابو یوسف اور شافعی کے نزدیک کفن چور پر قطع ہے کیونکہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ کفن چرا دے
تو کاٹینگے ہم اسکو روایت کیا اسکو بیہقی نے اور کہا ابن المنذر نے کہ مروی ہے ابن زبیر سے کہ وہ قطع کرتے تھے کفن چور کو اور جواب
یہ ہے کہ بیہقی نے اس حدیث کو ضعیف کیا اور اسکی اسناد میں کثیر بن حازم مجہول ہے اور کہا ابن الہمام نے کہ وہ حدیث منکر ہے
اور اثر ابن زبیر کا روایت کیا اسکو بخاری نے تاریخ میں اور ضعیف کیا اسکو بسبب سہیل بن ذکوان مکی کے کہا عطا نے
کہ ہم اتہام کرتے تھے اسکو ساتھ کذب کے اور دلیل ہماری قول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لا قطع علی المختفی
یعنی نہیں قطع ہے مختفی یعنی کفن چور پر روایت کیا اسکو صاحب ہدایہ نے اور یہ حدیث مرفوعاً نہیں پائی گئی لیکن روایت کی

وبن ابی شیبہ نے ابن عباسؓ سے کہ کہا انھون نے نہین ہے کفن چور پر قطع اور بھی ابن ابی شیبہ نے روایت کی زہری سے کہ مروان نے کفن چورون کو مارا اور نکالدیا اور قطع نہین کیا اور صحابہ بہت موجود تھے اور ایسا ہی اخراج کیا اسکا عبد الرزاق نے معمر سے اور ایک روایت مین مصنف ابن ابی شیبہ کی یہ ہے کہ مروان نے پوچھا صحابہ اور فقہاے اپنے وقت کے لیکن کفن چور کے باب مین سو جمع ہوئی راے انکی اس بات پر کہ مارین ہم اسکو اور پھراوین اسکو اور کہا شیخ ابن الہمام نے فہٰذا لاشک فی ترجیح مذھبنا من جھۃ الآثار یعنی اب نہین شک ہے ترجیح مین ہمارے مذہب کے از روے احادیث کے ص اور عام کے مال چرانے سے مثلاً بیت المال مین سے چوری کرے اور مال مشترک کے چرانے سے اور بقدر اپنے قرض کے یا زیادہ قرضدار کے مال مین سے چرا لینے سے قرض حال ہو یا موجل اور ایسی چیز کے چرانے سے جسمین پہلے اسکا ہاتھ کٹ چکا ہو بشرطیکہ وہ چیز بدستور ہو کچھ بدلی نہو اور امام ابو یوسفؒ اور شافعیؒ کے نزدیک کاٹا جاوے اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اگر لوٹے یعنی چراوے تو کاٹو اسکو ف روایت کیا اسکو دارقطنی نے ابوہریرہؓ سے ص اور یہ حدیث مطعون ہے طعن کیا اسمین طحاوی نے اور معنی حدیث کے یہ ہین کہ جو چور اعادہ کرے چوری کا نہ اسی شی مسروق کا تو یہ عارضی تاویل ہے مقوبا عصمت نہو ف بوجہ اس بات کے کہ اسکی اسناد مین واقدی ہے اور وہ ضعیف ہے ص اور اگر بدل گئی ہو تب چراوے تو کاٹا جاویگا جیسے پہلے سوت چرایا تھا اور اسمین ہاتھ کاٹا گیا پھر وہ بنا گیا اور پھر اسکو چرایا تو پھر کاٹا جاویگا اور جو شخص کہ اپنے قریب محرم کے پاس سے مال چراوے برابر ہے کہ اسی کا مال ہو یا غیر کا لیکن اسکے پاس رکھا ہو تو ہاتھ نہ کاٹا جاویگا اور اگر اپنے قریب محرم کا مال جو کسی اور کے پاس تھا اسکے گھر سے یا اپنی مادر رضاعی کا مال چرایا تو کاٹا جاویگا اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اگر مادر رضاعی کا مال چرایا تو کاٹا نہ جاویگا اور ہاتھ نہ کاٹا جاویگا اگر چراوے شوہر اپنی منکوحہ کا مال یا منکوحہ اپنے شوہر کا اگرچہ الگ جگہ محفوظ ہو یا غلام اپنے مالک کا مال خواہ مالک کی زوجہ کا مال یا اپنے مالکہ کے خاوند کا مال یا اپنے مکاتب کا مال یا مہمان میزبان کا مال یا مال غنیمت یعنی جو کافرون سے لوٹ مین ملا چرایا تو بھی ہاتھ نہ کاٹا جاویگا ف اسواسطے کہ حضرت علیؓ نے نہ کاٹا ہاتھ اس شخص کا جسنے چرایا تھا مال غنیمت کا روایت کیا اسکو عبد الرزاقؒ نے مصنف مین ص یا حمام یا گھر مین کا جسمین گھسنے کی اجازت عام ہو ف تو اگر دن کو گھسنے کی اجازت ہو اور رات کو چراوے کاٹا جاویگا اور اگر حمام مین کوئی محافظ ہو تب بھی وہان کے مال چرانے سے کاٹا نہ جاویگا اور مسجد کے مال مین اگر کوئی محافظ ہو اسباب پاس تو کاٹا جاویگا ص اور جو کسی چیز کو چراوے مگر اسکو گھر سے باہر نہ لیجاوے یا گھر مین سے اس شخص کو دیدیوے جو باہر گھر کے ہے تو کاٹا نہ جاویگا اور امام ابو یوسفؒ اور شافعیؒ کے نزدیک اگر اسنے ہاتھ گھر کے باہر نکال دیا اور دوسرے نے لے لیا تو اسپر قطع ہے اور جو دوسرے نے گھر کے اندر ہاتھ ڈالا اور اسنے دیا تو دوسرے پر قطع ہے ف اور ذخیرہ مین ہے کہ اگر داخل اور خارج کے بیچ مین اس مال کو رکھدیا اور دوسرے نے آن کر لے لیا تو ایک روایت مین کسی کا ہاتھ نہ کاٹا جاویگا اور ایک روایت مین دونون کے ہاتھ کاٹے جاوینگے ص اور جو گھر کی دیوار مین سوراخ کر کے ہاتھ اندر ڈال کے کچھ لے لیوے یا تھیلی جو آستین کے باہر ہے کاٹ لے یا اونٹون کی قطار مین سے ایک اونٹ یا اسکا بوجھ چرا لے تو ہاتھ نہ کاٹا جاویگا اور امام ابی یوسفؒ کے نزدیک گھر کے اندر ہاتھ ڈال کے لینے سے بھی کاٹا جاویگا جیسے صندوق کے اندر ہاتھ ڈال کے مال نکال لینے سے ف اور دلائل مسائل کے اور تفصیل اسکی اور جواب ہمارا اصل مین مذکور ہے ص اور اگر اونٹ کو یا اسکا بوجھ قطار مین سے چرا لے اور وہان کوئی محافظ ہو اگرچہ سوتا ہو یا تھیلے کو چیر کر اسمین سے اسباب لے یا ہاتھ صندوق مین خواہ کسی کی جیب مین یا آستین مین ڈال کر مال لیلے

امام شافعی کے نزدیک اس صورت مین کاٹا جاویگا ۱۲ ف اسواسطے کہ حمام مکان محفوظ ہے پس محافظ کا وجود [illegible] ۱۲

یا گھر کے حجرے میں سے نکال کر اُس چیز کو صحن میں لاوے یا جو شخص حجرے والوں میں سے ہو وہ ایک حجرے میں سے جو دوسرے کا ہو چرا لے یا گھر کی دیوار میں سوراخ کرکے اندر گھسے اور کسی چیز کو سوراخ میں سے راہ میں ڈالدے پھر نکلکر اُسکو اٹھا لے یا کسی چیز کو گدھے پر لادکر اُسکو ہانکتے اور مکان سے باہر لیجاوے تو اِن سب صورتوں میں ہاتھ کاٹا جاوے اور امام شافعیؒ کے نزدیک نہ کاٹا جاویگا برابر ہے کہ اُسکو لیوے یا راہ میں چھوڑ دے اور امام زفرؒ کے نزدیک ڈالدینے میں اور لاد کر لیجانے میں ہاتھ نہ کاٹا جاویگا **ف** اور دلائل سب اصل کتاب میں ہیں

ص فصل ہاتھ کاٹنے کی کیفیت کے بیان میں

چور کا داہنا ہاتھ پہونچے سے کاٹ کر داغ دیا جاوے **ف** لیکن ہاتھ کاٹنا تو کلام اللہ سے ثابت ہے اور داہنا ہاتھ قرأت ابن مسعودؓ سے اور پہونچے سے کاٹنا اسواسطے کہ روایت کی دارقطنی اور ابن عدی نے کامل میں عبداللہ بن عمرؓ سے کہ کاٹا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ چور کا پہونچے سے اور اسناد میں اُسکی عبدالرحمٰن بن سلمہ ہے کہ نہیں معلوم ہے حال اُسکا اور روایت کی ابن ابی شیبہؒ نے رجاء بن حیات سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کاٹا ہاتھ پہونچے سے اور یہ مرسل ہے اور نکالا اُسنے عمرؓ اور علیؓ سے کہ کاٹے انھوں نے ہاتھ پہونچوں سے اور منعقد ہوگیا اسپر اجماع اور لیکن داغ دینا سو اسواسطے کہ روایت کی حاکم نے ابی ہریرہؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے ایک سارق کے کاٹو اُسکو اور داغ دو اُسکو آخر حدیث تک اور کہا کہ صحیح ہے شرط مسلم پر اور روایت کیا اُسکو ابوداؤدؒ نے مراسیل میں اور قاسم بن سلام نے غریب الحدیث میں اور نکالا دارقطنی نے حضرت علیؓ سے کہ انھوں نے بھی داغ دیا **ص** اور اگر پھر چوری کرے تو بایاں پیر کاٹا جاوے اور اگر پھر چراوے تو نہ کاٹا جاوے بلکہ قید کیا جاوے یہانتک کہ چوری سے توبہ کرے **ف** اور بایاں پیر کاٹا جاوے ٹخنے سے نزدیک اکثر علماء کے اور کیا ایسا ہی حضرت عمرؓ نے فتح القدیر **ص** اور بعضوں کے نزدیک تعزیر بھی کرے اور امام شافعیؒ کے نزدیک تیسری بار میں بایاں ہاتھ اور چوتھی بار میں داہنا پیر کاٹا جاوے **ف** اور پانچویں مرتبے میں اُنکے نزدیک بھی قید کیا جاوے اور تعزیر دیجاوے اور روایت ہے ابو بکرؓ اور عمرو بن العاصؓ اور عثمانؓ اور عمر بن عبدالعزیزؒ سے منقول ہے کہ پانچویں بار میں قتل کیا جاوے **ص** اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ چوری کرے تو کاٹو اُسکو پھر اگر چوری کرے تو کاٹو اُسکو پھر اگر چوری کرے تو کاٹو اُسکو پھر اگر چوری کرے تو کاٹو اُسکو **ف** اور یہ حدیث اس لفظ سے نہیں ملتی ہاں روایت کی ابوداؤدؒ اور نسائیؒ نے جابرؓ سے کہ لایا گیا ایک چور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سو فرمایا حضرتؐ نے قتل کرو اُسکو تب کہا لوگوں نے یارسول اللہ یہ چور ہے فرمایا ہاتھ کاٹو اُسکا پھر کاٹا گیا پھر لائے اُسکو دوسری بار پھر فرمایا قطع کرو اُسکو پھر ذکر کیا اسیطرح پھر لائے اُسکو تیسری مرتبہ پھر ذکر کیا اسیطرح پھر لائے اُسکو چوتھی مرتبہ اسیطرح پھر لائے اُسکو پانچویں بار اسی طرح سو فرمایا آپ نے قتل کرو اُسکو کہا جابرؓ نے کہ قتل کیا ہمنے اُسکو اور ایک کوئیں میں ڈالکر اوپر سے پتھر ڈالدیے اور نسائیؒ نے اس حدیث کو منکر کہا اور مصعب بن ثابت اُسکی اسناد میں قوی نہیں اور اور طریقے بھی اس حدیث کے ضعیف ہیں **ص** اور مذہب ہمارا ماثور ہے حضرت علیؓ سے **ف** کہا امام محمد بن الحسنؒ نے کتاب الآثار میں خبر دی ہمکو ابو حنیفہؒ نے انھوں نے عمرو بن مرہ سے انھوں نے عبداللہ بن سلمہ سے انھوں نے علیؓ بن ابی طالب سے کہ فرمایا آپنے جب چوری کرے چور تو کاٹا جاوے داہنا ہاتھ اُسکا پھر اگر چراوے تو بایاں پیر اُسکا پھر چراوے تو قید کیا جاوے یہانتک کہ نیک ہو جاوے کیونکہ میں شرم کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے کہ کردوں اُسکو ایسا کہ

اُسکا کوئی ہاتھ نہو کہ کھاوے اُس سے اور استنجا کرے اُس سے اور کوئی پیر نہو کہ چلے اُسپر اور اسی طریقے سے نکالا اُسکو دارقطنی نے اور عبدالرزاق نے مصنف مین شعبی سے انھون نے حضرت علیؓ سے اور ابن ابی شیبہ نے مصنف مین اور بیہقیؒ نے اور نکالا ابن ابی شیبہ نے مثل اسکے ابن عباسؓ سے اور حضرت عمرؓ سے کہ انھون نے مشورہ کیا اس باب مین تو اجماع ہوا لوگون کا رائے پر حضرت علیؓ کی **ص** اور اگر وہ حدیث صحیح ہوتی البتہ حضرت علیؓ مخالفت نکرتے اُسکی اور صحابہ اخذ نہ کرتے اُنکے قول سے اور طحاوی نے طعن کیا اُس حدیث مین **ف** اور کہا کہ ہمنے تلاش کیا ان آثار کو سو نہ پائی کچھ اصل اُنکی اور اسیواسطے منکر کہا اُسکو نسائی نے اور مبسوط مین ہے کہ یہ حدیث صحیح نہین **ص** یا یہ کہ وہ حدیث محمول ہے سیاست پر **ف** یا منسوخ ہے جیسا کہ قتل اُس حدیث مین امام شافعیؒ کے نزدیک بھی منسوخ ہے **ص** اور اسیطرح اُس شخص کا ہاتھ نہ کاٹا جاوے جو چوری کرے اور اُسکا بایان ہاتھ یا انگوٹھا اُس ہاتھ کا یا دو اُنگلیان اُسکی سوا انگوٹھے کے کٹی ہون یا لُنجی بیکار ہون یا داہنا پیر کٹا ہو یا وہ چور قبل نالش کے اُس شیٔ مسروقہ کو حوالے مالک کے کردے یا اُسکا مالک ہو جاوے ہبہ یا بیع یا قیمت اُسکی دس درم سے کم ہو جاوے قبل ہاتھ کاٹنے کے یا اُس شیٔ مسروقہ کی مِلک کا دعویٰ کرے یا دو چورون مین ایک چور اُسکی مِلک کا دعویٰ کرے اگرچہ کوئی دلیل نہو یا مالک اُسکا مطالبہ نکرے اگرچہ چور اُسکا اقرار کرے تو ان سب صورتون مین کسی کا ہاتھ نہ کاٹا جاویگا **ف** اور ان مسائل مین خلاف امام ابویوسفؒ اور زفرؒ اور شافعیؒ کا ہے اور اصل مین مذکور ہے **ص** اگر دو آدمی ایک چیز چراوین اور ایک اُنمین سے غائب یعنی روپوش ہو جاوے اور گواہی سے دونون کے ذمے چرانا ثابت ہو تو وہ چور جو موجود ہے اُسکا ہاتھ کٹیگا اور اگر امانت کے یا غصب کے یا سود کے مال کو **ف** مثلاً ایک دینار کے بدلے مین دو دینار لیے اور اُسکو چرالے گیا **ص** امانت دار اور غاصب اور سودخوار کے ہاتھ سے چرایا اور اُنھون نے مطالبہ کیا تو ہاتھ اُسکا کاٹا جاویگا اور یہی حکم ہے عاریت لینے اور کرایہ سے لینے والے اور مضارب اور مرتہن اور اُس شخص کے مال مین جو اُسکو واسطے خریدنے کے لایا ہے پس قطع یدمین دعویٰ شرط ہے مالک کرے یا جسکے قبضہ مین ہو اور وہ محافظ ہے **ف** یعنی اُنکے ہاتھ سے اگر چور چرالیجاوے اور یہ مطالبہ کرین تو قطع لازم ہوگا **ص** اور اگر مال ان لوگون کے پاس سے چوری جاوے اور اصل مالک مطالبہ کرے اُس چور سے تب بھی ہاتھ کاٹا جاویگا اور اگر ایک چور نے مال چرایا اور اُسکا ہاتھ اُسکے عوض مین کٹا بعد اُسکے وہ مال کسی دوسرے نے چرالیا تو اب اول چور خواہ اصل مالک اگر ہاتھ کاٹنے کی درخواست کرینگے تو دوسرے کا ہاتھ نہ کاٹا جاویگا اور اگر غلام نے کسی غیر کے مال کی چوری کا اقرار کیا تو اُسکا ہاتھ کٹیگا تو اگر مال موجود ہو تو اُس مال کے مالک کی طرف واپس دیا جاویگا اور اگر مال ہلاک ہو گیا ہو تو فقط ہاتھ اُسکا کاٹا جاویگا **ف** برابر ہے کہ وہ غلام ماذون ہو یا نہو اور مولیٰ اُسکی تکذیب کرے یا تصدیق اور یہ مذہب امام ابوحنیفہؒ کا ہے اور اسمین خلاف ہے ابویوسفؒ اور زفرؒ اور محمدؒ کا اور دلیلین سب کی اصل مین مذکور ہین **ص** اور مال مسروق جس سے قطع ید ہوا اگر موجود ہو تو مالک کو رد کیا جاویگا اور جو ہلاک ہوا تو ضامن نہوگا اگرچہ اُسنے خود اُسکو تلف کر دیا ہو اور روایت حسن مین ہے امام ابوحنیفہؒ سے اگر خود ہلاک کیا ہو تو ضمان لازم آویگا اور شافعیؒ کے نزدیک چاہیے خود ہلاک ہوا ہو یا ہلاک کیا ہو دونون صورتون مین تاوان لازم آویگا اور ہاتھ بھی کٹیگا **ف** تو ہمارے نزدیک ہاتھ کاٹنا اور مال کا تاوان دونون ساتھ نہین ہوتے کہ ہاتھ بھی چور کا کٹے اور اُس سے مال کی قیمت بھی دلائی جاوے لیکن اگر وہی مال موجود ہوگا تو واپس دلایا جاویگا اور دلیل ہماری اصل مین مذکور ہے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

کو نہین تاوان دیتے ہین ہم چور کو بعد اسکے کہ قائم کرین اُسپر حد کو روایت کیا اسکو نسائی نے عبد الرحمن بن عوف سے اور امام شافعیؒ کے نزدیک قطع ید اور ضمان جمع ہوتا ہی **ص** اور اگر ایک چور نے کئی مرتبہ کتنی جگہ چوری کی بعد اُسکے سب آدمیوں کی نالش کے سبب سے یا بعض کی اُسکا ہاتھ کاٹا گیا تو باقی آدمیون کے مال کا بھی ضامن نہوگا امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک جن لوگون کی نالش مین اُسکا ہاتھ کٹا ہی اُنکے مالون کا ضامن نہوگا اور باقی مالکون کے مال کا ضامن ہوگا اور اگر قاضی نے حکم کیا چور کا داہنا ہاتھ کاٹنے کا اور کاٹنے والے نے قصدًا بایان ہاتھ کاٹا تو کچھ دیت یعنی خون بہا اُسپر لازم نہ آویگا اور اگر کپڑے کو چرا کر گھر ہی مین چیر پھاڑ ڈالا پھر باہر نکالا تو کاٹا جاویگا جب وہ کپڑا بعد کٹنے کے دس درم یا زیادہ کا ہو اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک نہ کاٹا جاویگا اور اگر بکری کو چرا کر اُسی جگہ ذبح کر کے باہر نکالا تو نہ کٹیگا اور اگر چاندی سونا چرا کر اُسکے روپیہ اشرفی بنا لیے تو ہاتھ کٹیگا اور روپیہ اشرفی مالک کو دیے جاوینگے اور صاحبینؒ کے نزدیک نہ دیے جاوینگے اور اگر کپڑا چرا کر اُسکو سرخ رنگا اور ہاتھ کاٹا گیا تو کپڑے کا پھیرنا اور اگر ہلاک ہو جاوے تو تاوان اُسکا لازم نہین اور امام محمدؒ کے نزدیک کپڑا دیدے اور سرخ رنگانے کی قیمت پھیر لیوے اُسکے مالک سے اور اگر سیاہ رنگے تو کپڑا پھیر دے امام ابو حنیفہؒ اور محمدؒ کے نزدیک اور ابو یوسفؒ کے نزدیک پھیرے **ف** اور فتویٰ قول امام پر ہے

ص باب رہزنی کے بیان مین

اگر مسلمان یا ذمی قصد رہزنی کا رکھتا ہو اور کسی کے مال لینے اور قتل کرنے سے پہلے گرفتار ہو تو اُسکو قید کرنا چاہیے یہانتک کہ اس ارادے سے توبہ کرے **ف** یعنی علامات نیکبختون کے پیدا ہو جاوین اور بعضون نے چھ مہینے کی مدت اسمین لکھی ہے اور صحیح اول ہے **ص** اور اگر وہ مال معصوم یعنی مسلمان یا ذمی کا لے لیوے اور ہر ایک کو اُنکی جماعت سے مقدار نصاب چوری کے یعنی دس درم یا زیادہ کا مال پہنچے تو اُنکا ایک ہاتھ اور ایک پاؤن دوسری جانب سے کاٹا جاوے **ف** یعنی داہنا ہاتھ اور بایان پاؤن **ص** اور اگر اُسنے کسی کو جان سے مار ڈالا اور مال نہین لیا تو قتل کیا جاویگا حد مین نہ قصاص مین یعنی اگرچہ وارث مقتول کا خون اُسکو معاف کر دے مگر خون معاف نہوگا اور اگر وہ کسی کو جان سے مار کر مال لیوے تو اُسکا داہنا ہاتھ اور بایان پاؤن کاٹ کر مار ڈالا جاوے یا سولی پر چڑھا دیا جاوے یا کہ صرف جان سے مار دیا جاوے یا فقط سولی پر کھینچا جاوے **ف** یعنی حاکم کو اختیار ہے جو چاہے اسمین سے کرے اور اصل اس باب مین قول اللہ تعالیٰ کا ہے اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ الآیۃ اور روایت کی امام محمدؒ نے ابو یوسفؒ سے انھون نے کلبی سے انھون نے ابی صالح سے انھون نے ابن عباسؓ سے کہ کہا انھون نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رخصت کیا ابا بردہ ہلال بن عویمر اسلمی کو اس بات پر کہ نہ ہم تمھارے پر زیادتی کرین اور نہ تم ہمارے پر تو چلے کچھ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف واسطے اسلام کے اور اصحاب ابو بردہ نے رہزنی کی انپر تو حضرت جبرئیل علیہ السلام حد لیکے اُترے کہ جسنے قتل کیا اور مال لیا سولی دیا جاوے اور جسنے قتل کیا اور مال نہین لیا قتل کیا جاوے اور جسنے مال لیا اور قتل نہین کیا تو اُسکے ہاتھ اور پیر خلاف کے کاٹے جاوین اور جو مسلمان ہو کے آیا تو اسلام نے ڈھا دیا جو کچھ کہ کیا تھا اُسنے شرک مین اور عطیہ کی روایت مین ہے ابن عباسؓ سے کہ جسنے فقط ڈرایا اور قتل نہین کیا اور مال نہین لیا تو وہ جلاوطن کیا جاوے **ص** اور جس صورت مین کہ امام سولی پر چڑھانا پسند کرے تو ڈاکو کو زندہ سولی پر چڑھاوے اور اُسکے پیٹ کو

نیزے سے چیرے تاکہ مرجاوے اور تین دن تک اُسکی لاش سولی پر رکھے ف اور زیادہ تین دن سے نرکھے اسواسطے کہ اُسمین تغیر
پیدا ہوگی اور لوگون کو ایذا ہوگی یہا ہے ص اور اس صورت مین جو مال اُسنے لیا ہو اور تلف ہوا اُسکا تاوان نہ دیگا اور ایک
کے قتل کرنے سے سب پر حد پڑیگی یعنی جو شخص کہ مرتکب قتل اور مال لینے کا نہوا ہو وہ بھی شامل مرتکب کے ہے ف یعنی ڈاکوؤن کو
سب کو سزا یکسان ہونی چاہیے خواہ اُسنے خود ڈاکہ زنی کی ہو یا اُسکی مدد سے دوسرے نے کی ہو ص اور لکڑی اور
پتھر مارنا اسلئے مین شامل تلوار کے ہین ف تو جیسا لکڑی اور پتھر سے کسی کو مار ڈالا ویسا ہی تلوار سے ص اور
اگر کسی کو ڈاکو زخمی کرے اور مال لے لیوے تو اُسکا داہنا ہاتھ اور بایان پاؤن کاٹا جاویگا اور زخم کا قصاص جاتا رہیگا اور اگر ڈاکو
صرف زخمی کرے اور مال نہ لے یا جان سے مار ڈالے پھر رہزنی سے توبہ کرے یا بعض راہزن عاقل اور بالغ نہون یا جسپر رہزنی کی ہے اُس
سے قرابت قریبہ رکھتا ہو یا قافلے کے کچھ لوگ دوسرے ساتھیون پر کچھ راہزنی کرین یا رات کو خواہ دنکو شہر مین یا دو شہرون کے بیچ مین رہزنی
کرین تو ان سب صورتون مین حد لازم نہوگی بلکہ اگر قتل عمد ہے تو ولی کو اختیار ہے کہ قصاص لیوے اور اگر عمد نہین تو دیت ہے
اور ولی کو اختیار ہے عفو کا ف اور اسمین خلاف ہے امام ابو یوسفؒ اور شافعیؒ کا اور وہ مذکور ہے اصل مین ص اور جو کسی
کا گلا گھونٹ کے مار ڈالے تو دیت لازم ہوگی اور جو شخص کہ اسکی عادت کرے تو اُسکو اُسکے عوض مین اسواسطے سیاست کے مار ڈالنا چاہیے

ص کتاب الجہاد

جہاد یعنی کافرون سے دین کے واسطے لڑنا ابتدا مین فرض کفایہ ہے یعنی مسلمانون کو چاہیے کہ شروع لڑائی کا خود کرین تو اگر بعض مسلمان
کرینگے باقی سب کی گردن سے ساقط ہوگا ف فرضیت جہاد کی ثابت ہوتی ہے قول سے اللہ تعالی کے فاقتلوا
المشرکین کافۃ کما یقاتلونکم کافۃ ط اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد رہنے والا ہے اُس
زمانے سے کہ اُٹھایا مجکو اللہ تعالی نے یہان تک کہ لڑیگی اخیر امت میری دجال سے روایت کیا اسکو ابو داؤد نے انس رضی سے
ص اور اگر کوئی نکریگا تو سب گنہگار ہونگے اور جہاد لڑکے اور عورت اور غلام اور اندھے اور اپاہج اور ہاتھ پاؤن کٹے
پر فرض نہین ف اسواسطے کہ لڑکپن وقت رحم کا ہے اور عورت اور غلام کو خاوند اور مولی کے حق سے فراغت نہین اور اندھے اور اپاہج
اور ہاتھ پاؤن کٹے اُس سے عاجز ہین ص اور فرض عین ہے اگر کافر چڑھ آوین تو اس صورت مین عورت بدون اجازت
اپنے شوہر کے اور غلام بدون اجازت مالک کے جہاد کو نکلین تو پہلے جس شہر پر کافر چڑھے ہین وہان کے لوگون پر جہاد فرض
ہوگا پھر اُن لوگون پر جو اُس سے قریب ہین جب وہ خبر پاوین اور اُس شہر والے لوگ مقابلے سے عاجز ہو جاوین یا سستی
کرین پھر اُن لوگون پر جو اُنسے قریب ہین جب وہ خبر پاوین اور ان لوگون کا یہی حال ہو یہانتک کہ فرض ہو جاویگا جمیع اہل اسلام پر مشرق اور
مغرب مین اور نظیر اُسکی نماز جنازہ ہے کہ اول ہمسایہ اور ساکنان قرب و جوار میت پر فرض ہوتی ہے پھر اگر وہ نہ کرین اور دور والون کو خبر پہونچے
تو اُنپر فرض ہوتی ہے یہانتک کہ اگر کوئی ادا نہ کرے تو سب گنہگار ہوتے ہین ص اور جہاد کے لیے اغنیا پر کچھ مقرر کرنا مکروہ ہے بشرطیکہ بیت المال
مین مال پایا جاوے ورنہ مکروہ نہین اور لوگون سے لیکر جہاد کرنیوالون کو دین اور اُنکی مدد کرین ف اسواسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
لی تھی ایک زرہ صفوان سے روایت کیا اسکو ابن اسحقؒ نے اور حضرت عمر رض سے بھی ایسا ہی منقول ہے روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہؒ اور ابن سعد
نے طبقات مین ص پس اگر ہم فرقہ اہل اسلام کافرون کو محاصرہ کر لین تو اول اُنسے مسلمان ہو جانے کی درخواست کرین ف اسواسطے

کہ روایت کی عبدالرزاق نے ابن عباسؓ سے کہ نہیں لڑائی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی قوم سے یہانتک کہ بلایا انہو انکو طرف اسلام کے اور اخراج کیا اسکا حاکم نے اور صحیح کیا اسکو تو اگر لڑائی کرینگے قبل بلانے کے طرف اسلام کے تو گنہگار ہونگے **ص** تو اگر وہ مسلمان ہونا مان لین تو بہتر ہے **ف** اسواسطے کہ مطلب حاصل ہو گیا تو اب انکے قتال سے باز رہیں اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا گیا ہین کہ مقاتلہ کرون لوگون سے یہانتک کہ کہین وہ کہ نہیں ہے کوئی معبود سوا اللہ کے روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے ابن عمرؓ سے **ص** اور اگر نہ مانین تو انسے جزیہ طلب کرین **ف** اسواسطے کہ حدیث بریدہؓ مین ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر وہ انکار کرین اسلام سے تو طلب کرو انسے جزیہ پھر اگر وہ قبول کرین تو تو بھی قبول کر انسے روایت کیا اسکو مسلم نے **ص** اگر جزیہ دینا قبول کرین تو انکے واسطے ہے جو ہمارے لیے ہے یہ مراد نہیں کہ انپر عبادات نماز وروزہ وزکوۃ وحج وغیرہ فرض ہونگے اسلیے کہ کفار مخاطب بالعبادات نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ انکے جان و مال کو محفوظ رکھنا چاہیے اور انپر ہے وہ جو ہمپر ہے یعنی معاملات مین انکے احکام مثل مسلمانون کے ہین اور دلیل اسپر قول ہے حضرت علیؓ کا کہ مقرر کیا گیا انپر جزیہ تاکہ ہوجاوین خون انکے مثل ہمارے خونون کے اور مال انکے مثل ہمارے مالون کے **ف** روایت کیا اسکو شافعیؒ نے مسند مین اور اسناد مین اسکی ابو الجنوب ہے ضعیف کیا اسکو دارقطنی نے

ص اور جس کسی کو کہ دعوت اسلام نہ پہنچی ہو اسکے ساتھ ہم نہ لڑینگے **ف** اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذؓ سے کہ تم پہنچوگے اہل کتاب پر سو بلانا اسکو اول طرف شہادت لا الہ الا اللہ کے روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے **ص** اور اگر پہلے دعوت اسلام پہنچ چکی ہو تو مستحب ہے کہ لڑائی کی شروع مین پھر انسے مسلمان ہوجانے کو کہدیا جاوے **ف** اور یہ واجب نہیں ہے کیونکہ مروی ہے نافعؓ سے کہا کہ چھاپا مارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی مصطلق پر اور وہ غافل تھے پھر مارا لڑنے والون کو انکے اور قید کیا اولاد کو انکی کہا یہ مجھسے عبداللہ بن عمرؓ نے روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے اور ظاہر ہے کہ چھاپے مین بلانا نہیں ہوتا ہے طرف اسلام کے **ص** پھر اگر جزیہ دینا بھی قبول نہ کرین تو اللہ تعالی سے مدد کی درخواست کرکے انسے لڑینگے **ف** اسواسطے کہ حدیث بریدہؓ مین ہے کہ اگر وہ انکار کرین جزیے سے تو مدد مانگ اللہ سے اور لڑ انسے **ص** ساتھ فلاخن کے **ف** اور اپنی آلات حرب مثل توپ اور تفنگ کے **ص** اور کافرون کو جلا دینگے اور ڈبو دینگے اور تیر مارینگے **ف** اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑا کیا ایک فلاخن کو طائف والون پر روایت کیا اسکو ابوداؤد نے مراسیل مین مکحولؒ سے اور راوی اسکے معتبر ہین اور موصول کیا اسکو عقیلی نے حضرت علیؓ سے لیکن سند اسکی ضعیف ہے اور جلا دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے درختون کو بنی نضیر کے اور کاٹ ڈالا انکو روایت کیا اسکو علماء ستہ نے **ص** اگرچہ انمین مسلمان ہون اور کفار بعض مسلمانون کو اپنی سپر بنالین اور ہم تیر وغیرہ مارنے مین کافرون کی نیت کرینگے نہ مسلمانون کی **ف** یعنی اگر کافر مسلمان کو اپنی سپر بنالے اور اسکی آڑ مین کھڑا ہو اور اسکے مارنے کی ضرورت ہو تو صرف کافر کی نیت سے تیر وغیرہ مارنا چاہیے گو مسلمان بھی زخمی ہو یا مارا جاوے **ص** اور انکے درخت کاٹ ڈالینگے اور انکی کھیتیان اجاڑ دینگے اور دغا نہ کرینگے **ف** یعنی عہد نہ توڑینگے اور صحیحین مین ثابت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑائی مکر وفریب ہے تو اب ضرور ہوا کہ دغا اور مکر وفریب مین فرق سمجھا جاوے تو جب تک لڑائی ہو رہی ہے مکر حرام نہیں اسطرح پر کہ ہم انکو اس طرح دکھاوین کہ نہیں لڑتے ہین اور جب وہ مطمئن ہوجاوین تو انسے لڑین یا ہم اور کسی طرف چلے جاوین اور وقت انکی غفلت کے رات کو انپر چھاپا مارین بخلاف

اس صورت سے کہ ہمارے اور اُنکے بیچ مین عہد ہوگیا کہ آج کے روز ہم نہ لڑینگے اور پھر دغا دیکے لڑ بیٹھے تو یہ مکر نہین بلکہ عہد توڑنا ہی اور فریب ہی حال صلح مین نہ وقت محاربہ مین اور یہ حرام ہی کذا فی الاصل **ص** اور مال غنیمت مین خیانت نہ کرینگے اور مثلہ یعنی کسی کے ناک کان نہ کاٹینگے اور وہ جو عرنیین کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مثلہ کیا تھا **ف** اور حدیث اُنکی کتاب الطہارت کوئین کے باب مین گذری **ص** منسوخ ہی ساتھ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ نہ چُراؤ مال مین سے غنیمت کے اور عہد نہ توڑو اور ناک کان نہ کاٹو **ف** روایت کیا اُسکو مسلم نے حدیث بریدہ مین **ص** اور مثلے مین اللہ تعالی کی پیدائش کا بدلنا ہی تو حرام ہوگا **ف** اسواسطے کہ اللہ کی پیدائش کا بدلنا حرام ہی **ص** اور لڑکے اور بیعقل اور بوڑھے فرتوت اور اندھے اور اپاہج کو اور عورت کو نہ مارینگے **ف** اور امام شافعیؒ کے نزدیک شیخ فانی اور اپاہج اور اندھے کو بھی مارینگے اور ہم کہتے ہین کہ ان لوگون سے لڑائی متحقق نہین ہوتی تو انکا مارنا بھی جائز نہوگا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا قتل سے عورتون اور لڑکون کے روایت کیا اُسکو بخاری و مسلم نے اور آپ نے دیکھا ایک عورت کو لڑائی مین کہ قتل ہوئی تھی سو فرمایا کہ نہین تھی یہ قابل قتال کے روایت کیا اُسکو ابو داؤدؒ اور نسائیؒ نے **ص** مگر یہ کہ جب کوئی اُنمین سے حاکم ہو یا لڑتا ہو یا صاحب مال ہو کہ کافرون کو مستعد کرتا ہو لڑائی پر یا لڑائی کے امور مین مشورہ دیتا ہو اور منع ہی کہ مسلمان لڑکا اپنے باپ مشرک کو ابتداءً قتل کرے بلکہ لڑکے کو اُسکے مار ڈالنے مین دیر کرنا چاہیے کہ دوسرا شخص آنکر اُسکو مار ڈالے **ف** اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا یعنی بسر کر والدین سے دنیا مین موافق دستور کے اور یہ دستور سے بعید ہی کہ ابتداءً باپ کو مار ڈالے **ص** اور اگر باپ اُسکے قتل کا قصد کرے اور اُسکو اُس سے بچنے کی کوئی صورت نہ بن سکے تو اُسکو مار ڈالے **ف** اسواسطے کہ مقصود بچنا ہی بلکہ جب باپ مسلمان اپنے بیٹے پر تلوار کھینچے اور بیٹے کو بچنے کی کوئی صورت نہ بنے بغیر قتل کرنے باپ کے تو قتل کرے اُسکو تو کافر باپ مین بدرجہ اولی قتل کرنا جائز ہوگا ہدایہ **ص** اور بھی منع ہی کہ قرآن اور عورت کو ایسے لشکر مین ہمراہ لین جسمین جمعیت تھوڑی ہو اور اگر بڑا لشکر ہو اور گمان غالب ہو فتح کا تو کچھ مضایقہ نہین **ف** صحیح مسلم اور ابن ماجہ مین مروی ہی حضرت ابن عمرؓ سے کہ منع کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات سے کہ سفر کیا جاوے قرآن کو لیکر دشمن کے ملک مین اور ایک روایت مین مسلم کی ہی کہ مین خوف کرتا ہون اس بات کا کہ لے لے اُسکو دشمن **ص** اور اگر امام کافرون سے صلح کرنے مین بہتری دیکھے جائز ہی کہ اُنسے صلح کرے **ف** خواہ مال دیکر یا لیکر اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَإِن جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح کی اہل مکہ سے اس بات پر کہ لڑائی کو موقوف رکھین دس برس تک ایسا ہی مذکور ہی سیرت محمد بن اسحق اور سیرت ابن ہشام مین اور بیہقی نے روایت کی کہ وہ صلح دو برس تک تھی **ص** اور صلح کو توڑ ڈالین اگر توڑنا اچھا ہو اُنکو اطلاع دیکے اور اگر کافر خیانت کرین تو بدون اطلاع دیے اُنسے لڑین **ف** اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے توڑ ڈالی وہ صلح جو کی تھی مشرکین مکہ سے اور در صورت خیانت نکرنے کافرون کے بغیر اُنکی اطلاع دہی کے لڑنا جائز نہوگا کیونکہ یہ دغا ہو جاویگا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عہدون مین وفا ہی نہ دغا اور یہ حدیث غریب ہی اور قول ہی عمرو بن عبسہؓ کا لیکن اسکے معنون مین اور حدیثین صحیح آئی ہین **ص** اور مرتدون سے صلح کرین لیکن مال نہ لین اور اگر لے لیا تو پھر اُنکو واپس

ندین اور مسلمان کافرون کے ہاتھ ہتھیار اور گھوڑے اور لوہا نہ بیچین اگرچہ بعد صلح کے ہو **ف** اسواسطے کہ روایت کی بیہقیؒ نے سیر مین اور بزارؒ نے مسند مین اور طبرانیؒ نے معجم مین عمران بن حصینؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہتھیار کے بیچنے سے فتنہ و فساد مین کہا بیہقیؒ نے صواب یہ ہے کہ یہ موقوف ہے اور روایت کیا اسکو ابن عدی نے کامل مین لیکن سند اسکی ضعیف ہے **ص** اور جس کافر کو کوئی مسلمان مرد یا عورت آزاد پناہ دے تو امان اُسکی صحیح ہے اور اُسکو قتل نہ کرینگے ہان اگر امان دینا بُرا ہو تو اسکو توڑ ڈالین اور حاکم امان دینے والے کو تادیب کرے **ف** اور اصل اس باب مین قول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ مسلمان برابر ہین خون اُنکے اور ذمہ داری کر سکتا ہے ادنیٰ اُنکا یعنی بہت کم اور وہ ایک ہے روایت کیا اسکو ابو داؤدؒ اور بخاریؒ اور مسلمؒ نے **ص** اور اگر کوئی ذمی یا قیدی یا سوداگر مسلمان جو کفار کے ساتھ ہو یا غلام یا وہ شخص جو اسلام لایا ہے لیکن ہماری طرف نہین آیا ہے یا لڑکا یا مجنون امان دے تو امان ان سب کی باطل ہے **ف** اور امام محمدؒ کے نزدیک امان غلام کی صحیح ہے اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ امان غلام کی امان ہے یعنی جائز ہے اور ہدایہ مین ہے کہ روایت کیا اُسکو ابو موسیٰ اشعریؓ نے اور کہا ابن الہمام نے کہ یہ حدیث پہچانی نہین جاتی لیکن روایت کی عبد الرزاقؒ نے حضرت عمرؓ سے مانند اسکے موقوفاً اور ابن ابی شیبہ نے اور دلیل امام صاحب کی مذکور ہے ہدایہ مین

ص باب غنیمتون کا اور اُسکے بانٹنے کے بیان مین

مسلمانون کا بادشاہ جس شہر کو غلبے اور زبردستی سے فتح کرے اُسکو لشکر مین بانٹ دے یا اُس ملک کے باشندون کو اُسپر مقرر رکھے اور اُن خود پر جزیہ اور اُنکی زمین پر خراج ٹھہرا دے **ف** دلیل اول مسئلے کی یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے ملک مین ایسا ہی کیا تھا اور دوسرے مسئلے کی یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے اہل عراق کو اُنکے ملک پر برقرار رکھا تھا اور اُنکی زمینون پر خراج باندھا تھا ہدایہ **ص** اور قیدیون کو اختیار ہے چاہے مار ڈالے **ف** اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مارا عقبہ بن ابی معیط وغیرہ کو قیدیان بدر سے **ص** اور چاہے اُنکو غلام بنا لے **ف** اسواسطے کہ اسمین اُنکا بھی دفع شر ہے اور مسلمانون کا بھی فائدہ ہے **ص** اور چاہے آزاد چھوڑ دے کہ مسلمانون کو ذمی بنکے جزیہ دیا کرین اور نہین جائز ہے کہ اُن قیدیون کو مفت احسان رکھکر چھوڑ دین اور امام شافعیؒ کے نزدیک جائز ہے **ف** اور دلیل ہماری قول ہے اللہ تعالیٰ کا اُقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ **ص** اور جائز ہے کہ مال لیکر اُنکو چھوڑ دین قبل موقوف ہونے لڑائی کے نہ بدلے مین مسلمانون کے جو کافرون کے نزدیک قید ہین اور بعد موقوف ہونے لڑائی کے مال لیکر چھوڑنا بالجماع ہمارے علما کے جائز نہین ہے اور مسلمانون کے بدلے مین بھی چھوڑنا امام صاحب کے نزدیک جائز نہین ہے اور امام محمدؒ کے نزدیک جائز ہے اور امام ابو یوسفؒ سے اس باب مین دو روایتین ہین اور امام شافعیؒ کے نزدیک مطلقاً جائز ہے لیکن دار الحرب کو واپس بھیجدینا کسی کے نزدیک جائز نہین اور بھی حرام ہے مواشی کی کوچین کاٹنی جس صورت مین کہ اُنکا دار الاسلام مین لانا مشکل ہو بلکہ ذبح کرکے اُنکو جلا دیا جاوے تاکہ کافر فائدہ نہ اُٹھاوین **ف** اور امام شافعیؒ کے نزدیک وہ مواشی چھوڑ دیے جاوین اور دلیل لاتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ذبح کرنے سے بکری کے مگر واسطے کھانے کے اور جواب ہمارا یہ ہے کہ یہ حدیث مرفوعاً نہین ملی بلکہ قول ابو بکرؓ کا ہے روایت کیا اسکو مالکؒ نے مؤطا مین اور دلیل ہماری یہ ہے کہ ذبح کرنا

حیوان کا واسطے غرض صحیح کے درست ہی اور نہین شک ہی اس بات مین کہ کافرون کی شوکت توڑنے سے بڑھکے اور
کوئی غرض نہین تو اگر اُنکو زندہ چھوڑ دین تو کافرون کی منفعت ہوگی اور یہ باعث اُنکے غلبے کا ہوگا اور زندہ کی کوچین نکاٹین
کیونکہ یہ مثلہ ہی اور مثلہ ممنوع ہی حدیث صحیح مین جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اور جو چیزین جلانے سے نہین جلتی ہین تو انکو
گاڑ دین ایسے مقام پر کہ کافرون کو اطلاع نہووے ہدایہ **ص** اور کافرون کے ملک مین مال غنیمت کو نہ بانٹین **ف**
اور امام شافعیؒ کے نزدیک بانٹ لین اور دلیل ہماری یہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا غنیمت کی بیع سے دار الحرب مین
اور قسمت بھی بمنزلے بیع کے ہی ہدایہ اور یہ حدیث غریب ہی کہا یہ شیخ ابن الہمام نے **ص** اور اگر لشکر والون کو مال اسلیے بانٹ
دین کہ اُنکے پاس امانت رہے دار الاسلام مین داخل ہوکر پھر قسمت کی جاویگی تو جائز ہی اور جو مدد کہ مسلمانون کو پونہچے وہ مال
غنیمت مین اُنکے شریک ہونگے اگرچہ مدد کے لوگون کو کافرون سے لڑنے کا اتفاق نہوا ہو مگر بازاری شخص اور جو کہ دار الحرب مین
مرجاوے شریک نہوگا اور امام شافعیؒ کے نزدیک جو شخص کہ بعد کفار کی شکست کے مرجاوے اگرچہ دار الحرب مین مرے تو شریک ہوگا اور حصہ اُسکا
اُسکے وارثون کو ملیگا اور جو دار الاسلام مین آنکر مریگا تو حصہ اُس مردے کا سب کے نزدیک وارثون کو اُسکے دلایا جاویگا اور جائز ہی مسلمانون
کو کہ مال غنیمت سے اِن اشیا کو تقسیم سے پیشتر دار الحرب مین کام مین لاوین کھانا اور گھانس اور لکڑیان جلانے کی اور تیل اور ہتھیار
جنکی حاجت پڑے **ف** اسواسطے کہ روایت کی بیہقی نے عبد اللہ بن عمرؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
دن خیبر کے کھاؤ اور چراؤ اور نہ اُٹھاؤ اور نکالا اُسکو واقدی نے مغازی مین اور سند سے **ص** اور جب دار الحرب سے
نکلین تو اُنکو کام مین نلاوین بلکہ جسقدر اپنے پاس بچی ہون اُنکو مال غنیمت مین واپس دین مگر اُنکا بیچنا اور تملک جائز نہین اور جو شخص کہ
کافرون مین سے مسلمان ہوجاویگا اُسکی جان قتل سے اور اولاد صغیر اُسکی قید سے اور جو مال کہ اُسکے پاس ہوگا یا کسی مسلمان یا ذمی
کے پاس امانت ہوگا غنیمت ہوجانے سے محفوظ رہیگا **ف** اسواسطے کہ روایت کی امام محمدؒ نے عروۃ بن الزبیر سے کہ
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص کہ اسلام لاوے کسی چیز کے ساتھ تو وہ چیز اُسکی ہی اور اسناد مین اُسکی ابن لہیعہ ضعیف ہی
اور روایت کیا اُسکو سعید بن منصور نے باسناد صحیح اور روایت ابی داؤد مین ہی کہ فرمایا آپ نے کہ قوم جب اسلام لائی تو محفوظ
کرلیا انھون نے اپنی جانون اور مالون کو **ص** لیکن اُسکے مسلمان ہونے سے اُسکی اولاد کبار یعنی بڑے لڑکے اور اُسکی عورت
اور حمل اور زمین اور غلام جنگی اور جو مال اُسکا کہ حربی کے پاس امانت ہی یا غصب ہی محفوظ نرہیگا بلکہ غنیمت مین داخل ہوگا

ص فصل غنیمت کی قسمت کے بیان مین

جو شخص کہ دار الاسلام کی حد سے آگے بڑھنے کے وقت سوار ہو اگرچہ بعد اُسکے گھوڑا اُسکا مرگیا ہو اور وہ وقت لڑائی کے
پیادہ ہو اُسکے لیے دو حصے ہین اور جو وقت نکلنے کے دار الاسلام کی حد سے پیادہ ہو تو اُسکا ایک حصہ ہی اگرچہ وقت
لڑائی کے سوار ہو اور امام شافعیؒ کے نزدیک اعتبار سوار اور پیادہ ہونے مین لڑائی کے وقت کا ہی اور سوار کے لیے اُنکے
نزدیک تین حصے ہین **ف** اور یہی مذہب ہی صاحبین کا اور دلیل امام صاحب کی یہ ہی کہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے بسند صحیح عبد اللہ
بن عمرؓ سے کہ کیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے سوار کے دو حصے اور واسطے پیادے کے ایک حصہ اور تفصیل فتح القدیر مین ہی
ص اور سوار کے اگر دو گھوڑے ہون تب بھی ایک ہی کا حصہ ملیگا اور اونٹ اور خچر کے واسطے کچھ نہین اور غلام اور لڑکے

اور عورت اور ذمی کے واسطے اگر لڑائی مین اعانت کرین تو انکو پورا حصہ نہ ملیگا بلکہ کچھ تھوڑا سا حصہ جو حصۂ غنیمت سے کم
ہو موافق راے امام کے دلایا جاویگا **ف** اور ایسا ہی مروی ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکالا اُسکو
اصحاب سنن نے **ص** اور مال غنیمت سے پانچوان حصہ یتیمون کا ہی جنکے باپ مرگئے ہون اور مسکینون کا اور مسافرون کا
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کے فقیر یعنی ان تینون قسمون یعنی یتیمون اور مسکینون اور مسافرون پر مقدم رکھے جاوین اور جو
لوگ انمین غنی ہون انکا حق اس پانچوین حصے مین نہین اور ذکر اللہ تعالی کا جو اس آیت مین ہی وَاعْلَمُوٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ
لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ الآیۃ صرف تبرک کے واسطے مذکور ہوا اور حصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آپ کی وفات کے
سبب سے جاتا رہا جیسے کہ صفی جاتا رہا **ف** کہ اب امرا اور بادشاہون کو صفی لینا نہ چاہیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کو صفی لینا درست تھا اور صفی وہ مال ہی جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غنیمت سے اپنے نفس نفیس کے لیے پسند فرماتے تھے
جیسے کوئی تلوار یا زرہ یا اور کوئی چیز پس اب امام کو اپنے لیے پسند کرنا درست نہین **ص** اور امام شافعیؒ کے نزدیک مال غنیمت کے
پانچ حصے کرین ایک حصہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا اور وہ خلیفہ کو ملیگا اور ایک حصہ خاص ذوی القربی کا یعنی بنی ہاشم اور بنی مطلب کا
برابر ہی کہ غنی ہون یا فقیر **ص** جاننا چاہیے کہ نبی محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد المناف ہین اور **ف**
عبد مناف کے چار بیٹے تھے ہاشم اور مطلب اور عبد شمس اور نوفل تو **ف** سنن ابو داود وغیرہ مین مروی ہی کہ **ص** جب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی غنیمتون کو بانٹا تو پانچوان حصہ ذوی القربی کا تقسیم کیا درمیان اولاد ہاشم اور مطلب کے
اور عثمانؓ تھے اولاد مین سے عبد شمس کی اور جبیر بن مطعمؓ اولاد سے نوفل کی اور دونون نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ
ہم انکار نہین کرتے ہین بزرگی اولاد ہاشم کا اسواسطے کہ آپ کو اللہ تعالی نے ہمین سے کیا یعنی انھین کی اولاد سے ہوے اور بنی مطلب
کو پھر کیا بزرگی ہی کہ آپ نے انکو دیا اور ہمکو نہ دیا تو فرمایا آپ نے کہ انھون نے نہ چھوڑا مجکو زمانہ جاہلیت مین اور نہ اسلام مین تو
امام شافعیؒ اب بھی قسمت کرتے ہین موافق قسمت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ہم کہتے ہین کہ آپ نے صرف یہی وجہ بیان کی کہ
بنی مطلب نے مدد کی اعانت اور نصرت کی تو یہ بات آپ کی وفات سے باقی نہ رہی تو اب سب اقارب آپ کے مستحق ہین بسبب فقر کے جیسا
کہ فرمایا آپ نے **ف** واسطے بنی ہاشم کے **ص** کہ اللہ نے بدل دیا تمکو صدقون سے پانچوین حصے کا پانچوان حصہ یعنی ایک حصہ **ف**
اور یہ حدیث کتاب الزکوۃ مصارف کے باب مین گذری اور روایت کیا اسکو ابن ابی حاتم نے تفسیر مین اور اسناد اسکی حسن
ہی **ص** اور جب یہ کہ بدلہ زکوۃ کا ہوا تو جو مستحق زکوۃ کا ہوگا وہ اسکا بھی ہوگا اور منقول ہی کہ خلفاے راشدین قسمت
کرتے تھے ہمارے طریق پر **ف** روایت کی ابو یوسفؒ نے کلبی سے انھون نے ابو صالح سے انھون نے ابن عباسؓ سے کہ خمس تھا
بانٹا جاتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین پانچ حصے کرکے ایک واسطے اللہ کے اور رسول کے اور ایک واسطے ذوی القربی
کے اور ایک واسطے یتامی کے اور ایک واسطے مساکین کے اور ایک واسطے مسافرون کے پھر تقسیم کیا ابو بکر اور عمر اور عثمان اور علی رضی
اللہ عنہم نے اسکو تین پر ایک واسطے یتیمون کے اور ایک واسطے مساکین کے اور ایک واسطے مسافرون کے اور روایت کی طحاوی نے
مانند اسکے **ص** اور حضرت عمرؓ دیتے تھے انکے فقیرون کو **ف** کہا شیخ ابن الہمام نے کہ اس تصریح سے ہمنے نہین پایا اسکو
ص اور اگر کوئی مسلمانون کی جماعت دار الحرب مین سے مال غنیمت لاوین تو اسکا پانچوان حصہ لیا جاویگا جب انکے

پاس لشکر وغیرہ ہو یا امام کے اذن سے گئے ہون اور جو امام کے بغیر اذن کے اور لشکر کے چلے گئے ہون تو اسمین سے پانچوان حصہ نہ لیا جاویگا اور امام کو اختیار ہے کہ حالت قتال مین کوئی چیز زائد سوائے حصۂ غنیمت کے لشکر کے لیے مقرر کرکے لشکر کو برانگیختہ کرے اور حرص دلاکے قتال پر مثلاً کہے کہ جو کوئی کسی کافر کو مارےگا تو اسکا اسباب قاتل کو ملیگا یا چھوٹے لشکر سے کہے کہ مین نے تمھارے واسطے غنیمت کی چوتھائی بعد خمس نکال لینے کے مقرر کردی یعنی غنیمت مین سے خمس نکال کر چار حصے جو رہے انمین ایک حصہ تمکو دونگا اور تین حصے سب لشکر مین تقسیم کرونگا **ف** اسواسطے کہ فرمایا اللہ تعالی نے يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْقِتَالِ اے نبی رغبت دلا مسلمانون کو قتال پر **ص** اور نہ بڑھاوے بعد آجانے غنیمت کے دار الاسلام مین **ف** اسواسطے کہ اب سب کا حق اسمین ہو گیا **ص** مگر خمس سے **ف** کیونکہ خمس مین ان لوگون کا حق نہین **ص** اور اسباب یہ ہے کہ سواری اور کپڑے اور ہتھیار اور جو کچھ مقتول پاس ہو جانور پر تو اگر امام نے زیادہ دینے کا حکم نہ کیا تو اسباب مقتول کا سب مین تقسیم ہو جاویگا **ف** اور امام شافعیؒ کے نزدیک ہمیشہ اسباب مقتول کا قاتل کو ملیگا کیونکہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا فَلَهُ سَلَبُهُ روایت کیا اسکو اسحق بن راہویہ نے مسند مین اسی لفظ سے اور ابو داؤد اور ابن حبان اور حاکم نے انس رضی اللہ عنہ سے اس لفظ سے مَنْ قَتَلَ كَافِرًا فَلَهُ سَلَبُهُ اور جماعت نے سوا نسائی کے اس لفظ سے ابو قتادہ سے مَنْ قَتَلَ قَتِيلًا لَهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهُ سَلَبُهُ یعنی جو شخص قتل کرے کسی کافر کو اور اسکے پاس گواہ ہون تو واسطے اسکے ہے سامان اس مقتول کا اور دلیل امام اعظمؒ کی یہ ہے کہ یہ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ حنین مین زیادہ کرنے انعام کے لیے فرمایا تھا نہ یہ کہ اسکا ہمیشہ حکم ہو شرع مین اور دلالت کرتا ہے اسپر وہ جو روایت کی طبرانی نے معجم کبیر اور اوسط مین کہ ایک شخص نے ارادہ کیا کل مال لینے کا قاتل سے اور ابو عبیدہ نے ارادہ کیا کہ اسمین پانچوان حصہ کرین تو کہا معاذ نے کہ سنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے إِنَّمَا لِلْمَرْءِ مَا طَابَتْ بِهِ نَفْسُ إِمَامِهِ یعنی آدمی کا وہ حصہ ہے جسنے مین اسکا امام خوشدل اور راضی ہو اور روایت کیا اسکو اسحق بن راہویہ نے اور تفصیل فتح القدیر مین ہے

ص باب کافرون کے غلبے کے بیان مین

اگر بعض کافر بعض کافرون پر غالب ہو کر انکو قید کرین اور انکا مال لے لین یا اونٹ ہمارے بھاگ کے انکے پاس چلے جاوین یا مسلمانون کے مالون پر غالب ہو جاوین اور ان مالون کو دار الحرب مین لے جاوین تو مالک ہو جاوینگے اور امام شافعیؒ کے نزدیک کافر مسلمانون کے مال کے مالک نہ ہونگے **ف** اور دلیل ہماری اور انکی اصل مین مذکور ہے **ص** اور کافر ہمارے آزاد اور مدبر اور ام ولد اور مکاتب اور غلام کو جو انکے پاس بھاگ گیا ہو مالک نہونگے اگرچہ اسکو پکڑ لیوین اور قید کرین قہر سے اور صاحبین کے نزدیک مالک ہووینگے لیکن اگر قہر سے نہین پکڑا تو بالاتفاق مالک نہونگے **ف** اور دلیل دونون کی اصل مین مذکور ہے **ص** اور ہم اگر انپر غلبہ پاوین تو انکے آزاد شخصون کے اور انکے مالون کے مالک ہو جاوینگے تو جو مسلمان اپنی چیز بجنسہا ان پاوے ہاتھ مین غانمین کے وہ غنیمت کی تقسیم سے پیشتر اسکو مفت لے لے اسکا عوض کچھ نہ دے اور اگر غنیمت کی تقسیم کے بعد اسکو اپنا مال ملے تو اس مال کی قیمت دیکر لے سکتا ہے **ف** اسواسطے کہ روایت کی دار قطنی اور بیہقی نے سنن مین ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مالون مین کہ لے جاوین اسکو دشمن اور مسلمان پھر چھین لیوین انسے کہ اگر صاحب مال اسکو پاوے قبل قسمت کے تو وہ حقدار ہے اسکا اور اگر پاوے اسکو اور قسمت ہو چکی ہو تو لے لیوے قیمت سے اور اسناد مین اسکی حسن بن عمارہ ضعیف ہے اور نکالا دار قطنی نے مانند اسکے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اور یاسین اسکی اسناد مین ضعیف ہے اور ذکر کیے زیلعی نے تخریج ہدایہ مین اس باب مین بہت آثار **ص**

اور جو کسی سوداگر نے کافرون سے وہ چیز مول لی ہو اور دار الاسلام مین لے آیا ہو تو جتنے دام سوداگر کے لگے ہون اسقدر دیکر لے لے **ف** اسواسطے کہ روایت کی ابوداؤد نے مراسیل مین تمیم بن طرفہ سے کہ ایک شخص نے ایک شخص کے پاس اپنی ناقہ پایا اور دشمن اٹھا لے گیا تھا اسکا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ثبوت قائم کیے ایک نے گواہ کہ یہ میرا ناقہ ہے اور دوسرے نے قائم کیے اس بات پر کہ اس ناقے کو خرید کیا مین نے دشمن سے تو فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر چاہے تو تو لے لے اس قیمت سے کہ خرید اہے جتنے کو اس شخص نے ورنہ چھوڑ دے تو اسکو اور ذکر کیا اسکو عبد الحق نے احکام مین اور کہا کہ اسناد کی اصح حدیث کی یاسین الزیات نے سماک بن حرب سے انہون نے تمیم بن طرفہ سے انہون نے جابر بن سمرہ سے اور یاسین ضعیف ہے کہا ابن القطان نے کہ ایسا ہی کہا ابن حزم نے اور مین نہین پہچانتا ہون اس سند کو ھکذا فی تخریج الھدایۃ للزیلعی

ص اگرچہ اس غلام کی کسی نے آنکھ پھوڑی ہو اور اسکا تاوان اس تاجر نے لیا ہو تو اب مسلمان اول مالک کو چاہیے کہ آنکھ پھوٹنے کے عوض مول مین سے کم کر کے دیوے بلکہ اگر چاہے کل ثمن دیکے لیوے تو اگر قید مین پڑا اور خرید ا دوبارہ ہو تو مشتری اول دوسرے سے اسکے دام دیکر لے اور پہلا مالک دونون دام مشتری اول کو دے اس مسئلے کی صورت یہ ہے کہ کافر زید کے غلام کو پکڑ لے گئے اور عمرو نے سو روپے کو خرید لایا پھر دوبارہ اس غلام کو کافر پکڑ لے گئے تو بکر نے سو روپے کو دار الاسلام مین لے آیا اب اگر عمرو اس غلام کو لیگا تو بکر کے دام یعنی سو روپے دیکر لیگا اور زید اگر عمرو سے لینا چاہیگا تو دوسو دینے پڑینگے اسلیے کہ عمرو کے اسپر دوسو لگے ہین اور زید کو اختیار نہین بکر سے سو روپے دیکر خرید لے کیونکہ اس صورت مین عمرو کے سو روپے ضائع ہو جاوینگے اگر کوئی غلام اپنے مالک کا اسباب لیکر کافرون کی طرف چلا گیا اور کفار نے پکڑ لیا اسکو اور کوئی سوداگر اس سے وہ غلام اور اسباب مول لیکر دار الاسلام مین لے آیا تو مالک قدیم اس غلام کو سوداگر سے مفت لے سکتا ہے اسلیے کہ کافر ہمارے غلام کے مالک نہین ہوتے اور غلام کے سوا اور اسباب مول دیکر لیوے جتنے دام مشتری نے کافرون کو دیے ہون اسلیے کہ ان چیزون کے وہ مالک ہو گئے تھے اور اگر کوئی کافر حربی مسلمانون کی امان سے دار الاسلام مین آیا ہو کسی مسلمان غلام کو خرید کرے اور اپنے ملک مین لے جاوے تو وہ آزاد ہوگا امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک آزاد نہو گا **ف** اور دلیل امام صاحب کی اور صاحبین کی اصل مین مذکور ہے

ص اور جو کوئی غلام حربی کا دار الحرب ہی مین مسلمان ہو کر چلا آوے یا مسلمان غالب ہو کر اس مسلمان غلام کو دار الحرب سے پکڑ لاوین تو ان دونون صورتون مین وہ غلام آزاد ہوگا **ف** اسواسطے کہ روایت کی امام احمد نے اور ابن ابی شیبہ نے مصنف مین اور طبرانی نے معجم مین مقسم سے انھون نے ابن عباس سے کہ دو غلام نکلے طائف سے طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سو آزاد کیا انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ان مین سے ابوبکرہ تھے اور ایک لفظ مین ابن ابی شیبہ کے یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے آزاد کرتے تھے ان غلامون کو جو آتے تھے آپ کے پاس مسلمان ہو کر اور آزاد کیے دن طائف کے دو غلام ایک انمین سے ابوبکرہ تھے اور روایت کی ایسی ہی ابو داؤد نے مراسیل مین مانند اسکے عبد ربہ بن الحکم سے کہا ابن القطان نے کہ عبد ربہ بن الحکم نہین پہچانا جاتا ہے حال اسکا اور روایت کی بیہقی نے عبد اللہ بن مکرم ثقفی سے اور انمین ہے کہ فرمایا آپ نے اُولٰٓئِكَ عُتَقَآءُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ یعنی وہ اللہ کے آزاد کیے ہوے ہین واللہ اعلم

ص باب مستامن کے بیان مین

ف مستامن اسکو کہتے ہین جسکو مار ڈالنے اور لوٹ لینے سے امن دیوین تاکہ دار الاسلام مین آوے یا مسلمان دار الحرب مین جاوے اگر کوئی مسلمان سوداگر دار الحرب مین جاوے تو وہ کافرون کی جان اور مال سے تعرض کرے

مگر جب کافرون کا بادشاہ اُسکا مال لے لیوے یا اُسکو قید کرے یا اور کوئی کافر اُسکے ساتھ یہ کام کرے اور حاکم کافرون کا جانتا ہو تو اگر باوجود اس حرمت کے کوئی چیز نکال لاوے تو اُسکا مالک ہوجاویگا بطور ممنوع پس ایسی چیز فقیرون کو خیرات کر دینی چاہیے اپنے خرچ مین نہ لاوے اسلیے کہ اُسکا لینا حرام تھا اور اگر سوداگر مذکور نے کسی کافر کے ہاتھ کوئی چیز قرض بیچی یا سوداگر نے کافر کے ہاتھ یا انمین سے ایک نے دوسرے سے زبردستی کوئی چیز لے لی اور پھر دونون دارالاسلام مین آوین اور قاضی کے یہان رجوع کرین تو قاضی نہ حکم غصب کا دے نہ قرض کا مسلمان کا کافر پر نہ کافر کا مسلمان پر اور یہی حال ہے اگر دو کافر دارالحرب مین قرض یا غصب کا معاملہ کرین اور پھر امن لیکر دارالاسلام مین چلے آوین یعنی قاضی کچھ حکم غصب یا قرض کا نہ دے ہان اگر دونون کافر مسلمان ہوکر دارالاسلام مین آوین اور نالش کرین تو قرض کا حکم کیا جاویگا اور غصب کا نہین کیا جاویگا اور اگر دو مسلمان امن لیکر دارالحرب مین جاوین اور ایک اُنمین سے دوسرے کو قصداً یا خطاءً مار ڈالے تو اُسکے مال مین خون بہا واجب ہوگا اور خطا کی صورت مین کفارہ بھی لازم ہوگا اور اگر دو مسلمان دارالحرب مین قید ہون اور اُنمین سے ایک دوسرے کو دارالحرب مین قتل کرے تو صرف خطا کی راہ سے مار ڈالنے مین کفارہ ہے اور خون بہا اور قصاص کچھ واجب نہین **ف** اور دلیل اسکی اصل مین مذکور ہے **ص** امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک دیت واجب ہوگی قصد اور خطا مین اور مستامن کو جو دارالحرب سے دارالاسلام مین آوے ایک سال کامل نہ رہنے دین اور اُس سے کہدین کہ اگر تو یہان ایک برس یا ایک مہینا جتنا امام کی راے مین ہو ٹھہریگا تو تجھپر جزیہ معین کردیا جاویگا پھر اس کہنے کے بعد اگر وہ پھر گیا تو بہتر اور اُس میعاد تک ٹھہریگا تو ذمی ہوجاویگا یعنی اُس سے جزیہ لینا چاہیے اور پھر وہ دارالحرب مین جانے نہ دیا جاوے جیسے کوئی مستامن زمین خراجی لے اور اُسپر خراج مقرر ہوجاوے تو اُسپر جزیہ ایک سال کا لازم ہوگا خراج مقرر ہونے کے وقت سے یا کوئی مستامن عورت ذمی مرد سے نکاح کرے تو ان صورتون مین بھی اُنکو نہ چھوڑینگے کہ اپنے ملک کو چلے جاوین برخلاف اسکے عکس کے یعنی اگر مستامن مرد ذمی عورت سے نکاح کرلے تو وہ مرد ذمی نہو جاویگا اور اگر وہ اپنے وطن کو جانا چاہیگا تو جانے دینگے پس اگر مستامن جو دارالاسلام مین آیا تھا دارالحرب کو لوٹا تو خون اُسکا حلال ہوجاویگا **ف** تو اگر کوئی مسلمان یا ذمی اُسکو قتل کر ڈالے تو کچھ نہین **ص** تو اگر وہ قید کرکے لایا جاوے یا کافرون پر مسلمان غالب ہووین اور وہ شخص مارا جاوے تو جو قرض اُسکا کسی مسلمان یا ذمی پر تھا ساقط ہوجاویگا اور جو مال اُسکا انمین سے کسی پاس امانت تھا مال غنیمت ہوجاویگا اور اگر وہ مر گیا یا بدون غلبے کے مارا گیا تو اُسکا قرض اور امانت اُسکے وارثون کو ملیگی اور اگر کوئی حربی امن لیکر دارالاسلام مین آیا اور دارالحرب مین اُسکی بی بی اور بچے اور کچھ مال کسی مسلمان یا ذمی یا حربی کے پاس ہے اور وہ یہان آکر مسلمان ہوگیا اور اُسکے بعد کافر مغلوب ہوے تو اُسکے تمام اشیاے مذکورہ داخل غنیمت ہونگے اور اگر دارالحرب مین مسلمان ہوکر دارالاسلام مین آیا اور پھر کافر مغلوب ہوے تو اُسکا چھوٹا بچہ مسلمان آزاد ہے اور جو امانت اُسکی مسلمان یا ذمی کے پاس ہوگی وہ اُسی حربی مسلمان کی ہوگی اور اسکے سوا اور چیزین **ف** یعنی عورت اور بڑے لڑکے اور جو مال اُسکا کہ حربی کے پاس ہے **ص** غنیمت ہوجاوینگے اور جو حربی مسلمان ہوا دارالحرب مین اور اُسکو کسی مسلمان نے قتل کیا قصداً یا خطاءً اور اُسکے وارث بھی مسلمان ہین دارالحرب مین تو اُسپر سوا کفارے کے خطا مین اور کچھ واجب نہوگا

اور امام شافعیؒ کے نزدیک قتل عمد میں قصاص اور خطا میں دیت واجب ہوگی اور جو شخص کہ حربی کہ کسی مسلمان کو مار ڈالے جسکا کوئی وارث نہو یا
کسی کافر حربی کو جو امن لیکر دار الاسلام میں آیا تھا اور مسلمان ہو گیا تھا مار ڈالے تو امام کو چاہیے کہ انکا خون بہا قاتل کی قوم سے لیوے اور اگر قصداً اسکو
مار ڈالے تو اسکا حکم قصاص میں یا بدلا لینا یا خون بہا لینا ہے نہ معاف کرنا یعنی بادشاہ کو اختیار ہو چاہے مار ڈالے چاہے خون بہا لے مگر معاف نہیں کرسکتا

ص باب وظائف یعنی زمین عشری اور خراجی اور جزیے کے بیان میں

زمین عرب کی اور وہ زمین جہاں کے رہنے والے مسلمان ہو گئے ہوں یا غلبے کے طور پر مفتوح ہو کر لشکر اسلام کو بانٹ
دی گئی ہو اور زمین بصرے کی سب عشری ہے **ف** یعنی انکی پیداوار سے دسواں حصہ یعنی ایک حصہ لینا چاہیے لیکن زمین عرب کی
سو اسواسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاے راشدین نے خراج نہیں لیا عرب کی زمین سے اور جو زمین کہ اسلام لائے اہل اسکے یا لشکر
اسلام میں بانٹ دی گئی وہ زمین قبضے میں مسلمانوں کے ہے اور مسلمانوں کی زمین سے عشر لیا جاتا ہے اور لیکن زمین بصرے کی
تو چاہیے تھا کہ خراجی ہوتی مگر صحابہ نے مقرر کیا اسپر عشر کو اسواسطے قیاس متروک ہو گیا **ص** اور جو ملک کہ غلبے سے جیتا
ہوا اور پھر وہاں کے باشندون کو اسپر قائم رکھا ہو یا امام نے انکے ساتھ صلح کر لی ہو تو وہ خراجی ہے **ف** اور ایسی ہی
زمین سواد عراق کی اسواسطے کہ روایت کی ابو عبید قاسم بن سلام نے کتاب الاموال میں ابراہیم تیمی سے کہ جب فتح کیا
مسلمانون نے سواد کو کہا انھون نے واسطے عمرؓ کے کہ تقسیم کر دو اسکو ہمارے بیچ میں کیونکہ فتح کیا ہمنے اسکو غلبے سے تو فرمایا ع یعنی گز لمبا
حضرت عمرؓ نے کہ کیا ہوگا انکے واسطے جو تمہارے بعد مسلمان آوینگے تو مقرر رکھا انھون نے وہاں کے باشندون کو اسپر اور
انکی گردنون پر جزیہ اور انکی زمینون پر خراج باندھا اور ایسا ہی کیا عمرو بن عاصؓ نے جب فتح کیا زمین مصر کو اخراج کیا اسکا ابن
سعد نے طبقات میں اور مقرر ہوا خراج ملک شام پر باجماع صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اور یہ مشہور ہے **ص** اور اگر کوئی
شخص زمین ویران کو جو کسی کی ملک نہو آباد کرے تو وہ زمین اگر عشری کے متصل ہوگی تو عشری ہوگی اور اگر خراجی کے متصل ہوگی تو
خراجی ہوگی اور وہ خراج جسکو حضرت عمرؓ نے سواد عراق پر مقرر کیا تھا یہ ہے کہ جو زمین قابل زراعت ہو اور وہاں پانی پونہچے اسکی پیداوار
غلے میں سے ہر جریب پیچھے ایک صاع گیہوں یا جو وغیرہ اور ایک درم لینا چاہیے اور ترکاری کی زمین سے ہر جریب میں پانچ درم اور انگور
اور چھوہارے کہ ملے کھڑے ہوں انکی جریب میں دس درم اور اسکے سوا میں مثل زعفران اور باغ وغیرہ کے جو اسکے حال کے مناسب ہو
لیا جاوے **ف** اور یہ سب ثابت ہے حضرت عمرؓ سے مختلف روایات میں اخراج کیا انکا ابو عبید نے کتاب الاموال میں اور عبد الرزاق
اور ابن ابی شیبہ نے **ص** اور جریب شصت در شصت درعہ ہوتا ہے **ف** یعنی ساٹھ گز کو ساٹھ گز میں ضرب دیجیے
جتنا حاصل ہو اور وہ (۳۶۰۰) ہوتے ہیں اتنے کا ایک جریب ہوتا ہے **ص** اور کتب فقہ میں ہے کہ گز بادشاہی کا سات مٹھی کا
ہوتا ہے اور گز مساحت کا سات مٹھی اور ایک انگلی کھڑی ہوئی اور اہل حساب کے نزدیک گز چوبیس انگل کا اور انگل چھ جو کا ہوتا ہے
اسطرح کہ سب بطون جو کے ملے ہوں ایک دوسرے سے **ف** چلپی حاشیہ شرح وقایہ میں ہے کہ معتبر جریب میں گز بادشاہی ہے **ص** اور خراج میں
آدھے سے بڑھ کر نہ لیا جاوے اور جو گنجایش اسقدر محصول کی نہو تو کم کر دیا جاوے مگر زیادہ کی گنجایش کی صورت میں زیادہ نہ کیا جاوے نزدیک
امام ابو یوسفؒ کے اور زیادہ کیا جاوے نزدیک امام محمدؒ کے **ف** اور صحیح قول امام ابو یوسفؒ کا ہے اور اسی پر فتوی ہے اور موید ہے
اسکے وہ جو روایت کی عبد الرزاق نے ابراہیم سے کہ آیا ایک شخص پاس عمرؓ کے اور کہا کہ زمین خراج میں زیادہ گنجایش ہے اُس سے

جو مقرر ہوا انپر تو فرمایا آپ نے کہ نہین اوہ ہمکو طرف انکے یعنی ہمسے کچھ علاوہ نہین جتنا مقرر ہو چکا اتنا ہی لین گے **ص**
اور جو خراج گذار کی زمین پر پانی پہونچنا بند ہو جاوے یا پانی زمین پر غالب ہو جاوے یا کھیتی کو کوئی آفت پہونچے تو ان صورتون مین مین پر کچھ خراج نہوگا اور اگر مالک نے مین اپنی زمین کو پڑا رکھے یا مسلمان ہو جاوے یا کوئی مسلمان مین خراجی کو خرید کرے تو ان سب صورتون مین خراج لازم ہوگا **ف** اسواسطے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے خرید لیا تھا زمین خراج کو اور خراج دیا کرتے تھے کما بیہقی نے معرفہ مین کہ ابن مسعودؓ اور خباب بن الارتؓ اور حسین بن علیؓ اور شریحؒ ان سب کی تھین زمینین خراج کی اور روایت کیے ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے اور عبد الرزاق نے اس باب مین چند آثار ذکر کیا انکو زیلعی نے تخریج مین اور ابن الہمام نے فتح القدیر مین **ص** اور خراجی زمین کی پیداوار مین عشر نہین یعنی اسکی پیداوار مین خراج ہی کافی ہے عشر نہ لیا جاوے اور امام شافعیؒ کے نزدیک عشر بھی لیا جاوے **ف** اور دلیل ہماری یہ ہے کہ کسی نے خلفائے راشدین اور صحابہ مین سے جمع نہین کیا عشر اور خراج مین

اور ہدایہ مین ہے کہ دلیل ہماری قول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لَا یَجْتَمِعُ عُشْرٌ وَّخَرَاجٌ فِیْ اَرْضِ مُسْلِمٍ یعنی نہین جمع ہوتے ہین عشر اور خراج زمین مین مسلمان کی اور اس حدیث کو روایت کیا ابن عدی نے یحییٰ بن عنبسہ سے ثنا ابو حنیفۃ عن حماد عن ابراھیم عن علقمۃ عن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لَا یَجْتَمِعُ عَلٰی مُسْلِمٍ خَرَاجٌ وَّعُشْرٌ اور کہا کہ یہ روایت کی جاتی ہے قول سے ابراہیم کے اور روایت کیا اسکو ابو حنیفہ نے حماد سے انھون نے ابراہیم سے پھر آیا یحییٰ بن عنبسہ اور باطل کیا اسکو اور ملا دیا اسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک اور یحییٰ بن عنبسہ ظاہر ہے حال اسکا ضعف مین کہ روایت کرتا ہے ثقات سے موضوعات کو اور کہا ابن حبان نے کہ نہین ہے یہ کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور یحییٰ بن عنبسہ دجال ہے بناتا ہے حدیث کو نہین حلال ہے روایت اس سے اور کہا دار قطنی نے یحییٰ یہ دجال ہے بناتا ہے حدیث کو اور یہ تہمت ہے امام ابو حنیفہؒ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک اور ذکر کیا اسکو ابن الجوزی نے موضوعات مین اور کہا بیہقی نے کہ یہ حدیث باطل ہے اور یحییٰ متہم ہے ساتھ وضع کے انتہی لیکن روایت کی ابن ابی شیبہ نے شعبی سے کہ کہا انھون نے نہین جمع ہوتا ہے عشر اور خراج کسی زمین مین اور ایسی ہی روایت کی عکرمہ سے **ص**
اور اگر سال مین دوبار پیداوار ہو تو عشر بھی دوبار لیا جاویگا اور خراج دوبار نہ لیا جاویگا **ف** اور مروی ہے یہ حضرت عمرؓ سے روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے **ص** لیکن جب خراج مقاسمہ ہو یعنی مثلاً ربع پیداوار یا خمس اسکا مقرر ہو تو وہ مکرر لیا جاویگا مثل عشر کے

ص فصل جزیے کے بیان مین

جزیہ دو قسم ہے ایک وہ ہے کہ طرفین کی رضامندی سے مقرر ہو تو اس سے کم یا زیادہ نہ لیا جاوے **ف** جیسا کہ صلح کی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل نجران سے دو ہزار کپڑون کے جوڑون پر آدھے صفر مین اور آدھے رجب مین روایت کیا اسکو ابو داؤد نے کتاب الخراج مین **ص** اور ایک جزیہ وہ ہے کہ امام اپنی طرف سے اسکو شروع کرے جب غالب ہو انپر تو مقرر کیا جاوے اہل کتاب اور مجوسی اور بت پرست پر جو عجم کا رہنے والا ہو **ف** اور امام شافعیؒ کے نزدیک بت پرست سے عجم کے بھی جزیہ نہ لیا جاویگا **ص** دولت والے پر ہر سال مین اڑتالیس درم تو ہر مہینے مین چار درم ہوے اور بیچ حال والے پر چوبیس درم سالانہ اور فقیر پر جو کما سکتا ہے بارہ درم سالانہ مقرر کیا جاوے اور امام شافعیؒ کے نزدیک ہر مرد بالغ اور عورت بالغہ پر

ثنا مخفف حدثنا

ایک دینار مقرر کیا جاوے فقیر ہون یعنی **ف** اسواسطے کہ روایت کی ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی نے معاذؓ
سے کہ بھیجا انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طرف یمن کے کہ لیوین ہر بالغ سے ایک دینار کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن ہے اور
روایت کیا اسکو ابن حبان نے صحیح مین اور حاکم نے مستدرک مین اور کہا کہ صحیح ہے شرط بخاری و مسلم پر اور نہین نکالا انہون نے اسکو اور
عبد الرزاق کی روایت مین ہے من کل حالم او حالمة دینار ۲ اور ہم کہتے ہین کہ یہ حدیث محمول ہے اوپر صلح کے اور اسیواسطے
حکم کیا جزیہ لینے کا عورت بالغہ سے حال آنکہ اس سے جزیہ نہین لیا جاتا اور کہا ابو عبید اللہ نے کہ یہ حدیث منسوخ ہے اور دلیل ہماری یہ ہے
کہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے کہ مقرر کیا عمر بن خطابؓ نے جزیے کو مالدار پر اڑتالیس درم اور متوسط پر چوبیس درم اور فقیر پر
بارہ درم اور مثل اسکے مروی ہے عثمانؓ اور علیؓ سے **ص** اور عرب کے بت پرست پر جزیہ نہین تو اگر امام انپر غالب ہو تو عورتین
اور چھوٹے لڑکے انکے مال غنیمت ہو جاوینگے اور نہ مرتد پر اور نہ قبول کیا جاویگا ان دونون سے مگر اسلام یا تلوار اور امام شافعیؒ کے
نزدیک مشرکین عرب کو بھی غلام بنا لینگے **ف** اور دلیل ہماری ہدایہ مین مذکور ہے **ص** اور اسیطرح جزیہ نہین ہے نصرانی
گوشہ نشین پر جسکو عربی مین راہب کہتے ہین اور لڑکے اور عورت اور غلام اور اندھے اور اپاہج پر اور امام ابو یوسف کے نزدیک
اپاہج پر جزیہ واجب ہے جب اسکے پاس مال ہو اور اس فقیر پر جو کچھ نہین کماتا **ف** اور امام شافعیؒ کے نزدیک ایسے فقیر سے لیا جاوے
اور دلیل ہماری یہ ہے کہ عثمان بن حنیف نے جزیہ نہین مقرر کیا فقیر پر اس سبب پر روبرو جماعت صحابہ کے اور ابن زنجویہ نے روایت کی کہ حضرت
عمرؓ نے لکھا کہ نہ جزیہ لیا جاوے شیخ فانی سے **ص** اور جزیہ ساقط ہو جاتا ہے موت اور اسلام سے **ف** یعنی وہ کافر اگر مسلمان ہو جاوے
تو جزیہ اس پر نہ رہیگا اور ایسا ہی اگر مر جاوے اور امام شافعیؒ کے نزدیک دونون صورتون مین رہتا ہے اور دلیل ہماری قول ہے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ نہین ہے مسلمان پر جزیہ نکالا اسکو ابوداؤد اور ترمذی نے ابن عباسؓ سے اور طبرانی نے اوسط مین
ابن عمرؓ سے کہ جو شخص اسلام لاوے تو نہین ہے جزیہ اس پر **ص** اور اگر ایک سال کا جزیہ ادا نہین کیا اور دوسرا سال ہو گیا تو
جزیہ اسکے سال کا دینا پڑیگا اسلیے کہ جزیہ ایک سال کا دوسرے مین آ جاتا ہے نزدیک امام صاحب کے اور صاحبین کے نزدیک
دو سال کا دینا پڑیگا اور نیا گرجا اور یہودیون کا معبد **ف** اور اسیطرح ہندوؤن کا شوالہ **ص**
دار الاسلام مین نہ بنایا جاوے **ف** اسواسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہین خصی کرنا ہے اسلام مین اور نہ بنانا کنیسہ
یعنی معبد یہود کا روایت کیا اسکو بیہقی نے ابن عباسؓ سے اور ضعیف کیا اسکو اور روایت کیا اسکو ابو عبید قاسم بن سلام نے
اور مروی ہے یہ حضرت عمر بن الخطابؓ سے بھی **ص** اور اگر پرانا ڈھ گیا ہو تو اسکو پھر سے بنالیوین اور ذمی شخص مسلمانون
سے لباس اور سواری اور زین مین جدا کیا جاوے اسطرح کہ گھوڑون پر سوار نہو اور ہتھیارون کا استعمال نہ کرے
اور تاگا سوت کا جو باندھتے ہین کمر پر اسکو ظاہر رکھے اور ایسے زین پر چڑھے جو پالان کی شکل کا ہو اور جدا کی جاوین عورتین انکی
راہ مین اور حمام مین **ف** راہ مین اسطرح کہ ایک گوشے مین ہو کر چلین اور حمام مین اسطرح کہ ایسی ازار پہنین جسکو مسلمان عورتین
نہ پہنتی ہون **ص** اور انکے گھرون پر نشان مقرر کیا جاوے تاکہ فقیر انکے واسطے دعا نہ مانگین اور اگر ذمی دار الاسلام کے
مقامون مین لڑائی کی طیاری سے چڑھ جاوے یا دار الحرب مین چلا جاوے تو عہد اسکا ٹوٹ جاویگا اور وہ بمنزلے مرتد کے ہو جاویگا **ف**
اسطرح پر کہ اسکے مال کو وارثون مین تقسیم کر دینگے **ص** لیکن اگر پھر ماخوذ ہوگا تو غلام بنایا جاویگا اور مرتد اگر ماخوذ ہو تو قتل کیا جاویگا

اور اگر ذمی جزیہ دینے سے انکار کرے یا مسلمان عورت سے زنا کرے یا کسی مسلمان کو مار ڈالے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو برا کہے تو ان امور سے اسکا عہد ذمی کا نہیں ٹوٹتا **ف** لیکن ابن الہمام نے تصریح کی ہے کہ اگر وہ از راہ تمرد اور شرارت کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے تو عہد ٹوٹ جاویگا اور وہ قابل قتل کے ہے کیونکہ ذمی سے جزیہ غنیمت سمجھ کر لیا جاتا ہے جبکہ وہ ہمارے پیغمبر کو برا کہنے لگے تو گویا ہم اُنسے عاجز ہوگئے اور یہی مذہب ہے امام شافعیؒ کا **ص** اور تغلبی مرد اور عورت سے جو دونوں بالغ ہوں تو اہل اسلام کی زکوٰۃ سے دو چند لیا جاوے **ف** اور تغلبی کا بیان کتاب الزکوٰۃ مالوں کی زکوٰۃ کے بیان میں گذرا **ص** اور تغلبی فرقے کا غلام آزاد کیا ہوا مثل قریشیوں کے آزاد کیے ہوئے کے ہے یعنی اُس سے زمین کا خراج اور جزیہ لینا چاہیے **ف** جیسے قریشیوں کے غلامان آزاد سے لیتے ہیں زکوٰۃ کا دونا نہ لینا چاہیے جیسے تغلبیوں سے لیتے ہیں **ص** اور امام زفرؒ کے نزدیک اُس سے دونا لینا چاہیے یعنی پانچواں حصہ پیداوار زمین سے اور بیسواں حصہ جسمیں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے **ف** کیونکہ حدیث میں ہے کہ مولی قوم کا اُسی میں سے ہوتا ہے روایت کیا اسکو ترمذی نے اور جواب ہمارا ہدایہ اور اصل میں مذکور ہے **ص** اور خراج زمین کا اور جزیے کا مال اور تغلبیوں کا مال اور جو وہ ہدیہ بھیجیں امام کو اور جو مال کہ اُنسے بدون جنگ کے ہاتھ آوے یہ سب اموال مسلمانوں کے بہتر کاموں میں صرف کیے جاویں مثلاً کفاروں کی راہ بند کرنے اور پانی پر پل باندھنے اور بڑے پل تعمیر کرانے اور عالموں اور قاضیوں اور عاملوں اور سپاہیوں اور اُنکی اولاد کے روزینے میں خرچ کریں اور جو شخص کہ نصف سال کے بیچ میں مرجاوے وہ بخشش سالانہ سے محروم رہیگا اور بخشش سالانہ وہ ہے جو ہمارے زمانے میں قاضی [illegible]

ص باب مرتد یعنی اُن لوگوں کے بیان میں جو دین اسلام سے پھر جاویں

مرتد پر اسلام پیش کیا جاوے اور اُسکے دل میں جو مسلمانی کے دین میں شبہے ہوں وہ دور کیے جاویں تو اگر مہلت طلب کرے تو تین دن تک مہلت دیا جاوے اگر اس عرصے میں توبہ کرے تو بہتر ورنہ قتل کیا جاوے **ف** تو مہلت دینا اپنی طرف سے ہمارے نزدیک مستحب ہے اور امام شافعیؒ کے نزدیک حاکم کو درست نہیں کہ بغیر مہلت دیے مار ڈالے دلیل امام اعظمؒ کی وہ ہے جو صحیح بخاری میں مروی ہے کہ جو بدلے اپنے مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهٗ فَاقْتُلُوْهُ یعنی جو شخص بدل ڈالے دین اپنا تو قتل کرو اسکو اور اگر مہلت مانگے تو مہلت دینا واجب ہے **ص** اور مرتد کی توبہ یہ ہے کہ دین اسلام کے سوا سب دینوں سے ناراض اور بیزار ہو یا اُس دین سے نفرت کرے جسکو اُسنے اختیار کیا ہو اور اگر مسلمان ہونے کو اُسکو کہیں اور اُس سے پہلے ہی مار ڈالیں تو یہ امر ترک استحباب کا ہے اگر کوئی بیشتر ہی اُسکو مار ڈالے تو قاتل پر تاوان آویگا اور مرتد ہونے سے مرتد کی ملک اُسکے مال پر سے جاتی رہتی ہے مگر ملک کا جانا موقوف رہتا ہے یعنی اگر وہ پھر مسلمان ہو جاوے تو ملک بھی بدستور قائم رہیگی اور اگر حالت مرتدی میں مرجاوے یا قتل کیا جاوے یا دار الحرب میں مل جاوے اور قاضی نے حکم کیا کہ وہ دار الحرب میں مل گیا تو اُسکے مدبر اور ام ولد آزاد ہو جاوینگے اور قرض اُسکا جو میعادی تھا حال ہو جاویگا یعنی اُسکی مدت باقی نہ رہیگی **ف** اور امام شافعیؒ کے نزدیک جب دار الحرب میں مل جاوے اُسکا مال ایسا ہی رہیگا جیسے پہلے تھا **ص** اور جو کچھ کہ مال اُسکا وقت مسلمانی کی کمائی کا ہوگا بعد ادائے قرضہ حالت اسلام کے وہ اُسکے مسلمان وارث کا ہوگا اور جو مال کہ اُسنے مرتدی کی حالت میں کمایا ہوگا اُسمیں سے اُن دونوں کا قرضہ دیکر باقی مال غنیمت ہوگا یہ مذہب امام صاحب کا ہے اور صاحبین کے نزدیک دونوں حالت کے مال اُسکے وارث مسلمان کے ہونگے اور نزدیک امام شافعیؒ کے دونوں حالت کے مال غنیمت ہو جاوینگے اور باطل ہوگا نکاح اور ذبیحہ مرتد کا اور صحیح ہے

طلاق اور رام ولد بنانا اُسکا اور شرکت مفاوضہ **ف** جسکا بیان ... **ص** ... اور ہبہ کرنا اور بیع کرنا اور وصیت یہ سب تصرفات موقوف رہینگے پس اگر وہ اسلام لاوے تو یہ تصرف جاری ہو جائینگے اور اگر مرجاوے یا قتل کیا جاوے یا دار الحرب مین ملجاوے اور حکم اُسکا ہو جاوے تو سب تصرف باطل ٹھہرینگے اور جو قاضی کے حکم مرتد کے مسلمان ہو کر چلا آیا تو وہ گویا مرتد ہی نہوا اور اگر بعد اُسکے آیا تو جو مال اُسکا اُسکے وارثون کے پاس ہو لیوے اور اگر عورت مرتد ہو جاوے تو اُسکو جان سے نہ مارین بلکہ قید کرین یہانتک کہ توبہ کرے **ف** اور امام شافعیؒ کے نزدیک قتل کی جاوے اور دلیل ہماری یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا قتل سے عورتون کے مروی ہے صحیحین مین اور روایت کی دار قطنی نے ابن عباسؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ قتل کی جاوے عورت جب مرتد ہو جاوے اور اسناد مین اسکی عبد اللہ بن عیسی الجزری ہے کہا دار قطنی نے کذاب ہے بناتا ہے احادیث کو اور نکالا ابن عدی نے کامل مین ابی ہریرہؓ سے کہ ایک عورت مرتد ہو گئی زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین تو نہین قتل کیا آپنے اُسکو اور ضعیف کیا اُسکو بسبب حفص بن سلیمان کے کہا ابن عدی نے اکثر روایات اُسکے غیر محفوظ ہین اور نکالا طبرانی نے معجم مین معاذ بن جبلؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بھیجا اُنکو یمن کی طرف تو کہا اُنسے کہ جو مرد پھر جاوے اسلام سے تو بلا اُسکو اگر توبہ کرے تو قبول کر ورنہ مار گردن اُسکی اور جو عورت کہ پھر جاوے اسلام سے تو بلا اُسکو اگر توبہ کرے تو قبول کر اور اگر انکار کرے تو قید کر اُسکو اور نکالا دار قطنی نے حضرت علیؓ سے کہ فرمایا انھون نے عورت قید کی جاوے اور قتل نہ کی جاوے اور اسناد اسکی ضعیف ہے بسبب خلاس کے تو اسوقت مین استدلال حدیث صحیحین سے اولی ہے اور امام شافعیؒ کی جانب کی حدیثین ضعیف ہین استدلال اُنسے مستقیم نہین ہوتا مذکور ہین فتح القدیر حاشیہ ہدایہ مین **ص** اور صحیح تصرف اُسکا اور حالت اسلام اور ارتداد دونون مین جو کسب اُسکا ہے اُسکے وارثون کو ملیگا تو اگر مسلمان لونڈی مرتد کی جنی اور مرتد نے اُس لڑکا دعوی کیا تو وہ اُسکا بیٹا ہوگا اور وارث ہوگا جسوقت مرتد مرجاوے یا دار الحرب مین ملجاوے خواہ ولادت وارتداد مین چھ مہینے سے مدت کم ہو یا زیادہ اور جو وہ لونڈی نصرانی ہو تو اگر مرتد ہونے اور ولادت مین چھ مہینے سے کم ہے تو وارث ہوگا اور اگر چھ مہینے سے زیادہ ہے تو وارث نہوگا اور اگر مرتد مع اپنے مال کے دار الحرب مین ملجاوے اور مسلمان اُسپر غالب ہون تو وہ مال مسلمانون مین غنیمت ہو جاویگا اور اگر مرتد دار الحرب مین ملکر پھر دار الاسلام مین آکر مال لیکے دار الحرب مین ملجاوے پھر مسلمانون کے غلبے مین وہ مال ہاتھ لگے تو مال مذکور اُس مرتد کے وارث کو قبل قسمت غنیمت کے ملیگا پس اگر مرتد دار الحرب مین جا ملے اور اُسکا غلام اُسکے بیٹے کا ہو جاوے یعنی قاضی حکم کر دے کہ اب اُسکا مالک بیٹا ہے اور اُسکا بیٹا اُس غلام کو مکاتب کر دے پھر وہ مرتد مسلمان ہو کر چلا آوے تو کتابت کے عوض کا مال اور ولا یعنی ترکہ اُسکا اُسی مرتد کو جو مسلمان ہو گیا ہے ملیگا اور اگر مرتد کسی کو براہ خطا مار ڈالے اور دار الحرب مین جا ملے یا مارا جاوے تو خون بہا مقتول کا مرتد کے اُس مال مین سے ہوگا جو حالت اسلام مین کمایا ہو اور صاحبین کے نزدیک دونون حالتون کے مال مین سے ہوگا **ف** اسواسطے کہ اُنکے نزدیک دونون حالتون کا کسب اُسکے وارث کو ہے **ص** اور اگر عمرو نے زید کا ہاتھ جان بوجھکر کاٹ ڈالا اور زید پھر مرتد ہو گیا اور اُسی زخم مین مر گیا یا دار الحرب مین جا ملا اور پھر وہان سے مسلمان ہو کر آیا اور اُسی زخم مین مر گیا تو عمرو کے مال سے نصف خون بہا مرتد کے وارثون کو دلایا جاویگا اور اگر دار الحرب مین نجاوے اور دار الاسلام ہی مین مسلمان ہو کر زخم کے سبب سے مر جاوے تو اس صورت مین عمرو تمام خون بہا کا ضامن ہوگا اور امام محمد

نزدیک نصف کا اور جو مکاتب مرتد ہو کر دارالحرب مین جا ملے پھر مال سمیت پکڑا جاوے اور قتل کیا جاوے تو بدل کتابت مالک کو ملیگا اور جسقدر زیادہ بچیگا وہ مکاتب کے وارثون کو ملیگا اور جو خاوند اور جورو دونون مرتد ہو کر دارالحرب مین جا ملین اور وہان انکے بیٹا ہو اور اس بیٹے کا بیٹا پیدا ہو پھر مسلمانون کی فتح ہو اور یہ پکڑے جاوین تو بیٹا اور پوتا مرتد کا مال غنیمت ہونگے اور بیٹے پر مسلمان ہونے کے لیے زبردستی کی جاویگی مگر پوتے پر نہ کی جاویگی اور حسن بن زیاد کی روایت مین پوتے پر بھی جبر کیا جاویگا اور جو لڑکا کہ عاقل ہو اسکا مرتد ہونا صحیح ہے جیسے اسلام اسکا صحیح ہے اور ایسے مرتد لڑکے پر مسلمان ہو جانے پر زبردستی کی جاویگی جان سے نہ مارا جاویگا اگر انکار کرے اسلام سے اور امام شافعیؒ اور زفرؒ کے نزدیک اسکا ارتداد صحیح ہے اور نہ اسلام اور ہماری دلیل یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اسلام لائے لڑکپن مین اور صحیح رکھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام انکا اور افتخار حضرت علیؓ کا اس بات سے مشہور ہے کہا انھون نے **شعر** سَبَقْتُکُمْ عَلَی الْاِسْلَامِ طُرًّا + غُلَامًا مَّا بَلَغْتُ اَوَانَ حُلُمِیْ

ف یعنی پیش دستی کی مین نے تمھارے اوپر اسلام مین سب پر درانحالیکہ مین لڑکا تھا نہین پہونچا تھا وقت احتلام کو روایت کیا اسکو بیہقی نے اور ضعیف کیا اسکو اور ابن عساکر نے تاریخ مین اور نکالا بخاری نے تاریخ مین عروہ سے کہ اسلام لائے حضرت علیؓ اور وہ آٹھ برس کے تھے اور مستدرک مین حاکم کی ہے کہ دس برس کے تھے اور تفصیل کی اس مقام مین شیخ ابن الہمام نے فتح القدیر مین

ص باب باغیون کے بیان مین

جو قوم مسلمان بادشاہ اسلام کی فرمانبرداری سے باہر ہو جاوین تو بادشاہ انکو اپنی اطاعت کے لیے کہے اور جو شبہہ انکو پیدا ہو گیا ہو اسکو دور کرے **ف** اسواسطے کہ حضرت علیؓ نے ایسا ہی کیا خوارج سے اول ذکر کیا اسکو نسائی نے سنن کبریٰ مین **ص** تو اگر وہ اکٹھے ہو کر ایک مکان مین جمع ہووین تو بادشاہ کو درست ہے کہ انسے لڑائی شروع کرے اگرچہ وہ شروع نہ کرین اور امام شافعیؒ کے نزدیک جب تک وہ شروع نہ کرین تو بادشاہ شروع نہ کرے **ف** اور دلیل ہماری اصل مین کو ہے **ص** اور اگر انکی جماعت کوئی اور ایسی ہو کہ یہ لوگ انکے ساتھ ملکر مضبوط ہو جاوینگے تب تو جو شخص ان باغیون مین کا زخمی ہو اسکو جان سے مار ڈالے اور جو بھاگے اسکا پیچھا کرے اور اگر ایسی جماعت اور نہو تب زخمی کو مارے نہ بھاگتے کا پیچھا کرے اور انکی اولاد کو قید نہ کرے اور انکے مالون کو بانٹ نہ لین بلکہ روک رکھین یہانتک کہ وہ توبہ کرین **ف** اسواسطے کہ روایت کی حاکم نے مستدرک مین اور بزار نے مسند مین کوثر بن حکیم سے انسے نافعؓ سے انھون نے ابن عمرؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا جانتا ہے تو کیا حکم ہے خدا کا باغیون مین اس امت کے کہا انھون نے اللہ اور رسول اسکا خوب جانتا ہے تب فرمایا آپ نے کہ انکے زخمی کو نہ مارین اور انکے قیدی کو قتل نہ کرین اور انکے بھاگتے کا پیچھا نہ کرین اور انکے مال کو تقسیم نہ کرین اور ضعیف کیا اسکو بزار نے بسبب کوثر بن حکیم کے اور ایسا ہی حکم کیا حضرت علیؓ نے جنگ جمل مین نکالا اسکو ابن ابی شیبہ نے اور عبدالرزاق نے **ص** اور اگر غازیون کو باغیون کے گھوڑون اور ہتھیارون کی حاجت پڑے تو انکو کام مین لاوین اور اگر ایک باغی اپنے جیسے باغی کو مار ڈالے پھر انکی شکست ہو جاوے اور ہم غالب ہون تو قاتل پر کچھ لازم نہ ہوگا اور جو باغی کسی شہر پر قبضہ کرین اور شہر والون مین سے کوئی شہری دوسرے شہری کو مار ڈالے پھر وہ شہر فتح ہو تو شہری قاتل اس مقتول کے قصاص مین مارا جاویگا اور اگر باغی کسی عادل کو یعنی جو بادشاہ کی اطاعت مین ہو مار ڈالے اور باغی یہ کہتا ہو کہ مین اسکے

مار ڈالے اسنے مین حق پر ہون یا عادل مار ڈالے باغی کو تو قاتل اگر قرابت دار ہے میراث پانے کی مقتول سے رکھتا ہوگا تو اسکا وارث ہوگا اور جو باغی کہے کہ مین باطل پر ہون تو وہ مقتول عادل کا وارث نہوگا اور امام شافعی اور ابو یوسف کے نزدیک اگر باغی عادل کو مار ڈالیگا تو کبھی وارث نہوگا برابر ہے کہ اپنی حقیت کا دعوی کرے یا کہے کہ مین باطل پر تھا اور اہل فتنہ کے ہاتھ **ف** مثلاً باغیون اور رہزنون اور اہل حرب کے ہاتھ **ص** ہتھیارون کا بیچنا مکروہ ہے اور اگر یہ معلوم نہو کہ خریدار اہل فتنہ مین سے ہے تو مکروہ نہین

ص کتاب اللقیط

ف اسمین لقیط کا بیان ہے یعنی اُس بچے کا جو پڑا ہوا ملے اور اُسکا والی معلوم نہو **ص** ایسے بچے کا اُٹھا لینا مسلمان کو مستحب ہے **ف** کیونکہ اسمین ایک جان کی محافظت ہے **ص** اور اگر اُسکے تلف ہو جانیکا خوف ہو تو اسوقت اُٹھانا واجب ہے مانند لقطہ کے **ف** لقطہ کہتے ہین پڑی چیز کو اور اُسکا بھی اُٹھانا وقت خوف تلف کے واجب ہے **ص** اور وہ بچہ آزاد رہیگا مگر جب کوئی حجت قائم ہو اسکے مملوک ہونے پر **ف** مثلاً گواہ لاوے **ص** اور اُسکا خرچ بیت المال مین ہوگا **ف** اسواسطے کہ حضرت عمرؓ نے کہا لقیط مین لیجا اُسکو اور وہ آزاد ہے اور ہمارے اوپر ہے نفقہ اُسکا روایت کیا اُسکو مالک نے موطا مین اور شافعیؒ نے مسند مین اور عبد الرزاق کی روایت مین ہے کہ نفقہ اُسکا بیت المال مین سے ہے اور ایسا ہی منقول ہے حضرت علیؓ سے روایت کیا اسکو عبد الرزاق نے **ص** اور اُسکے قصورون کا تاوان بھی بیت المال مین سے دینگے اور میراث بھی اُسکی وہین ہوگی **ف** اسواسطے کہ زہری کی روایت مین ہے کہ فرمایا عمرؓ نے کہ ترکہ اُسکا واسطے مسلمانون کے ہے وارث ہونگے اُسکے اور دیت دینگے اُسکی طرف سے اور نکالا اُسکو بخاری نے ترجمہ باب مین **ص** اور اُٹھانے والے سے اُسکو کوئی لے نہین سکتا اور اُسکا نسب ایک شخص اور دو شخصون سے ثابت ہوگا یعنی جو کوئی دعوی کرے کہ یہ میرا لڑکا ہے نسب اُس سے ثابت ہوگا گو مدعی دو ہون اور اگر دونون مدعیون مین سے کوئی ایسی نشانی بتادے جو اُس لڑکے مین موجود ہو تو اُس شخص سے نسب ثابت ہوگا ورنہ دونون برابر ہونگے اور اگر غلام اُسکا دعوی کریگا تو نسب غلام سے ثابت ہوگا مگر وہ بچہ آزاد ہوگا اور اگر ذمی دعوی کرے کہ میرا ہے تو ذمی سے نسب ثابت ہوگا لیکن وہ بچہ مسلمان رہیگا بشرطیکہ وہ بچہ ذمی کے مکان سے محلے اور گانون مین نہ ملا ہو اور اگر ذمیون کے مکانون مین پایا جاویگا تو ذمی ہوگا اور اگر اُس بچے کے ساتھ کچھ مال پایا جاوے تو وہ اُس بچے ہی کا ہے اور اُسکی حاجتون مین صرف کیا جاویگا قاضی کے حکم سے اور بعضون کے نزدیک بغیر حکم قاضی کے صرف کیا جاویگا اور جو اُس بچے کو کوئی شخص کچھ ہبہ کرے تو اُٹھانیوالے کو لے لینا اُسکا درست ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ بچے کو کسی پیشے مین لگاوے اور نہین جائز ہے کہ اُسکا نکاح کر دے یا اُسکے مال مین تصرف کرے یا اُسکو کرایے مین دے صحیح مذہب مین **ف** اور قدوری کی روایت مین دینا جائز ہے ہدایہ

ص کتاب اللقطہ

ف یعنی پڑی ہوئی چیز پانے کے بیان مین **ص** پڑی ہوئی چیز امانت ہے پانے والے کے ہاتھ مین اگر گواہ کرلے پانیوالا اس بات پر کہ مین اسکو واسطے محافظت کے اور پہونچا دینے کے طرف اُسکے مالک کے لیتا ہون تو اگر وہ چیز اُسکے پاس سے تلف ہو گئی تو اُسپر تاوان لازم نہ آویگا **ف** اسواسطے کہ امانت کے تلف ہو جانے سے تاوان نہین ہوتا **ص** اور اگر گواہ نہ کیا تو تاوان دینا ہوگا اگر تلف ہو جاوے نزدیک امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک دینا ہوگا بلکہ پانیوالے کا قول مع الیمین معتبر ہوگا اور جو پانیوالے نے خود اقرار کیا کہ مین نے اس چیز کو اپنے واسطے لیا تھا تو سب کے نزدیک تاوان دینا ہوگا اور گواہ کرنے کی یہ صورت ہے کہ کہے اے

مسلمانو جسکو تم دیکھو کہ گمی ہوئی چیز ڈھونڈھتا ہی تو میرا نشان دے دو اور اٹھانیوالا اُس چیز کو بتلاتا اور بیان کرتا رہے
جس مکان میں کہ پایا ہی یا جہاں بہت لوگوں کا مجمع ہوتا ہو اور آواز دے کہ میں نے ایک چیز پڑی ہوئی پائی ہی اور اُسکے مالک
کو میں نہیں جانتا تو جسکی ہو وہ میرے پاس آوے اور اُسکا وصف بیان کرے تاکہ اُسکو دیدوں اور اختلاف ہی بتلانے اور
بیان کرنے کی مدت میں تو صحیح یہ ہی کہ اُسکی کوئی مدت مقرر نہیں بلکہ جب تک پانیوالے کی رائے میں آئے کہ مالک اب تلاش نہ طلب
نکریگا تب تک ... اور امام محمدؒ اور امام مالکؒ اور شافعیؒ نے اسکو اندازہ کیا ہی سال ایک ف اسواسطے کہ زید بن خالدؓ کی حدیث
میں ہی کہ پہنچوا اسکو ایک سال تک روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے اور ... اگر دس درہم سے کم قیمت ہو تو اسکو کچھ دنوں تک بتلاوے اور
اگر دس یا زیادہ ہوں تو ایک سال تک پہنچوائے ص برابر ہی کہ وہ چیز حل کی ہی یا حرم کی ف اور امام شافعیؒ
کے نزدیک ... وہ چیز حرم کی ہو دے تو اسکو ہمیشہ پہنچوائے یہانتک کہ اُسکا مالک آوے اور دلیل لاتے ہیں حدیث ابی ہریرہؓ
سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرم مکہ کے باب میں کہ نہیں حلال ہی لقطہ اسکا مگر واسطے اُسکے مالک کے روایت
کیا اسکو بخاری و مسلم نے اور ہماری دلیل مطلق قول ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زید بن خالدؓ کی حدیث میں کہ
بتلا اسکو ایک سال ص اور جو چیزیں ایسی ہیں کہ مدت تک باقی نہیں رہتیں جیسے کھانے پکے ہوئے تو انکو یہانتک بتلاوے
کہ خوف انکے بگڑنے کا نہو پھر اُس چیز کو خیرات کر دے پھر اگر مالک آ جاوے تو اسکو اختیار ہی چاہے اُسکے خیرات کر دینے کو درست
رکھے چاہے پانیوالے سے قیمت لے لے اور جس چارپائے کا کوئی والی نہو اسکو پکڑ لینا درست ہی اور امام مالکؒ اور شافعیؒ کے
نزدیک اگر وہ چارپایہ اونٹ یا گائے ہو تو چھوڑ دینا اسکا افضل ہی اور جو اسکو کھلایا بغیر اذن حاکم کے مفت ہوگا اور جو حاکم
کے اذن سے کھلایا ہی وہ اسکے مالک کے ذمے قرض ہوگا اور اٹھائی ہوئی چیز سے اگر نفع مل سکتا ہو تو قاضی اسکو کرایہ
دے اور اُسی میں سے اسکا خرچ کرے جیسا کہ بھاگے ہوئے غلام میں اُسکا اجارہ دینا درست ہی اور جو اُس سے منفعت نہو تو
حکم ہوگا کہ اُسپر خرچ کیا جاوے اور جب مالک آوے تو خرچ لے لیا جاوے اور اگر یہ واسطے مالک کے بہتر نہو کہ اسپر خرچ کیا جاوے ف
مثلاً ایسا جانور ہو کہ اُسکا خرچ اُسکی قیمت سے بڑھ جاتا ہی ص تو بیچ کر اسکی قیمت رکھ چھوڑے اور اٹھانیوالے کو اختیار ہی
کہ مالک سے جب تک اپنا خرچہ وصول کر لے تب تک اُس چیز کو روک رکھے تو اگر بعد اُسکے روک رکھنے کے وہ چیز تلف ہوگئی تو نفقہ
ساقط ہوگیا اور جو قبل روک رکھنے کے تلف ہوئی تو ساقط نہوگا اور پائی ہوئی چیز کو دعوی کرنیوالے کے حوالے نکرے جب تک
کہ مدعی گواہوں سے اپنی ملک ثابت نہ کرے پس اگر مدعی کوئی علامت اُس چیز کی بیان کرے کہ اُس سے اٹھانیوالے کو گمان غالب ہو کہ یہی
مالک ہی تو اُسکے حوالے کر دینا حلال ہی مگر واجب نہیں بدون حجت شہادت کے اور امام شافعیؒ کے نزدیک واجب ہی اگر وہ نشانی بیان کرے اور وہ
موجود ہو اور اگر اٹھانیوالا محتاج ہو تو پائی ہوئی چیز سے نفع لے ورنہ کسی اجنبی محتاج کو خیرات کر دے اور اگر اُسکے ماں باپ یا بیٹی بیٹا لڑکے محتاج ہوں تو اُنپر صدقہ کر

ص کتاب الآبق

یعنی بھاگے ہوئے غلام کے بیان میں پکڑنا اُسکا مستحب ہی بشرطیکہ اُسپر قادر ہو اور جو غلام کہ گھر اپنے مالک کا بھول گیا ہو تو اُسکا چھوڑ
دینا افضل ہی اور اگر پانیوالا اُسکے مالک کا گھر جانتا ہو تو وہاں تک اسکو پہنچا دینا افضل ہی اور جو شخص کہ بھاگے ہوئے غلام کو یا مدبر
یا ام ولد کو مدت سفر یعنی تین دن تین رات کے فاصلے سے پکڑ کر لاوے تو اسکو چالیس درم اجرت ملیگی اگرچہ غلام کی قیمت چالیس درم سے

اگر کچھ شرط نہ کی ہو ۱۲

کم ہو جب کہ اسنے گواہ کر دیا ہو کہ مین اسکو اسلیے پکڑتا ہون کہ مالک کے پاس لے جاؤن اور جو مدت سفر سے کم فاصلے سے پکڑکر لاوے تو اُسی حساب سے اجرت ملیگی **ف** یعنی ایک دن کے فاصلے سے لاویگا تو چالیس درم کی تہائی کا یعنی تیرہ درم اور تہائی درم کا مستحق ہوگا اور دو روز کے فاصلے سے لانے مین چھبیس درم اور دو تہائی درم کا مستحق ہوگا اور امام شافعی کے نزدیک کچھ اجرت نملیگی بدون شرط کے اور ہماری دلیل اثر ابن مسعودؓ کا ہے کہ انھون نے فی نفر غلام چالیس درم مقرر کیے روایت کیا اسکو عبد الرزاقؒ نے اور اجماع صحابہ کا بیچ اس اجرت دلانے پر اور روایتین انکی بیچ مصنف ابن ابی شیبہ و عبد الرزاق مین **ص** اور جو پکڑا ہوا اسکے ہاتھ سے غلام بھاگ جاوے تو اُسپر تاوان نہوگا **ف** اور قیمت دینی نہ آویگی **ص** اور جو اُسنے گواہ نہیں کیا تو اسکو کچھ نہ ملیگا اور اگر بھاگ جاویگا اسکے ہاتھ سے تو تاوان دینا ہوگا اور اگر غلام رہن ہو اور بھاگ جاوے اور اسکو کوئی پکڑ لاوے تو اجرت مرتہن کے ذمے ہوگی جبکہ ہو کہ قیمت اس غلام کی بقدر رقم رہن کے یا اُس سے کم ہووے اور جو رقم رہن سے قیمت اُسکی زیادہ ہووے تو بقدر دین کے اجرت مرتہن پر ہوگی اور باقی راہن پر اور جیسے کہ اجرت خرچ کرنیکا حکم ایسا ہے جیسے لقطہ پر خرچ کرنیکا **ف** یعنی اگر قاضی کے حکم سے اُسپر خرچ کریگا تو وہ مالک کے ذمے قرض ہوگا ورنہ مفت کا سلوک ہوگا اور مالک پر کچھ لازم نہ آویگا

ص کتاب المفقود

ف اسمین مفقود یعنی گم ہوئے شخص کا جسکا نشان معلوم نہو اور مرنے جینے سے اسکے خبر نہو بیان ہے **ص** مفقود اپنی ذات کے حق مین زندہ ہے تو اُسکی بیوی کا دوسرے سے نکاح نہ کیا جاوے اور اُسکا مال وارثون مین بانٹ نہ دیا جاوے اور اُسکا کرایہ فسخ نہو اور قاضی ایک آدمی مقرر کر دے کہ وہ اُسکا حق جو لوگون کے ذمے ہے وہ وصول کرے اور اُسکے مال کی حفاظت کرے اور جس مال کے بگڑ جانیکا خوف ہو اُسکو بیچ ڈالے اور اُسکی اولاد پر اور ماں باپ پر اور بیوی پر خرچ کرے اور اپنے غیر کے حق مین مردہ ہے تو دوسرے کا وارث نہوگا بلکہ حصہ اُسکا موقوف رکھینگے نوے برس تک اور نوے برس کے بعد قاضی اُسکی موت کا حکم کرے اور ظاہر روایت یہ ہے کہ جب اسکے ساتھی ہم عمر مرجاوین تو حکم کرے اُسکی موت کا کیونکہ اس زمانے مین آدمی نوے برس تک کم جیتا ہے **ف** اور امام مالکؒ کے نزدیک جب چار برس گذر جاوین تو قاضی اُسکی بیوی کو جدا کر دے اور وہ عورت عدت کرکے جس سے چاہے نکاح کرے اور دلیل لاتے ہین قول سے حضرت عمرؓ کے کہ جو عورت کہ گم ہو جاوے خاوند اُسکا اور وہ نجانے کہ کہان ہے تو وہ انتظار کرے چار برس پھر عدت کرے چار مہینے دس دن اور حلال ہو جاوے روایت کیا اسکو مؤطا مین اور ابن ابی شیبہ نے مصنف مین اور ہماری دلیل قول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ عورت مفقود کی عورت اُسکی ہے جب تک کہ اُسکا حال کھلے روایت کیا اسکو دارقطنی نے سنن مین اور معارض ہے قول عمرؓ کے قول حضرت علیؓ کا کہ کہا انھون نے عورت مفقود کی پڑگئی بلا مین تو چاہیے کہ صبر کرے یہانتک کہ خاوند کی موت یا طلاق کی خبر آوے روایت کیا اسکو عبد الرزاق نے باسناد صحیح اور روایت کی ابن مسعودؓ سے کہ وہ بھی موافق ہوئے حضرت علیؓ کے اور نکالا ابن ابی شیبہ نے ابو قلابہ اور جابر بن زید اور شعبی اور نخعی سے کہ سب نے کہا نہیں جایز ہے اُس عورت کو کہ نکاح کرے یہانتک کہ ظاہر ہو موت اُسکی اور ہدایہ مین ہے کہ حضرت عمرؓ نے رجوع کی طرف قول حضرت علیؓ کے حاصل یہ ہے کہ اکثر صحابہ کا مذہب موافق ہمارے قول کے ہے **ص** تو اب اُسکی بیوی عدت کریگی موت کی اور مال اُسکا تقسیم ہوگا اُن وارثون کے درمیان جو اُسوقت موجود ہین اور جو حصہ اُسکا موقوف رکھا تھا واسطے کسی کے وارثون کو دلا یا جاویگا **ف** تو حاصل یہ ہے کہ اپنے مال کے

ف۱ صورت ثانیہ یعنی ۱۲
ف۲ یعنی بعد نوے برس
ف۳ ...

حق مین تو اُسکی موت کا حکم نوّے برس کے بعد سے کرینگے اور غیر کے مال کے حق مین اُسکی موت کا حکم بعد نوّے برس کے گم ہونے کے وقت سے کرینگے تو بعد مدت مذکور گذرنے کے ایسا سمجھینگے کہ اُس غیر کے مرتے وقت مفقود کا وجود نہ تھا اور تفصیل اسکی فرائض کی کتاب مین ہے

ص کتاب الشرکة

ف اسمین شرکت کا بیان ہے شرکت جائز ہے اسواسطے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور لوگ معاملہ کرتے رہے شرکت کا اور آپ نے اسکو منع نہین کیا اور حدیث شریف مین ہے کہ فرمایا اللہ تعالی نے مین تیسرا ہون دو شریکون مین جب تک ایک دوسرے سے خیانت نکرے اور جب خیانت کی تو نکل جاتا ہون بیچ انکے درمیان سے روایت کیا اسکو ابوداؤد نے اور حاکم نے مستدرک مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ص شرکت دو طرح پر ہے ایک شرکت ملک کہ دو شخص ف وراثت کی وجہ یا خریداری سے ہدایہ ص ایک چیز کے مالک ہو جاوین اور اس شرکت مین ہر ایک آپس مین اجنبی ہوتا ہے ف یعنی ہر ایک کو دوسرے کے حصے مین تصرف جائز نہین بغیر اُسکی اجازت کے ہدایہ ص اور دوسری قسم شرکت عقد ہے اور اسمین ایجاب و قبول ضرور ہین ف مثلاً ایک کہے شرکت کی مین نے تجھسے فلان فلان چیز مین اور دوسرا کہے قبول کیا مین نے ہدایہ ص اور اس شرکت کی شرط یہ ہے کہ کوئی امر ایسا نہو جو اس عقد کو قطع کر دے مثلاً ایک شریک کچھ روپیہ مقرر کرلے دوسرے پر خاص اپنے نفس کے لیے تو شرکت ٹوٹ جاویگی کیونکہ عجب نہین کہ سواے انہی روپیون کے اور کچھ نفع نہو کہ اسمین دونون شریک ہون اور اسکی بھی چار قسمین ہین ایک کو شرکت مفاوضہ کہتے ہین جسمین دو شخص مال شرکت اور تصرف اور دین مین برابر ہون تو اس سے یہ نکلا کہ شرکت مفاوضہ صحیح نہین ہے مسلمان اور کافر مین ف کیونکہ دونون دین مین ایک نہین اور اسی طرح آزاد اور غلام مین اور لڑکے اور بالغ مین ص اور جائز ہے درمیان دو مسلمان بالغ کے اور دو کافر کے برابر ہے کہ ایک یہودی یا نصرانی ہو اور دوسرا مجوسی اسواسطے کہ کفر کو ایک ہی مذہب شمار کرتے ہین اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک شرکت مسلمان اور کافر مین بھی درست ہے اور امام مالک اور شافعی رح کے نزدیک شرکت مفاوضہ بالکل درست نہین ف اور دلیل ہمارے صاحب ہدایہ نے حدیث شریف بیان کی کہ مفاوضہ کرو کیونکہ اسمین بڑی برکت ہے اور دوسرے یہ کہ تمام لوگ اسکو کرتے چلے آئے اور کسی سے انکار اسکا صحت کو نہین پہنچا ص اور اس شرکت مین ہر شخص دوسرے کا وکیل اور کفیل ہو جاتا ہے تو ایک شریک نے اگر کوئی چیز خریدی تو بائع کو پہونچتا ہے کہ قیمت کو اُسکی دوسرے شریک سے مانگے اور جو مفاوضے مین کوئی چیز جو شریک مول لیگا وہ مشترک دونون مین ہوگی مگر اپنے گھر والون کی خوراک اور پوشاک البتہ مشترک نہوگی اور جو قرضہ اُنمین سے ایک پر بوجہ خرید و فروخت اور کرایہ لینے کے یا کفالت کے جب مکفول عنہ کے حکم سے ہو ایک پر لازم ہوگا تو دوسرا بھی اسکا ضامن ہوگا اور جو بغیر حکم مکفول عنہ کے ایک نے کفالت کی تو اُسکی رقم کا دوسرا ضامن نہوگا ف اور جو قرضہ ایسے اسباب سے ہو جنمین شرکت صحیح نہین جیسے جنایت اور نکاح اور خلع و صلح قتل عمد سے اور نفقہ تو اسمین ایک دوسرے کا کفیل نہوگا ص اور اگر ایسا مال جسمین شرکت مفاوضہ درست ہے ف مثلاً روپیہ اشرفی ص ایک شریک کو کسی نے ہبہ کیا اور اُسنے قبضہ کیا یا ورثے مین ملا تو مفاوضہ ٹوٹ گیا مگر جب اسباب یا زمین ہبہ یا ورثے مین ایک کو ملے تو شرکت مفاوضہ باطل نہوگی دوسری قسم اسکی شرکت عنان ہے جسمین صرف وکالت ہوتی ہے اور کفالت نہین ہوتی اور اسمین اگر بعض مال مین شرکت ہو اور بعض مین نہو یا ایک کا مال زیادہ ہو دوسرے سے یا مال دونون کے برابر ہون اور نفع برابر نہو یا خلاف جنس ہو کہ ایک نے روپیہ دیا ہو اور دوسرے نے اشرفی

پایہ کہ ہر ایک انمین سے اپنے مال کو نہ ملاوے یہ طرح درست ہو اور اس شرکت مین جو نسا شخص کوئی چیز مول لیگا تو مطالبہ قیمت
کا صرف اُسی مشتری سے کیا جاویگا دوسرے شریک سے نہوگا کیونکہ اس شرکت مین کفالت نہین ہان شریک مشتری جو دام چیز
کے بائع کو دے اسمین سے دوسرے شریک سے اسکے حصے کے موافق پھر لیوے یعنی جتنا اسکی طرف سے اسنے اپنے مال مین سے دیا ہو
وہ اس سے پھر لے اور یہ شرکت اور شرکت مفاوضہ دونون بدون [illegible]
[illegible]
کہ دونون شخص [illegible]
ص اور اگر دو شخص اسطرح کرین کہ ہر ایک اپنا آدھا مال دوسرے کے آدھے مال کے [illegible]
کرین تو درست ہے ف اور یہ مسئلہ جو شرکت عنان مین [illegible] اگر
کل مال شرکت کا یا مال ایک شریک کا قبل خرید کرنے کسی چیز کے ہلاک ہو جاوے تو شرکت باطل ہو جاویگی اور [illegible] ہلاک ہوا ہے اسکا
مالک کا ہوگا اگر مال مل جل گیا ہو برابر ہے کہ اسی کے ہاتھ سے ہلاک ہوا یا دوسرے شریک کے ہاتھ سے [illegible] مال مل جل گیا
ہو تو وہ سب شریکون کا ہوگا اور جو دونون شریکون مین سے ایک اپنے مال کے عوض مین کچھ اسباب خریدے اور بعد خریدنے کے دوسرے
کا مال تلف ہو جاوے تو جو اسباب خرید ہوا ہے وہ دونون مین مشترک ہوگا اور جسنے مول لیا ہو وہ اپنے شریک کے حصے
کے موافق قیمت اسباب کی اس سے لے اور جو قبل خریدنے کے تلف ہو جاوے اور پیچھے دوسرا شریک اپنے مال سے کوئی چیز خریدے
تو جسکا مال تلف ہوا ہے اگر اسنے دوسرے شریک کو وقت شرکت کے وکیل صریح بنایا ہو مثلاً کہدیا ہو کہ جو چیز تو اپنے مال سے
خریدیگا تو اسکا آدھا میرے واسطے خریدنا تو اب وہ اسباب جو خرید ہوا ہے دونون مین مشترک ہو جاویگا اور جسنے مول لیا ہو وہ
اپنے شریک کے حصے کے موافق اس سے قیمت لےلیگا اور اگر اسنے دوسرے شریک کو وکیل صریح نہین بنایا تھا تو وہ کل اسباب اسی کا
ہو جاویگا جسنے خریدا ہے اور شرکت مفاوضہ اور عنان کے دونون شریکون مین سے ہر ایک کو اختیار ہے کہ مال مشترک کو بطور بضاعت ف
یعنی کل نفع اپنا ٹھہرا کر ص کسی کے حوالے کرے یا امانت رکھے یا مضاربت پر دیوے یا کسی کو وکیل کرے اور ہر ایک کے ہاتھ مین
مال بطور امانت کے ہوگا یعنی اگر بغیر اسکی زیادتی کے ہلاک ہو جاوے تو اسپر ضمان نہوگا تیسری قسم شرکت عقد کی شرکت صنایع اور
تقبل ہے اسکی صورت یہ ہے کہ دو کاریگر مثلاً دو درزی خواہ ایک درزی اور ایک رنگریز اس شرط پر شریک ہون کہ دونون مشترک کام کیا
کرین اور مزدوری جو کچھ ملے اسکو دونون برابر بانٹ لیا کرین یا کام دونون برابر کرین لیکن مال اجرت ایک کو دو تہائی ملے اور ایک
کو ایک تہائی اور امام شافعیؒ کے نزدیک یہ شرکت جائز نہین اور امام مالکؒ کے نزدیک جب عمل متحد ہو تو جائز ہے اور مختلف ہو تو نہین
جائز اور اس شرکت مین اگر ایک شخص کوئی کام منظور کر لیگا وہ دونون کو کرنا لازم ہوگا تو کام دینے والے کو ہر ایک سے مطالبہ پہونچتا ہے کام
کا اور اسی طرح ہر ایک کو پہونچتا ہے کہ کام دینے والے سے اجرت طلب کرے اور جو کام دینے والا ایک کو اجرت دیدیوے تو بری ہو جاویگا
اور جو کمائی ہووے وہ دونون مین مشترک ہوگی اگرچہ کام ایک ہی کرتا ہے چوتھی قسم شرکت عقد کی شرکت وجوہ ہے اسکی صورت یہ ہے کہ دو شخص
بدون مال کے شریک ہون اسطرح کہ اپنے اعتبار سے مال خریدین اور بیچین یعنی لوگون سے جان پہچان ہونیکی جہت سے مال بطور قرض خریدین اور
بیچین اور نقد کچھ نہ لگادین اور اصل قیمت حوالے مالک کے کرکے باقی جو کچھ بچے اسکو بانٹ لیوین اور اسمین ہر ایک دوسرے کا وکیل اور کفیل ہوتا ہے

[illegible]

اگرچہ بطور مفاوضہ ہو اور وقت اوکیل ہوتا ہے اگر بطور عنان ہو پھر اگر نصفا نصفی کے اقرار سے مال خریدین یا ایک تہائی ایک کو اور دو تہائی دوسرے کے لیے اسطرح چاہین تو نفع بھی اسی طرح ہوگا اور زیادتی کی شرط باطل ہوگی اسلیے کہ نفع غیر مضمون کا جائز نہین یعنی اگر اسمین اقرار کرین کہ مال آدھون آدھ خریدینگے تو نفع بھی نصفا نصف ہوگا فصل شرکت نہین جائز ہے لکڑیان لانے اور گھانس جمع کرنے اور شکار کرنے مین تو جسنے جو کچھ کسب کیا ہو اسی کا ہوگا اور جس چیز کو دونون نے ساتھ لیا ہو تو وہ آدھی آدھی انکو ملیگی اور جو ایکنے حاصل کیا لیکن دوسرے نے مدد کی جیسے ایکنے گھانس کھود دی اور دوسرے نے اکٹھا کی تو گھانس کھودنے والے کی ہوگی اور مدد کرنے والے کو اسقدر مزدوری اجیر کی ملیگی جتنا اسنے کام کیا جسقدر اجرت ہو اگرچہ اجرت قیمت کے برابر یا زیادہ ہو امام محمدؒ کے نزدیک اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اس چیز کی آدھی قیمت سے زیادہ اسکو مزدوری نہ دینگے اور اسی طرح جایز نہین شرکت پانی کھینچنے مین مثلاً ایک کا خچر تھا اور دوسرے کی پکھال اور پانی ایکنے کھینچا تو اجرت سب کھینچنے والے کو ملیگی اور اسپر کرایہ پکھال یا خچر کی اجرت مثل لازم ہوگی ف یعنی سقا اگر خچر اسکا تھا اور پکھال دوسرے کی تو پکھال کی اجرت دینی ہوگی اور اگر پکھال اسکی اور خچر دوسرے کا تھا تو خچر کی اجرت اسکو دینی ہوگی ص اور جس صورت مین کہ شرکت فاسد ہو جاوے تو نفع مال کی مقدار ہوگا مثلاً شرکت مین کچھ روپیہ ایک شریک نے زیادہ ٹھہرالیے تو شرکت فاسد ہوگی اور نفع بقدر ملک کے ہوگا تو مال شرکت اگر آدھون آدھ تھا تو نفع آدھا آدھا ملیگا اور شرط زیادہ کی باطل ہوگی اور شرکت دونون شریکون مین سے کسی کے مرجانے سے یا مرتد ہو کر دارالحرب مین ملجانے سے جب قاضی حکم اسکے ملنے کا کر دے باطل ہوجاتی ہے اور چاہیے کہ کوئی دونون شریکون مین سے دوسرے کے مال کی زکوٰۃ بدون اسکی اجازت کے نہ دے پس اگر ہر ایکنے دوسرے کو اپنے مال کی زکوٰۃ دینے کی اجازت دیدی اور دونون نے ایک ساتھ ادا کی تو ہر ایک دوسرے کے حصے کا ضامن ہوگا اور جو ایکنے آگے اور دوسرے نے پیچھے دی تو پچھلے ہی کو اول شخص کے حصے کی زکوٰۃ کا تاوان لازم ہوگا اگرچہ اول کے ادا سے واقف نہو اور صاحبین کے نزدیک جب اول کی ادا سے واقف نہوگا تو ضامن نہوگا اور جو مفاوضت مین دو شریکون مین سے ایکنے دوسرے کو صحبت کرنے کے لیے ایک لونڈی خریدنے کی اجازت دی اور اسنے اس اجازت کے بموجب لونڈی خریدی اور مال مشترک مین سے اسکی قیمت دی تو یہ لونڈی اس خریدنے والے کی ہوگی بدون عوض کے یعنی نصف قیمت لونڈی کی اپنے شریک اجازت دینے والے کو نہ دینی پڑیگی اور صاحبین کے نزدیک دینی پڑیگی اور بائع لونڈی کی قیمت ہر شریک سے لے سکتا ہے

ص کتاب الوقف

وقف کہتے ہین اسکو کہ کوئی شخص کسی چیز کو اپنی ملک مین روک رکھے اور اسکا نفع خیرات کردے جیسے عاریت مین ہوتا ہے ف اور یہ مذہب امام ابو حنیفہؒ کا ہے اور دلیل انکی یہ ہے کہ روایت ہے ابن عباسؓ سے کہ کہا انھون نے سنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب اتری سورۂ نسا اور اترے اسمین فرائض کہ منع کیا آپنے حبس سے روایت کیا اسکو طحاوی نے شرح معانی الآثار مین اور روایت کیا اسکو دارقطنی نے اور اسناد مین اسکی عبداللہ بن لہیعہ اور بھائی اسکا دونون ضعیف ہین اور روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے موقوفاً حضرت علیؓ پر کہ کہا انھون نے نہین حبس ہے فرائض سے اللہ تعالی کے اور مطلب اسکا یہ ہے کہ نہین ہے کوئی مال کہ روکا جاوے بعد موت مالک کے قسمت سے درمیان ورثہ کے اور فرائض سے مراد حصے ہین ورثہ کے اور بھی روایت کی ابن ابی شیبہ نے شریح سے کہ کہا انھون نے آئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور بیچتے تھے روکی ہوئی چیز کو اور نکالا اسکو بیہقی نے اور تفصیل اسکی فتح القدیر مین ہے ص اور صاحبین کے نزدیک وقف اسکو کہتے ہین کہ روک رکھنا کسی چیز کا اللہ تعالی کی ملک مین ف اور دلیل

انکی روایت ہے حضرت عمرؓ کی کہ کہا واسطے انکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ارادہ رکھتے تھے وہ وقف کرنیکا ایک زمین کے کہ تصدق
کرو نے اسکو بیچی جاوے اور نہ ہبہ کی جاوے اور نہ میراث ہووے روایت کیا اسکو امام محمدؒ نے باسناد صحیح اور صحاح ستہ والونے **ص** اور
فتوی صاحبین کے قول پر ہے تو امام صاحب کے مذہب کے موافق اگر کسی نے وقف کیا کسی چیز کو فقیرون پر یا سقایہ مثل حوض وغیرہ کے یا
مسافرخانہ واسطے مسافرون کے یا قافلہ اترنیکا مکان بنایا یا اپنی زمین کو مقبرہ کر دیا تو ملک وقف کرنیوالے کی اس سے نہ جاویگی اگرچہ
اسکو موقوف کیا ہو موت پر مثلاً کہے کہ اگر مین مرجاؤن تو وقف کیا اسکو صحیح قول مین **ف** اور ایک روایت مین امام سے ملک جاتی
رہیگی **ص** مگر یہ کہ حاکم اسکی ملک جاتی رہنے کا حکم کر دے یا مسجد بناوے اور راستہ اسکا جدا کر دے اور لوگون کو اسمین نماز پڑھنے کی اجازت
دیدے اور ایک شخص بھی اسمین نماز پڑھ لے تو ملک اسکی جاتی رہیگی اگرچہ اس مسجد کے تلے ایک تہ خانہ ہو جو مسجد کے امور کے واسطے بنایا گیا ہو
اختلاف ہے اسمین کہ کس طرح مکان مسجد ہو جاتا ہے پس امام ابو یوسفؒ کے نزدیک فقط یہ کہدینا کہ مین نے اسکو مسجد بنایا کافی ہے اور
امام محمدؒ کے نزدیک شرط یہ ہے کہ اسمین جماعت سے نماز پڑھی جاوے اور امام اعظمؒ کے نزدیک نماز ایک شخص کی بھی
کافی ہے اور جو مسجد بنا کر اسکے نیچے تہ خانہ اور کامون کے لیے بنایا یا اپنے گھر کے اندر مسجد بنائی اور آمد
اور نماز کا دیا تو وہ ملک سے اسکی نہ جاویگی **ف** تو بیچنا اسکا درست ہوگا اور اس سے ترکہ ہوگا وارثون کو پہنچیگا یعنی وقفی مسجد کے
حکم مین نہوگی **ص** اور امام ابی یوسفؒ کے نزدیک ملک وقف کرنیوالے کی فقط زبان سے کہنے سے کہ مین نے اسکو وقف کیا جاتی رہتی
ہے اسلیے کہ تسلیم شرط نہین اسواسطے لزوم وقف کے انکے نزدیک اور امام محمدؒ کے نزدیک جب جاتی ہے کہ اسکو متولی کے سپرد کر دے اور وہ اسپر قبضہ کر لے
تو درست ہے وقف مشاع کا یعنی ایک تہائی یا نصف زمین کا بغیر تعیین کے جب وہ قسمت کی صالح ہو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اور فتوی اسی پر ہے
اور امام محمدؒ کے نزدیک جائز نہین ہے اور اگر وقف کیا مشاع کو ایسی چیز مین کہ وہ قابل قسمت کے نہو تو جائز ہے سب کے نزدیک مگر مسجد اور مقبرہ مین جائز
نہین ہے اگر واقف وقف کے پیداوار کو اپنی ذات کے واسطے کر لے یا وقف کی ولایت اپنی طرف کر لے کہ متولی خود رہے تو درست ہے
ف امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اور امام محمدؒ کے نزدیک درست نہین دلیل ابو یوسفؒ کی یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھاتے تھے اپنے صدقے
سے اور یہ حدیث اس لفظ سے نہین ملی لیکن روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مصنف مین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھلاتے تھے صدقہ فطر مین سے
اپنے اہل کو موافق دستور کے اور بھی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو خرچ کرے مرد اپنی ذات اور اہل اور اولاد اور خادم پر تو وہ صدقہ ہے
واسطے اسکے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے مقدام بن معدیکرب سے اور روایت کیا اسکو نسائی نے کہ جو کھلاوے تو اپنے نفس کو تو وہ تیرے
واسطے صدقہ ہے اور نکالا اسکو حاکم اور دارقطنی اور طبرانی نے بہت طرق سے اور الفاظ مختلفہ سے لیکن اگر وہ خیانت کرتا ہو تو موقوف کو
اسکے ہاتھ سے نکال لینا چاہیے اگرچہ اسنے شرط کر لی ہو کہ موقوف کو میرے ہاتھ سے نہ نکالین کبھی **ص** اور جو کسی نے شرط کی زمین
وقف کرتے وقت کہ جب چاہون اس زمین کے بدلے اور کو وقف کر دون تو جائز ہے امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اسلیے کہ بدل دینا وقف کا
بدون شرط کے بھی جائز ہے جب زمین موقوف خراب ہو جاوے اور اسپر فتوی نہین دیا جاویگا کیونکہ اسمین بہت طرح کے فساد ہوتے ہین اور ہمنے
دیکھا ہے کہ ہمارے زمانے کے ظالم حاکم اکثر مسلمانون کے وقفون کو اس حیلے سے باطل کر دیتے ہین **ف** تو اب فتوی امام محمدؒ کے قول پر چاہیے کہ
شرط باطل ہے اور وقف جائز ہے **ص** اور یہ بھی ضرور ہے کہ وقف کی صورت انجام کو ایسی کر دے کہ وہ منقطع نہو جاوے بلکہ جاری رہے
ف مثلاً اگر خاص لوگون پر وقف کرے جنکا کسی زمانے مین نہونا ممکن ہو تو یہ کہدے کہ ان لوگون کے نہ رہنے کے بعد وقف کے

فقیرون یا علما کو اسکا نفع پہونچے تاکہ ہمیشہ وقف جاری رہے **ص** اور امام ابو یوسف کے نزدیک بغیر ان کہنے کے وقف صحیح ہو جاویگا
اور جیسے وہ لوگ جنپر وقف کیا ہے نہوں تو فقیرون پر صرف کیا جاویگا اور صحیح ہے وقف عقار کا **ف** یعنی غیر منقول کا جیسے زمین **ص**
نہ منقول کا **ف** امام صاحب کے نزدیک **ص** اور امام محمدؒ کے نزدیک جائز ہے وقف کرنا ان اشیاے منقولہ کا جنکے وقف کرنیکا معمول
ہو جیسے پھاوڑا اور بسولا اور آرہ اور تابوت اور اسکے کپڑے اور ہانڈی اور دیگچی اور مصحف اور اسی پر عمل ہے اکثر شہرون کے
فقہا کا **ف** وقف غیر منقول کا اسواسطے جائز ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ نے وقف کیا اسکا جیسے حضرت عمرؓ نے ایک
زمین کو اور زبیر بن عوامؓ نے ایک گھر کو روایت کیا اسکو ابراہیم نے کتاب غریب الحدیث مین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ایک زمین کو واسطے مسافرون کے روایت کیا اسکو بخاری نے اور وقف منقول کا امام محمدؒ کے نزدیک اسواسطے جائز ہے کہ فرمایا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ خالدؓ نے روک دیا اپنی زرہون کو اور گھوڑون کو خدا کی راہ مین روایت کیا اسکو بخاری ومسلم نے
زیادہ کیا صاحب ہدایہ نے کہ روک رکھا طلحہ نے زرہون کو اپنی اللہ کی راہ مین اور گھوڑون کو **ص** اور جب وقف صحیح ہوا تو
بعد اسکے کسی کی ملک مین نآویگا اور رہ جو بعض متاخرین نے جائز رکھا بیع وقف کو جب خراب ہو جاوے اور گرنے لگے واسطے عمارت کرنے
باقی نرکے تو اصح یہ ہے کہ جائز نہین ہے اسواسطے کہ وقف بعد صحت کے ملک کو قبول نہین کرتا جسطرح حریت کو قبول نہین کرتا اور مثل استبدال
کے اسمین بھی فساد مشاہدہ ہے اور جائز ہے قسمت کر دینا مشاع کا بعد وقف کے امام ابو یوسفؒ کے نزدیک تو جس شخص نے ایک زمین مشترک
کو وقف کیا تو نزدیک امام ابو یوسفؒ کے جائز ہے کہ اسکو بانٹ لے اپنے شریک کے ساتھ اور دوسرے شریک کے حصے سے اسکو جدا کرلے
اور اگر اپنی ساری زمین مین سے آدھی کو وقف کیا تو قاضی اسکو قسمت کر دیوے واقف کے ساتھ اور نہین جائز ہے قسمت وقف
کی مصارف مین اور جو وقف کہ فقیرون پر ہو تو اسکے محاصل کو اول اسکی مرمت اور درستی مین صرف کرینگے گو واقف نے اس
بات کی شرط نہ کی ہو اور اگر موقوف کوئی مکان ہو اور ایک شخص معین پر وقف کیا ہو اور کہا ہو کہ بعد اسکے فقیرون کے لیے ہے تو اسکی تعمیر
اس شخص کے ذمے ہے اور اگر وہ مرمت نہ کرے یا مفلس ہو تو حاکم اس مکان کو کرایہ دیکر نذر کرایے اسکی تعمیر کرے اور بعد تعمیر کے پھر اسی شخص
کو دیدیوے اور اگر موقوف ٹوٹ جاوے تو اسکی لکڑیان چونہ وغیرہ اسی کی تعمیر مین لگایا جاوے اگر ضرورت
ہو ورنہ اسکو رکھ چھوڑین وقت حاجت کے اسکو صرف کرین اور اگر وہ قابل صرف کرنے کے نہ ہو
تو اسکو بیچین اور قیمت اسکی موقوف کی تعمیر مین صرف کرین اور وقف کے مستحقون کو تقسیم نہ کرین فقط

خاتمة الطبع الحمد للہ والمنہ کہ دوسری جلد نور الہدایہ ترجمہ اردو شرح وقایہ کی بعد تصحیح مسائل و تطبیق اصل نسخہ عربیہ وتحشیہ ضروریہ کے پانچوین مرتبہ مطبع نظامی کانپور مین بشہر ربیع الآخر سنہ [illegible] ہجری نہایت عمدہ چھپکر طیار ہوئی

اشتہار

یہ کتاب بموجب قانون [illegible] داخل بہی رجسٹر گورنمنٹ ہو چکی لہذا کوئی صاحب بدون اجازت راقم کے طبع نہ فرماوین

رجسٹری مہر و دستخط بر خاتمہ

واسطے سند اس بات کے کہ یہ کتاب چھپی ہوئی مطبع نظامی واقع کانپور کی ہے مہر و دستخط مہتمم مطبع کے خاتمے پر ثبت کیے گئے

محمد روشن خان حنفی ... عبد الرحمن خان

فہرست جلد دوم نور الہدایہ ترجمۂ اردوی شرح وقایہ

صفحہ		صفحہ		صفحہ		صفحہ	
		۲	کتاب النکاح				
۴	فصل بیان میں عورتوں محرمات کے	۱۲	باب ولی اور کفو کے بیان میں	۲۰	فصل کفو کے بیان میں	۴۲	فصل نکاح فضولی اور وکالت نکاح میں
۲۳	باب مہر کے بیان میں	۳۲	فصل نکاح ذمی کے بیان میں	۳۴	باب نکاح غلام اور کافر کے نکاح کے بیان میں	۳۷	باب القسم
		۳۸	کتاب الرضاع				
		۴۱	کتاب الطلاق				
۴۵	باب طلاق واقع کرنے کے بیان میں	۵۱	باب تفویض طلاق کے بیان میں	۵۳	باب الحلف بالطلاق کے بیان میں	۵۷	باب طلاق مریض کے بیان میں
۵۹	باب رجعت کے بیان میں	۶۳	باب ایلاء کے بیان میں	۶۷	باب خلع کے بیان میں	۷۱	باب ظہار کے بیان میں
۷۳	فصل کفارۂ ظہار کے بیان میں	۷۵	باب لعان کے بیان میں	۷۷	باب عنین کے بیان میں	۷۹	باب عدت کے بیان میں
۸۳	فصل سوگ جس عورت کا خاوند مر گیا ہو	۸۵	باب ثبوت نسب کے بیان میں	۸۸	باب حضانت کے بیان میں	۹۰	باب نفقے کے بیان میں
		۹۲	فصل نفقۂ عدت طلاق رجعی یا بائن کے بیان میں				
		۹۴	کتاب العتاق				
۹۶	باب عتق البعض	۹۹	باب الحلف بالعتق	۱۰۱	باب مدبر اور ام ولد کے بیان میں	۱۰۲	فصل ام ولد کے بیان میں
		۱۰۳	کتاب الایمان				
۱۰۵	فصل کفارۂ قسم کے بیان میں	۱۰۶	باب الحلف بالفعل	۱۱۰	باب الحلف بالقول		
		۱۱۳	کتاب الحدود				
۱۱۶	باب صحبت موجب حد اور غیر موجب کے بیان میں	۱۱۸	باب گواہی زنا سے پھر جانے کے بیان میں	۱۱۹	باب شراب پینے کی حد کے بیان میں	۱۲۰	باب تہمت زنا کی حد کے بیان میں
		۱۲۲	فصل تعزیر اور توبیخ کے بیان میں				
		۱۲۳	کتاب السرقة				
۱۲۶	فصل ہاتھ کاٹنے کی کیفیت کے بیان میں	۱۲۸	باب رہزنی کے بیان میں				
		۱۲۹	کتاب الجہاد				
۱۳۲	باب غنیمتوں کے بیان میں	۱۳۳	فصل غنیمت کی قسمت کے بیان میں	۱۳۵	باب کافروں کے غلبے کے بیان میں	۱۳۶	باب مستامن کے بیان میں
۱۳۸	باب زمین عشری اور خراجی کے بیان میں	۱۳۹	فصل جزیے کے بیان میں	۱۴۱	باب مرتدین کے بیان میں	۱۴۳	باب باغیوں کے بیان میں
۱۴۴	کتاب اللقیط	۱۴۴	کتاب اللقطة	۱۴۵	کتاب الآبق		
۱۴۶	کتاب المفقود	۱۴۷	کتاب الشرکة	۱۴۹	کتاب الوقف		
۱۵۱	تمت						

مولد شریف بہاریہ مع رسائل دیگر۔
گلشن فردوس مجموعۂ پنج رسالہ۔
مولد شریف جدید نہایت مفید۔

صرف و نحو و ادب

کافیہ کلان نظامی محشے مع ترجمۂ فارسی
و حل الترکیب زینی زادۂ رومی بطریق ضمیمہ
ہدایۃ النحو نظامی محشے مع تعلیقات۔
فصول اکبری محشے مع دیگر رسائل نظامی
پنج گنج و زبدہ مع تمرین سعیدی و جوانا موئی نظامی
دستور المبتدی مع تکملۂ مفیدہ نظامی۔
مجموعۂ میزان الصرف مع ضمیمہ جدیدہ نظامی
صرف میر مع تکملۂ مفیدہ و تبصرۂ جدیدہ نظامی
مجموعۂ نحو میر باضافۂ شرح مائۃ عبد الرسول ملا جامی نظامی
شرح مائۃ عامل کلان مجموعۂ چہار رسالہ نظامی
زنجانی محشے بحواشی مفیدہ نظامی۔
مصطلحات صرفیہ نظامی در سوال و جواب
قواعد فارسی محشے نظامی مع شجرہ ہا۔
تبیان شرح میزان۔
تابصر الطلاب در سوال و جواب عربی مع ترجمہ
تعلیم عزیزی مفید تعلیم مبتدیان۔
کلیات صہبائی مجموعۂ پانزدہ رسالہ نظامی۔
مجمع القوافی یہ نسخہ عجیب و غریب ہے۔
چہار گلزار نظامی مع ضمیمۂ مفیدہ۔
نہر الفصاحت نظامی عمدہ کتاب ہے۔
گفتگو نامہ در سوال و جواب فارسی نظامی۔
افصح الانشا نظامی نہایت مفید رسالہ ہے۔
الف با مع فوائد عزیزی۔
مقصد فیوض مع ضمیمۂ عروض نظامی۔
صفوۃ المصادر نظامی۔
پنج نگارین نظامی کہ اس مرتبہ نہایت خوشخط

اسکے پانچون حصے لکھوائے گئے ہین ہر حصہ علیحدہ
چھپا ہی تعلیم خوشنویسی خط نستعلیق کیواسطے مفید ہے

تصوف و تہذیب اخلاق و قصہا

سبع سنابل محشے نظامی بہت عمدہ کتاب ہے
شفاء العلیل ترجمۂ قول الجمیل مع ضمیمۂ جدیدہ
ہدایت السبیل نظامی قابل ملاحظہ ہے۔
فتوح الغیب مع شرح فارسی شیخ الدہلوی۔
مثنوی خوف حق نہایت عمدہ نسخہ ہے۔
حکایات دلپسند مفید تعلیم فارسی نظامی
بوستان تہذیب نظامی ترجمۂ بوستان سعدی۔
انیس الارواح ملفوظ خواجہ عثمان ہارونی۔

دلیل العارفین قابل ملاحظۂ شائقین۔
انوار الرحمن لتنویر الجنان ملفوظ شاہ عبد الرحمن۔
مجموعہ رسائل ستہ ضروریہ نہایت بکار آمد ہے۔
مقاصد الصالحین لائق دید ناظرین نظامی۔
سلطان الاذکار فی مناقب غوث الابرار۔
گلستان خورد و کلان محشے نظامی۔
بوستان محشے نظامی۔
مرآت النسا نظامی واسطے تعلیم تہذیب عورتون کے
کہ دین و دنیا کی اسمین سب خوبیان مندرج
ہین لاجواب کتاب ہے۔

معقول

مجموعہ شرح الشرح قاضی مبارک حال المتن نظامی
شرح حاشیۂ میرزاہد امور عامہ نظامی۔
تحفۂ شاہجہانی یعنی شرح تہذیب محشے مع
حل الترکیب منطق و رسالۂ آداب مطالعہ نظامی۔
حاشیۂ مولوی ظہور اللہ۔
قال اقول محشے نظامی مع شجرہ۔

مجموعۂ ملا حسن باضافۂ رسائل جدیدہ مفیدہ نظامی
حاشیۂ میرزاہد ملا جلال۔
شرح مرقات فارسی حال المتن عربی نہایت عمدہ نظامی

طب

قرابادین اعظم تصنیف صاحب اکسیر اعظم نظامی کہ اصل
کتاب کی ترتیب حروف تہجی پر ہے مگر اسمین ایک
فہرست علی ترتیب الامراض بقید ہندسہ صفحہ و سطر
کے ایسی لگادی ہے جسمین قریب چار ہزار نسخون کا شمار ہے
رکن اعظم نظامی بحران کی بحث مین نایاب کتاب ہے
نیر اعظم نظامی نبض کے حالات مین رسالہ بے مثل ہے
شرح رباعیات طب یوسفی نظامی باضافۂ نسخہ ہا۔
شفاء الامراض بطریق سوال و جواب۔
مجموعۂ کار آمد اطبا یعنی رسائل ستہ ضروریہ نظامی اردو
یعنی میزان الطب و رسالۂ بحران و رسالۂ نبض و رسالۂ قارورہ
و رسالۂ استخراج المزاج و ضمیمہ واجب الحفظ۔
یاقوتی نظامی کہ اس کتاب مین اطبای حذاق
لکھنؤ کے مطب کے نسخہ ہای مجربہ معمولہ انتخاب
کرکے لکھے گئے ہین مع فہرست علی ترتیب الامراض

تواریخ و دواوین و مثنوی

لقطۃ العجلان نظامی عربی کہ اسمین عجائب غرائب
حالات دنیا کے مندرج ہین۔
تاج الاقبال تاریخ بھوپال اردو و فارسی نظامی
دیوان ہنر بر نظامی نہایت فصیح کلام ہے۔
دیوان ناسخ مع قصائد و رباعیات نظامی
مثنوی بلقیس و سلیمان قابل دید سخندانان
قیصر نامہ نظامی جسمین حالات جنگ روم و روس
کے نظم فارسی مین مثل سکندر نامہ کے مرقوم ہین
وزیر نامہ نظامی اسمین سب حالات پادشاہی
اودھ کے بسط و تفصیل سے مندرج ہین۔

اعلان

واضح ہو کہ یہ نسخہ نور الہدایہ یعنی
ترجمہ شرح وقایہ کئی بار اس مطبع نظامی مین چھپا اور
ہر مرتبہ طالبون کی کثرت سے ہاتھون ہاتھ بکا چنانچہ یہ چوتھی مرتبہ ہی کہ پہلے نسخون سے
یہ نسخہ نہایت عمدہ طیار ہوا اور اسکی تکمیل و درستی مین محنت و مشقت کے ساتھ ایک
زمانہ گذرا اور اصل نسخہ عربی کی عبارت سے جانچکر اسکے تمام مسائل اور دلائل کو ملانے
اور جابجا عبارات گھٹانے اور بڑھانے اور جدید حواشی چڑھانے مین صرف زر کثیر ہوا اور
بہت خرچ پڑا اب کامل طور سے جیسا کہ جی چاہتا تھا صحیح اور درست ہو گیا تصدیق اس
کلام کی ناظرین کو وقت مطالعے کے ہوگی اور خود یہ کتاب اس دعوے کی شہادت دیگی پس
جن صاحبون کو مطلوب ہو بارسال زر قیمت راقم سے یہ کتاب منگوالین لیکن کوئی صاحب
نفع دنیا کی طمع سے اس دین کی کتاب کو بلا اجازت راقم کے چھپا کر مواخذہ سرکاری
کا بار نقصان نہ اٹھائین اسواسطے کہ حق تالیف اسکا حسب منشای قانون
بستم ۱۸۶۷ء داخل رجسٹری ہو کر مطبع ہذا مین
محفوظ رکھا گیا ہی فقط

Checked
1987

الراقم
محمد عبد الرحمن مہتمم مطبع نظامی کانپور
محلہ پٹکاپور